وداعی ہون کہ سب سے اوّل خود مجکو توفیق عمل کی بخشی پہر میری اولاد کو پہر سارے مسلمانونکو بہت سے
نام کے مسلمان نماز روزہ زکوٰۃ حج بجالاتے ہین اور محنت اوٹہاتے ہین لکن موافق رسم وعادت
کے نہ مطابق طریقۂ عبادت کے اس صورت مین اونکی مشقت برباد جاتی ہے بلکہ نفع کے عوض
نقصان پہنچاتی ہے پس جب تقدیر پر کہ وہ اِن کامون کو ظاہر مین ادا کرتے ہین اگر باطن بہی
اِن کامون کا موافق مرضی شرع کے کرلین تو کچہ اونکو بڑی تکلیف نہوگی اور عمل بہی صحیح
ہوکر نتیجۂ نیک بخشیگا اور اوتنا ہی وقت اس کام مین بہی صرف ہوگا جتنا کہ بے موافقت شرع
بجالانے مین اِن امور کے پہلے صرف ہوتا تہا اور یہ ظاہر ہے کیونکہ جو پانچ وقت واسطے
نماز کے مقرر ہین نماز اوسی وقت مین پڑہیگا اور تمام سال مین روزہ بہی خاص ماہ رمضان
ہی مین رکہیگا زکوٰۃ بہی بعد سال تمام کے دیگا حج بہی تمام عمر مین ایک ہی بار کریگا کچہ اخلاص
نیت وتصویب عمل سے مقدار عبادت فرض کا بڑہتا نہین ہے یعنی ہر دن مین بجز دس نمازین ہوتی
ہین اور نہ ہر سال مین دو رمضان آتے ہین اور نہ دو زکوٰتین اور نہ تمام عمر مین دو حج ہان شوقمند
کو اختیار ہے کہ وہ نوافل عبادات سے اپنی طاعات کو بڑہائے تطوعات سے حسنات کو زیادہ کرے
ومن سراد زاد اللہ فی درجاتہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جسطرح ترغیب اصلاح پر صورت
ظاہر عبادت کی فرمائی ہے اسیطرح اصلاح پر صورتِ باطن طاعت کی بہی رغبت دلائی ہے
پہر کوئی وجہ اِسکی نہین ہے کہ مسلمان نرے پوست پر قناعت کرے مغز کو نہ لے یہ ترجیح بلا شک
بے مرجح ہے اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اصل مقصود ہر شئے سے نتیجہ اوس شئے کا ہوتا ہے نہ
نری صورت اوس شئے کی یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت مین جس عمل صالح کا ذکر کیا ہے وہان
عامل سے ظاہر و باطن عمل دونون کو طلب فرمایا ہے مثلاً گرباب طہارت ونماز مین ارشاد کیا ہے
ما من امرء مسلم تحضرہ صلوٰۃ مکتوبۃ فیحسن وضوءھا وخشوعھا ورکوعھا الا کانت
کفارۃ لما قبلھا من الذنوب مالم یؤت کبیرۃ وذلک الدھر کلہ رواہ مسلم عن
عثمان رضی اللہ عنہ مرفوعا یعنی جو مسلمان وقت نماز فرض کے اچہی طرح پر وضو کرکے

نماز کو خشوع وخضوع سے پڑہتا ہے تو یہ نماز اوسکے اگلے گناہون کا کفارہ ہوجاتی ہے جبتک کہ اوسنے کوئی گناہ کبیرہ نہین کیا ہے سو اسجگہ مراد احسان وضو وخشوع صلوٰۃ سے شروع طہارت ونماز سے درستی ظاہر وباطن دونون کا اعتبار کیا ہے نیت ظاہر پر اکتفا نہین فرمایا اسیطرح حدیث عقبہ بن عامر مین فرمایا ہے ما من مسلم یتوضأ فیحسن وضوءہ ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبلا علیہما بقلبہ ووجہہ الا وجبت لہ الجنۃ رواہ مسلم یعنی جو مسلمان خوب طرح وضو کر کے ظاہر وباطن سے متوجہ ہوکر دو رکعت نماز پڑہتا ہے اوسکے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے لفظ قلب ووجہ سے مراد یہی صلاح ظاہر وباطن ہے پھر اس طلب کے مقابلہ مین ترک کرنے پر اس مطلوب کے وعید شدید فرمائی ہے وہ بہی شامل ہے حالت ظاہر و باطن دونون کو مثلا دربارہ ظاہر نماز حدیث ابو قتادہ مین ذکر کیا ہے اسوء الناس سرقۃ الذی یسرق من صلوتہ قالوا یا رسول اللہ کیف یسرق من صلوتہ قال لا یتم رکوعہا ولا سجودہا او قال لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ ورواہ مالک و احمد والدارمی عن النعمان بن مرۃ بطولہ واخرجہ احمد ایضا والطبرانی والحاکم عن ابی قتادہ مثلہ یعنی برا چور وہ ہے جو نماز کو چراتا ہے لوگون نے پوچہا کیونکر فرمایا تمام نہین کرتا ہے رکوع وسجدہ کو یا سیدہی نہین کرتا ہے پیٹہ اپنی انہین دوسرا لفظ علی ابن شیبان کا رفعا نزدیک ابن حبان کے یہ ہے لا صلوۃ لمن لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود یعنی اوسکی نماز ہی نہوئی جسنے رکوع وسجود مین پیٹہ اپنی سیدہی نہ رکہی طلق بن علی حنفی رفعا کہتے ہین لا ینظر اللہ الی صلوۃ عبد لا یقیم صلبہ بین رکوعہا وسجودہا رواہ الطبرانی فی الکبیر یعنے اللہ بندہ کی ایسی نماز کو آنکہ اوٹہاکر نہین دیکہتا کہ رکوع وسجدہ اوسکا سیدہا نہو بلکہ حدیث ابو عبد اللہ اشعری مین یون فرمایا ہے لو مات ہذا علی حالتہ ہذہ مات علی غیر ملۃ محمد صلعم رواہ ابن خزیمۃ یعنی ایسا نمازی اگر اسطرحکی نماز پڑہ پڑہکر مرجائیگا تو وہ ملت اسلام پر نہ مریگا یہ وعید نہایت سخت ہے بخاری کا لفظ زید بن وہب سے یون ہے کہ حذیفہ نے ایک مرد کو دیکہا کہ

پورا رکوع وسجدہ نہین کرتا ہی کہا ما صلیت ولومت مت علی غیر الفطرۃ التی فطر اللہ علیہا محمدا صلعم امام ابو یوسف وشافعی کے نزدیک اطمینان فرض ہے اور یہی حق بھی ہے یہ حدیثین دلیل ہین اسبات پر کہ اعتدال واقامت نماز مین فرض ہے بے اسکے نماز نہین ہوتی سبھی سلف صالح اسی عقیدہ پر گزرے ہین ایک شخص نے اسی طرحکی نماز بے ربط وضبط پڑہی تہی حضرت نے دوبار اوسکو فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل رواہ الشیخان یعنی جا پہر نماز پڑہ تو نے نماز نہین پڑہی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اول ہر نمازی اپنی نماز کی صورت ظاہری درست کرے تب کہین وہ نماز اوسکی معتبر ٹہیرے گی پہر اگر بعض صورت درست کی اور بعض ناقص ہی تو بقدر درستی کے وہ نماز ہوئی باقی نہوئی اوسکا وبال قائم رہا کیونکہ حدیث عمار بن یاسر مین فرمایا ہے ان الرجل لینصرف وما کتب لہ الا عشر صلوتہ تسعہا ثمنہا سبعہا سدسہا خمسہا ربعہا ثلثہا رواہ ابوداؤد یعنی آدمی نماز پڑہکر پہرتا ہے اور اوسکے لئے فقط دسوان نوان آٹہوان ساتوان چھٹا پانچوان چوتہا تہائی حصہ نماز کا لکہا جاتا ہے سو اگر یہ حصے لکھے بہی گئے تو کچھ زیادہ نفع دینے والی نہین ہین ولہذا حدیث ابو الیسر مین رفعاً آیا ہے منکم من یصلی الصلوۃ کاملۃ ومنکم من یصلی النصف والثلث والربع والخمس حتے بلغ العشر رواہ النسائی اسکا مطلب بہی یہی ہوا کہ کوئی تم مین پوری نماز پڑہتا ہے اور کوئی آدہی تہائی چوتہائی الخ سو ایسی نماز بے فائدہ ہوتی ہے اسیلئے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہی کہ اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلوتہ فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر وان انتقص من فریضۃ قال اللہ تعالی انظروا ھل لعبدی من تطوع بیکمل بہا ما انتقص من الفریضۃ ثم یکون سائر عملہ علی ذلک رواہ الترمذی یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے حساب اسی نماز کا ہوگا اگر درست نکلی تو اچہا رہا سستا چھوٹا اور اگر خراب نکلی تو نکمّا زیان کار ہوا اور اگر کسی فرض مین کچھ نقصان رہگیا ہوگا تو اللہ فرمایگا کہ اوسکی نفل نماز دیکہو اوس سے فرض کو پورا کرو پہر باقی عمل

اوسکے اسی طرح پر دیکے میلٹے جائینگے رہا باطن عمل سو در بارۂ باطن حدیث مین عثمان بن ابی
دہرش کے رفوعاً یون آیا ہے لایقبل اللہ من عبد عملاً حتی یشہد قلبہ مع بدنہ
رواہ محمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوٰۃ ھکذا مرسلاً یعنی اللہ کوئی سا عمل
بہی نماز ہو یا روزہ یا زکوٰۃ یا حج یا اور کچہ قبول نہین کرتا ہے جب تک کہ دل بندہ کا ہمراہ
بدن کے حاضر نہو معلوم ہوا کہ اگر صورت ظاہری ان اعمال کی موجود بہی ہوئی اور سارے
ارکان و آداب بہی پورے ہوگئے اور کوئی نقصان شکل ظاہر مین باقی بہی نہین ہے
تب بہی وہ ظاہر کا عمل مقبول نہین ہوتا ہے مگر اوسی وقت کہ بدن اور دل دونون باتفاق
یکدیگر ہون ولہٰذا اہل معرفت و بصیرت نے حضور دل کا ہر عبادت مین بوجہ اخلاص واسطے
صحت عبادت کے شرط ٹہیرایا ہے ابو الدرداء سے مرفوعاً کہا ہے اول شیٔ یرفع من
ھذہ الامۃ الخشوع حتی لا یری فیہا خاشعاً رواہ الطبرانی یعنی سب سے پہلے
جو چیز اس امت سے اوٹہالیجائیگی وہ گڑگڑانا عاجزی کرنا ہے یہانتک کہ ایک شخص بہی
نماز مین عاجزی فروتنی کرنے والا نظر نہ آئیگا یہ خبر مخبر صادق نے دی تہی اب مصداق
اس خبر کا اکثر نمازیون مین موجود ہے عاملنا ہ صبۃ محنت برباد گناہ لازم اب ہر نمازی
روزہ دار زکوٰۃ دینے والا حج کرنیوالا اپنے جی مین سوچے سمجہے کہ میری عبادت کیسی ہے
نرا ظاہر اوسکا درست ہے یا باطن بہی صاف و پاک و حاضر ہے اگر دونون سے پوست پر ملا
ہوا ہے تو پہر امید قبول کی ہرگز نرکہے اور جو پوست بہی درست نہین ہے تو پہر خدا ہی حافظ
ہے کیونکہ ایسا شخص حکم مین تارک نماز کے ہے اور تارک ایک نماز کا عمداً کافر واجب
القتل ہوجاتا ہے لائق اسکے نہین ہے کہ مقابر مسلمین مین دفن ہو بلکہ اوسکا حشر ہمراہ
قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف کے ہوگا مگر یہ کہ فی الفور توبہ کرلے غرضکہ اسجگہ
تین چیزین درکار ہوتی ہین تب نفع اوس عمل کا دنیا و آخرت مین مترتب ہوتا ہے ورنہ
وہی کہاوت ہوتی ہے کہ آہن سرد کو کوٹا ہوا کوشت سے ناپایک ثواب یعنی عمل کا

موافق سنت صحیحہ کے ظاہر و باطن مین صادر ہونا دوسرے اخلاص یعنی شرکت غیر اللہ سے پاک
صاف ہونا تیسرے نیت کا درست ہونا کیونکہ بے نیت کوئی عمل مقبول نہین ہوتا ہے گو
کیسا ہی اچھا کام کیون نہو جیسے اگر کسینے سارا مال اپنا صدقہ کر دیا مگر نیت زکوٰۃ کی نہ تھی
تو زکوٰۃ ادا نہوئی حدیث عمر بن خطاب مین فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل
امرء مانوی رواہ الشیخان یعنی اعتبار ہر عمل کا نیت سے ہے ہر کسیکو وہی ملیگا جو اسکی
نیت ہے یعنی خیر و شر دونون مین اور در باب اخلاص ارشاد کیا ہے یا ایہا الناس اخلصوا
اعمالکم فان اللہ تبارک وتعالی لا یقبل من الاعمال الا ما خلص الحدیث رواہ
البزار عن الضحاک بن قیس یعنی اے لوگو تم اپنے اعمال خالص کرو کیونکہ اللہ سوا عمل
خالص کے قبول نہین کرتا ہے حضرت نے معاذ بن جبل کو طرف یمن کے بھیجا تھا معاذ نے
کہا مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا اخلص دینک یکفیک العمل القلیل رواہ الحاکم
یعنی تو اپنے دین کو خالص کر تجھے تھوڑا سا عمل کفایت کریگا بیان اخلاص دین کا کتاب دین
خالص مین خوب مشرح کیا گیا ہے مراد تھوڑے عمل سے زیر سے فرائض بجا لانا ہے یہ فرائض
پانچ ہین پس ایک اقرار شہادتین دوسرے نماز پڑھنا تیسرے روزہ رکھنا چوتھے زکوٰۃ
دینا پانچوین حج کرنا سو جس مسلمان نے فقط اتنی ہی عبادت پر کفایت کی مگر ہمراہ اخلاص
وصواب کے تو وہ بے شبہ جنتی ہوگا حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ایک گنوار نے آکر
حضرت سے کہا تھا مجھے ایسا کام بتاؤ کہ جب مین وہ کام کرون تو جنت مین جاؤن فرمایا
تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوۃ المفروضۃ و
تصوم رمضان یعنی اللہ کی عبادت بلا شرک کر نماز زکوٰۃ روزہ بجا لا اوسنے کہا والذی نفسی
بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ یعنی واللہ مین نہ اس مقدار پر زیادہ
کرون نہ اس سے کم فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر
الی ھذا متفق علیہ یعنی جو کوئی کسی مرد بہشتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھے

یہ حدیث دلیل ہے اسبات پر کہ مجرد عمل فرائض پر بھی جنت ملسکتی ہے گو نوافل عبادت نہون اسمین ذکر حج کا نہین آیا مگر دوسری حدیثون سے ثابت ہے اور جو شخص فرائض کے علاوہ نوافل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج بھی ادا کرتا ہے تو اوسکا پھر کیا پوچھنا ہے وہ فائزین مقربین مین ہوگا الله اوسکو دوست رکھتا ہے اور اوسکی ساری حرکات و سکنات الله کی مرضی کے موافق ہوتے ہین اور ہر عمل حسنہ اوسکا دس گنا بلکہ سات سو گنے تک بلکہ اس سے زیادہ ہوتا ہے یہانتک کہ الله سے جا ملے حدیث معاذ بن جبل مین ایسے شخص کے لئے جو شرک نہین کرتا اور نماز پنجگانہ پڑھتا ہے اور رمضان کا روزہ رکھتا ہے وعدہ مغفرت کا آیا ہے رواہ احمد الحاصل جب یہ چارون بنیاد دین اسلام کی موجب مغفرت اور جنت کی ٹھیرین تو اب انکو اوسطرح ادا کرنا چاہیے کہ نتیجہ اونکے بجا لانیکا حاصل ہو سو اس رسالہ مین ترکیب ان ارکان اربعہ کے بجا لانے کی لکھی جاتی ہے اسیلئے نام اس رسالہ کا **بذل المنفعة بایضاح الارکان الاربعة** رکھا ہے یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ چار باب ایک خاتمہ پر و بالله التوفیق وهو المستعان

مقدمہ بیان مین طہارت کے

اسمین کئی فصلین ہین

فصل بیان مین فضیلت طہارت کے

الله تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین یہ طہارت شامل ہے طہارت ظاہر و باطن دونون کو اور حدیث ابی مالک اشعری مین فرمایا ہے الطهور شطر الایمان رواہ مسلم دوسرا لفظ ایک صحابی بنی سُلیم کا مرفوعاً یہ ہے الطهور نصف الایمان رواہ الترمذی وحسنہ یہ طہارت بھی شامل ہے ظاہر بدن و باطن دل کو معلوم ہوا کہ واسطے عبادت کے بدن اور جامہ و دل کا پاک ہونا ضرور ہے اور الله نے فرمایا ہے فیہ رجال

یحبون ان یتطہروا اور کہا ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید
ان یطہرکم اور حدیث مرفوع جابر مین آیا ہے مفتاح الجنۃ الصلوۃ ومفتاح الصلوۃ الطہور
رواہ احمد یعنی جنت کی کنجی نماز ہے نماز کی کنجی طہارت ہے بصیرت والون نے ان ظواہر
نصوص سے یہ بات سمجھی ہے کہ امر اہم یہی پاک کرنا باطن اور ستر کا ہے کیونکہ یہ بات دور ہے کہ
نرا پانی بہاکر بدن کا پاک کرنا نصف ایمان ہو سو طہارت کے چار مرتبے ہین ایک یہ کہ باطن
دلکو پاک صاف کرے سوا حق کے دلمین کچہ نہو قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون
جب دل غیر حق سے خالی ہوتا ہے تو پہر حق ہی مین مستغرق و مشغول رہتا ہے کلمۂ لا الہ
الا اللہ کا مضمون ثابت ہوجاتا ہے یہ طہارت صدیقین کی ہے یہ پاکی آدہا ایمان ہوئی
دوسرے یہ کہ دل کو پلید عادتون سے پاک کرے جیسے حسد کبر ریا حرص عداوت رعونت
وغیرہا اور اچہی عادتون سے آراستہ کرے جیسے خاکساری قناعت توبہ صبر خوف ورجا
ومحبت وغیرہا یہ طہارت متقین کی ہے اخلاق مذموم سے پاک ہونا آدہا ایمان ہوتا ہے تیسرے
یہ کہ اعضا کو گناہون سے پاک رکہے جیسے غیبت کرنا جہوٹ بولنا حرام کہانا خیانت کرنا محرم
کو دیکہنا وغیرہا یہ طہارت پارسا لوگون کی ہے یہ پاکی بدن کی ان سب حرام چیزون سے نصف
ایمان ہے چوتہے یہ کہ بدن اور جامہ کو پلیدیون سے پاک رکہے تاکہ سارا تن بدن ارکان نماز
در رکوع و سجود سے آراستہ ہو یہ طہارت درجہ ہے ہر مسلمان کا کیونکہ مسلمان و کافر مین یہی
فرق نماز کا ہوتا ہے یہ پاکی بہی نصف ایمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ سب طبقات طہارت
مین پاکی نیمۂ ایمان ہوتی ہے دین کی بنیاد نظافت پر ہے احیاء الاحیاء مین کہا ہے الطہارۃ
فی کل رتبۃ نصف العمل اما فی عمل السر فلان نہایتہ ان ینکشف لجلال اللہ ولا
یحل معرفۃ اللہ فی سر لم یرتحل عنہ ما سوی اللہ قال تعالی ما جعل اللہ لرجل
من قلبین فی جوفہ واما عمل القلب فغایتہ عمارتہ بالاخلاق المحمودۃ ولن یتحلی بہا ما لم
یتخل عن نقائصہا وکذا تطہیر الجوارح احد الشطرین وتزیینہا بالطاعات شطر آخر

وہذہ مقامات الایمان ولا یصل العبد الی مقام منہا او یجاوز مادونہ ومن عمیت
بصیرتہ لم یفہم من مراتب الطہارۃ الا الدرجۃ الاخیرۃ فیمعن فیہا ظنا منہ بحکم
الوسوسۃ والحق ان الطہارۃ المطلوبۃ ہی ہذہ وجہلا منہ بسیرۃ الاولین انتہی
غرضکہ یہ طہارت جامہ وتن کی جسپر سب لوگ جھک پڑے ہین پچھلا درجہ طہارت کا ہے لکن بدن
اس پاکی سے دل حسد وریا ومحبت دنیا سے اور تن گناہ ومعصیت سے پاک نہین ہوتا ہے
ظاہر کو خلق دیکھتی ہے باطن کو خالق دیکھتا ہے تو جگہ نظارۂ خالق کی ہو اوسکا پاک کرنا نظارہ گاہ
خلق سے مقدم تر ہے اگرچہ یہ پچھلی پاکی بھی فضیلت رکھتی ہے لکن جبکہ اوسکے آداب کو نگاہ رکہے
اور وسوسہ واسراف سے دور ہو صحابہ وتابعین کا اہتمام طہارت باطن مین بہ نسبت طہارت ظاہر
کے زیادہ تھا ولہذا برہنہ پا چلتے مٹی پر نماز پڑھ لیتے خاک پر بیٹھ جاتے کھانا کھاکر ہاتھ
تلوون سے پونچھ لیتے چوپایون کے پسینے سے زیادہ پرہیز نکرتے حضرت نے ایک مشرک
کی لوٹے سے اور عمر نے ایک نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کر لیا تھا اور بعض خاک پر بے حجاب سو رہتے

فصل بیان مین انواع طہارت کے

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ طہارت ظاہر کی علحدہ ہے اور طہارت باطن کی علحدہ اور طہارت
باطن کی تین طرح پر ہے جوارح کی گناہون سے دل کی اخلاق بد سے سر کی غیر حق سے تو اب
طہارت ظاہر بھی تین قسم پر ہے ایک طہارت نجاست سے نجاست وہ چیز ہے جس سے اہل طبع
سلیم گھن کرتے اور بچتے ہین اور کپڑے کو لگ جاے تو اوسکو دہو ڈالتے ہین جیسے پاخانہ پیشاب
مگر پیشاب طفل شیر خوارہ کا اگر لڑکا ہے تو چہڑکنا پانی کا کافی ہے اور اگر لڑکی ہے تو اوسکا دہونا
چاہیے یہی مذہب ہے سلف کا احادیث بھی اسیکے موافق آئی ہین تیسری نجاست لعاب
سگ ہے جس برتن مین وہ منہہ ڈالے اوسکو سات بار دہو لے چوتھی نجاست خون حیض
ہے جس کپڑے مین لگ گیا ہو اوسکو دہو کر اوسمین نماز پڑہے یہی حکم خون نفاس کا ہے

رہے اور خون اونمین اختلاف ہے برارت اصلیہ ہمراہ اونکے ہے جب تک کہ کوئی دلیل
خالص معارضہ سے راجح یا برابر کی آئے پانچوین نجاست گوشت خوک ہے اللہ نے
قرآن مین اوسکو رجس فرمایا ہے یعنی نجس ہے اور جسکے نزدیک پاک ہے اوسکے نزدیک
بہی خشک کا چہیلنا ناخن یا لکڑی سے اور تر کا دہونا پانی سے ثابت ہے الحاصل اصل
اشیاء مین طہارت ہے نجاست کسی شئے کی جب ثابت ہو سکتی ہے کہ کوئی دلیل مساوی
یا مقدم دلیل طہارت پر آئے واذ لیس فلیس یہ بات کلیات وجزئیات شریعت سے
ثابت ہے سو مجرد رای سے کوئی چیز نجس نہین ٹہیر سکتی ہے بلکہ جس شئے سے اللہ نے
سکوت کیا ہے وہ معاف ہے وما کان ربک نسیا اسی طرح حرام ہونا کسی شئے
کا استلزام اوسکی نجاست کا نہین ہوتا ہے خمر ومردار وخون حرام ہین مگر نجس نہین ہین
تو قائلین نجاست سے اسجگہ استدلال مین غلطی ہوئی ہے ہان جس حرام کو شرع نے نجس کہدیا ہے
وہ بیشبہ نجس ہے پہر نجس کے پاک کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز لائق دہونیکے ہو اوسکو
پانی سے دہو ڈالے یہانتک کہ نہ وہ چیز خود باقی رہے اور نہ اوسکی رنگت اور نہ بو اور نہ مزہ
پاپوش اور موزہ کو پونچہ ڈالے زمین سے رگڑدے استحالہ یعنے بدل جانا کسی شئے کا
ایک حالت سے دوسری حالت پر مطہر ہوتا ہے اور جو نجس چیز ایسی ہو کہ دہولے مین
نہ آسکے جیسے زمین تو اوسپر پانی بہادے اور کنوئین سے پانی نکال ڈالے یہانتک کہ
اثر نجاست کا باقی نرہے اصل تطہیر مین یہی پانی ہے اسکی جگہہ دوسری چیز قائم
نہین ہو سکتی ہے مگر اذن شارع سے اور کیفیت تطہیر وہی ہے جو حق مین جس شئے
کے شارع سے آچکی ہو پانی خودہی پاک ہے اور پاک کرنیوالا بہی ہے جب تک کہ کوئی نجاست
اوسکی بو یا رنگ یا مزے کو بدل ندے تب تک یہ دونون وصف اوسمین موجود
رہینگے اور اگر کوئی پاک چیز پانی مین گر کر اوسکو بدل دیگی تو وہ طاہر ہوگا نہ مطہر کچہہ
فرق تہوڑے اور بہت پانی کا اور دو قلّون سے کم وزیادہ ہونیکا اور متحرک وساکن

مستعمل وغیر مستعمل ہونے کا اسجگہ بموجب دلائل صحیحہ ثابت نہین ہے اگرچہ مسئلہ پانی کا ایسا مشکل ہے کہ ایک جہان اوسکے حق مین غوطے کہا رہا ہے مگر جو اسجگہ لکہا گیا ہے اقوی مذہب وہی ہے واللہ اعلم دوسری قسم نجاست کی حدث وجنابت ہے حدث سے وضو یا تیمم کیا جاتا اور جنابت سے غسل لازم آتا ہے سو جو کوئی بیت الخلا مین جاوے اوسپر واجب ہے کہ نظر مردم سے چھپ جائے اور جب تک زمین سے قریب نہو تب تک برہنہ نہو میدان مین دور تک جائے اور آبادی مین اندر پاخانہ کے فراغت حاصل کرے حالت قضاء حاجت مین بات نکرے کوئی چیز حرمت والی پاس نرکھے جیسے انگوٹھی کہ اوسپر اللہ یا رسول کا نام ہو یا کوئی کلمہ یا آیت یا حدیث نقش ہو اور ادن جگہون سے بچے جہان پاخانہ پہرنے سے شرع نے منع فرمایا ہے جیسے زیر درخت سایہ دار یا رہ گذر یا آب دائم یا جو جگہ بات چیت کرنیکی ہو یا جہان عرف مین قضاء حاجت نہین کرتے ہین پہر اس حال مین طرف قبلہ کے نہ منہ کرے نہ پشت اس مسئلہ مین آٹھہ قول ہین جو قوی قول یہی ہے کہ صحرا مین یہ استقبال استدبار ناجائز ہے اور آبادی وگہر مین جائز مگر پرہیز کرے تو بہتر ہے اور تین ڈہیلے لے اور گوبر وہڈی سے بچے جو احادیث بمقدمہ استجمار آئی ہین وہ شامل بول بہی ہین اور جمع کرنا درمیان کلوخ وآب کے مستحب ہے اور تنہا آب بہی کفایت کرتا ہے شروع سے پہلے اعوذ پڑہنا اور بعد فراغ کے استغفار وحمد کرنا مندوب ہے حدیث انس مین آیا ہے حضرت جب خلا مین جاتے کہتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اخرجہ الجماعۃ جب باہر آتے کہتے الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی اخرجہ ابن ماجۃ باسناد صالح عائشہ نے کہا غفرانک کہتے رواہ ابن حبان وغیرہ اسکے سوا اور الفاظ بہی آئے ہین لکن اسی قدر ذکر مختصر تو ضرور ہی کرے اور سوراخ مین حدث وبول نکرے اور نہ کہڑے ہو کر مگر عذر سے اور پای چپ پر معتمد ہو اور جس جگہہ وضو کرے یا نہانے وہان پیشاب نکرے داہنے ہاتھہ سے پانی ڈالے بائین ہاتھہ سے بدن ملے اور وقت استنجا کے بدن کو سست چہوڑ دے باطن مین پانی پہنچانا ضرور نہین ہے *

ترکیب وضوئی یہ ہے

جو شخص مکلف ارادہ نماز کا کرے تو بعد طہارت حدث کے پہلے بسم اللہ کہے کیونکہ حدیث ابوہریرہ
مین آیا ہے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ اخرجہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ
والترمذی فی العلل وغیرهم یعنی بے بسم اللہ کہنے کے وضو نہین ہوتا ہے اس حدیث
کی سند مین کوئی شئے ایسی نہین ہے جو اوسکو درجۂ اعتبار سے گرادے اور جس حدیث ابن عمر
مین یہ آیا ہے من توضأ ولم یذکر اللہ کان طہورا لاعضاء وضوءہ اوسکی سند مین
متروک ہے اسلئے محققین نے کہا ہے کہ وجوب تسمیہ کا ذاکر پر ہے نہ ساہی وناسی پر پھر
کلی کرے ناک مین پانی ڈالے کیونکہ قرآن مین ذکر وجہ کا کیا ہے وجہ مین دہن وبینی داخل
ہین اور احادیث صحیحہ مین ثبوت مضمضہ واستنشاق کا آیا ہے یہ دونون امر وضو مین
واجب ہین سنت کہنا انکا ضعیف ہے اسلئے کہ انکا امر کیا ہے اور امر واسطے وجوب کے آتا ہے
پھر سارا منھہ دہوئے اسکا ثبوت کتاب وسنت دونون سے ہے اسکے وجوب مین کسیکا
اختلاف نہین ہے پھر دونون ہاتھون کو مع کہنیون کے دہوئے بنص قرآن وسنت
اسمین بہی کچہہ خلاف نہین ہے خلاف کہنیون مین ہے حق یہی ہے کہ کہنیون کا دہونا
واجب ہے اسلئے کہ حدیث جابر مین آیا ہے ادار الماء علی مرفقیہ رواہ الدار
قطنی والبیہقی پھر فرمایا ہذا وضوء لا یقبل اللہ الصلوٰۃ الا بہ اسکی سند مین ایک
راوی ضعیف ہے مگر مسلم مین حدیث ابوہریرہ سے آیا ہے انہ توضأ حتی شرع
فی العضد ثم قال ہکذا رأیت رسول اللہ صلعم پھر سر پر ہاتہہ پھیرے مسح کرنے مین
کچہہ خلاف نہین خلاف تعیین مین ہے کہ سارے سر پر مسح کرے یا بعض پر سو دونون طرح
پر ثابت ہے پیشانی وعمامہ پر بہی مسح کرنا آیا ہے اور عمامہ کو اوٹھا کر مقدم راس پر بہی
مسح کیا ہے سر کے ہمراہ دونون کانون کا بہی مسح کرے بہر حال مسح کرنا تنہا سر پر

اور سر و عمامہ پر اور بعض سر پر بسیط طرح صحیح و ثابت ہے پہر دونون پاؤن دہوئے
غسل ہر دو پا کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مسح انکا ثابت نہین اور جمع کرنا مسح و
غسل کا راہی بجرد ہے پاؤن مین دونون ایڑیان بہی داخل ہین ہان موزون پر مسح
کرنا آیا ہے اور حضرت کے قول و فعل سے بتواتر ثابت ہوا ہے مقیم ایک رات دن مسافر
تین دن تک مسح موزے پر کرے وضوء شرعی جب ہی ہوگا کہ بہ نیت استباحت نماز کے
کریگا وضو مین دہونا ہر ایک عضو کا تین تین بار سوای سر کے اور بڑہانا غرہ و تحجیل کا
اور وضو سے پہلے مسواک کرنا اور دہونا دونون ہاتہون کا پہنچے تک قبل شروع کے
غسل دیگر اعضا مین مستحب ہے احادیث مین فضائل وضو کے بہت آئے ہین ہر عضو کے
آخر قطرہ پر گناہ اس ایک عضو کے نکلجاتے ہین ستو منی پاک صاف ہوجاتا ہے پورا وضو
کرکے نماز پڑہنے سے ایسا ہوتا ہے جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو مکارہ مین
وضو کرنا حکم رباط مین ہے وضو پر وہی شخص محافظت کرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے بلال رضی اللہ
عنہ جب وضو کرتے دو رکعت نماز پڑہ لیتے حضرت نے آواز اونکی جوتیون کی بہشت مین
آگے آگے اپنے سنی تہی رواہ ابن خزیمہ مسواک کو مطہرہ فم مرضاۃ رب فرمایا ہے
ہر وضو کے ساتہ مسواک کرنیکا اشارہ کیا ہے مسواک کرنا سنت مرسلین ہے جب وضو کر چکے
تب یہ ذکر کرے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا
عبدہ و رسولہ اسکو مسلم و ابوداؤد نے عمر رض سے رفعا روایت کیا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو کوئی بعد وضو یہ کہتا ہے تو اوسکے لئے آٹہون دروازے جنت کے کہل جاتے ہین
جس در سے چاہے دو اوسمین جاوے ترمذی نے اتنا او زیادہ کیا ہے اللہم اجعلنی من التوابین
واجعلنی من المتطہرین طبرانی مین حدیث ابو سعید خدری سے اتنا اور آیا ہے سبحانک
اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک پہر فرمایا ہے کہ
اسکو ایک کاغذ مین لکہ کر مہر لگا کر چہوڑتے ہین وہ مہر قیامت تک توڑی نہین جاتی

ولد الحمد زید بن خالد جہنی نے رفعاً کہا ہے من توضأ فاحسن وضوءہ ثم صلی رکعتین لا یسہو فیہما غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ ابوداؤد اس نماز کو تحیۃ الوضوء کہتے ہیں

ترتیب تیمم کی

تیمم کا ذکر قرآن پاک مین آیا ہے جو کام وضو سے ہوتا ہے وہی کام تیمم سے بھی درست ہے یہ عوض ہے وضو اور غسل دونو کا اسکے اعضا یہی چہرہ اور دونون کف دست ہین زمین پر ایکبار ہاتھ مار کر وجہ وکفین پر مسح کرے یہ بات احادیث صحیحہ سے قولاً و فعلاً ثابت ہے جمہور بھی اسی طرف گئے ہین اگرچہ بعض فقہار قائل دو ضربہ کے ہین ایک واسطے وجہ کے دوسرا واسطے ہر دو دست کے کہنی تک اسمین بھی نیت و بسم اللہ کہنا چاہیئے نواقض اسکے وہی نواقض وضو کے ہین یعنی جو چیز فرجین سے نکلے خود یا ریح یا جو چیز موجب غسل ہو جیسے جماع یا انزال اور خواب دراز اور اکل لحم شتر اور قی اور رعاف ومس ذکر ✣

ترتیب غسل کی

غسل منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے اگرچہ تفکر سے نکلے احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہین اور التقاء ختانین اور حیض ونفاس و احتلام سے ہمراہ پائے جانے تری کے اور مرنے سے اور اسلام لانے سے کیفیت اس غسل واجب کی یہ ہے کہ پہلے نجاست کو دور کرے پھر وضو کرے پھر سر پر تین بار پانی ڈالے اور بالونکی جڑ مین پانی پہنچائے پھر سارے بدن پر پانی بہائے یا پانی مین غوطہ لگائے اور جس جگہہ کا ملنا ممکن ہو اوسکو ملے یہ غسل جب ہی شرعی ہوگا کہ نیت رفع جنابت کی کریگا اسمین بھی مضمضہ و استنشاق کرنا واجب ہے اور ستر کو ہاتھ نہ لگائے پھر سب کے بعد پاؤن دہوئے صحیحین مین حدیث عائشہ سے آیا ہے کہ حضرت جب جنابت سے نہاتے تو پہلے دونون ہاتھ دہوتے پھر دست راست

سے دست چپ پر پانی ڈالکر شرمگاہ کو دہوتے پہر نماز کا سا وضو کرتے پہر سارے بدن پر
پانی بہاتے پہر دونون پاؤن دہوتے غسل مین شروع کرنا جانب راست سے مسنون ہے
یہ بات حضرت سے قولاً و فعلاً و عموماً و خصوصاً صحیحین مین ثابت ہے اور غسل کرنا واسطے نماز
جمعہ و عیدین کے اور اوسکو جسنے کسی میت کو نہلایا ہے اور واسطے احرام حج یا عمرہ کے
اور واسطے داخل ہونیکے مکہ مین مشروع ہے سلف غسل جمعہ کو واجب جانتے تہے حدیث
سے بہی اسیکی ترجیح نکلتی ہے تیسری قسم طہارت کی پاکی ہے فضلات بدن سے یہ فضلات
دو طرح پر ہوتے ہین ایک وہ میل کچیل ہے جو سر اور داڑہی کے بالونمین ہوتا ہے اوسکو
کنگہی کرکے اور سر مین مٹی ڈالکر اور حمام مین نہاکر پاک کرے حضرت ہمیشہ سفر و حضر مین
کنگہی رکہتے تہے میل کچیل سے صاف ستہرا رہنا سنت ہے آنکہہ کان کی میل کو انگلی وغیرہ
سے صاف کرے دانتون کی میل کو مسواک سے پاک کرے باقی اعضاء بدن کا میل آلات
سے دور ہو سکتا ہے اگرچہ میل کے ہونیسے طہارت باطل نہین ہوتی ہے دوسرے وہ فضلات
ہین جنکی گنتی سات عدد ہے ایک سر کے بال انکا منڈانا پاکی سے نزدیک تر ہے مگر اہل
شرف کو اور بعض کا رکہنا اور بعض کا مونڈنا مثل اہل لشکر کے منع ہے دوسرے سبلت اسکا
پست رکہنا سنت ہے تیسرے بغل کے بال اگر اوکہیڑ سکے بہتر ورنہ حلق کرے چالیس دن سے
زیادہ تاخیر نکرے چوتہے موی شرمگاہ انکا دور کرنا آہک سے یا حلق سے سنت ہے
ایک چلہ سے زیادہ دیر نکرے پانچوین ناخن انکو کترے تاکہ میل جمع نہو انگشت مسبحہ سے
شروع کرکے ابہام پر ختم کرے ہاتہہ پاؤن سے اور جانب راست جانب چپ سے افضل ہے
چہٹے ناف بوقت ولادت کے کاٹی جاتی ہے ساتوین ختنہ یہ مرد و عورت دونون کے لئے
ہوتا ہے داڑہی یک مشت رکہنے زیادہ کو تراش دے تاکہ حد سے تجاوز نکرے ابن عمر اور
ایک جماعت تابعین اسی طرح کرتے تہے اور بعض نے کہا ہے کہ چہوڑ دے لیکن اول
اولی تر ہے *

باب اول بیان مین اذان و نماز کے

اس باب مین کئی فصلین ہین

فصل بیان مین اذان کے

ابو سعید نے مسموعًا مرفوعًا کہا ہے لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیئ
الا شھد لہ یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی جہانتک موذن کی آواز جاتی ہے جن
والانس اور جو چیز اوسکو سنتی ہے وہ دن قیامت کے موذن کے لئے گواہی دیگی یعنی ایمان کے
اس طرح چیر کہ یہ وہ شخص ہے جسنے تیرا نام پکارا تہا اس گواہی کا ثمرہ مغفرت ہے نار سے کیونکہ
حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے یغفر للموذن منتھی اذنیہ ویستغفر لہ کل رطب ویابس
رواہ احمد وروی النسائی نحوہ عن ابی ھریرۃ وزاد ولہ مثل اجر من صلے معہ
یعنی موذن کو اوتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ اوسکے ساتھ کے نمازیون کو ملتا ہے بلکہ دوسری روایت
ابوہریرہ مین نزدیک ابوداؤد کے حضرت صلعم نے اذان کہنے والون کو دعا دی ہے اور فرمایا ہے
اللھم اغفر للمؤذنین یہ دعا رسول صلعم کی انشاء اللہ تعالی خالی نہ جائیگی حدیث جابر مسلم
مین فرمایا ہے کہ شیطان جب اذان نماز سنتا ہے چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے رواہ مسلم
معاویہ کی حدیث مین رفعًا آیا ہے کہ المؤذنون اطول اعناقا یوم القیامۃ رواہ
ابن عمر نے رفعًا کہا ہے جسنے اذان دی بارہ برس اوسکے لئے جنت واجب ہو گئی ہر دن
ساٹھ نیکیان اذان پر اور تیس نیکیان اقامت پر اوسکے لئے لکھی جاتی ہین رواہ الحاکم
اور فرمایا ہے من بنی مسجدا للہ بنی اللہ لہ قصرا فی الجنۃ اور فرمایا اذا رایتم الرجل
یعتاد المسجد فاشھد والہ بالایمان حدیث عمر مین ارشاد کیا ہے کہ جو کوئی اذان کا
جواب دیتا ہے دل سے وہ جنت مین جائیگا رواہ مسلم یعنی جو موذن کہے وہی سننے والا

بھی کہے مگر بجای حی علی کے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے یہ آجر ہے جواب لفظی پر ملتا ہے
پھر پوری اجابت کا کیا ذکر ہے اجابت کامل یہ ہے کہ اذان سنکر حاضر مسجد ہو کر نماز جماعت سے
ادا کرے غرضکہ سننے والے کو لازم ہے کہ الفاظ اذان کے کان دیکر سنے اور جواب ہر لفظ کا جو
موذن کہتا جاوے کہتا رہے کہ ثواب اسکا بہت پائیگا الفاظ اذان کے یہ ہین کہ اول
کہے اللہ اکبر مطلب چار بار کہنے کا اسطرح سمجھے کہ اللہ علم و قدرت و رحمت و شرف
کی راہ سے بہت بڑا اور سب سے زیادہ ہے اور کمال ان اوصاف کا سوا اوسکی ذات کے
کسی مین نہین ہوسکتا ہے جواب اللہ اکبر کا اللہ اکبر ہے اور جب وہ اشھد ان
لا الہ الا اللہ کہے تو یہ گواہی ہے توحید کی باآواز بلند اور حاصل دوبار کہنے کا یہ ہے کہ
اول بار گواہی دیتا ہے زبان سے دوسری بار دل سے اور سننے والا بھی یہی کہے جب وہ
اشھد ان محمدا رسول اللہ کہے اور یہ گواہی ہے باآواز بلند حضرت کی نبوت و رسالت
پر زبان و دل دونون سے سننے والا بھی یہی کہے جب وہ کہے حی علی الصلوٰۃ یعنی نماز کو
آؤ اول بار اشارہ ہے کہ تن سے آؤ دوسری بار اشارہ ہے کہ دل و جان سے آؤ اسکا جواب
اسطرح کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ یعنی مجکو طاقت گناہ سے پھرنے کی اور قوت نیک
کام کرنے کی نہین ہے مگر اللہ کی توفیق سے کہ وہی صاحب طاقت و قوت ہے حی علی الفلاح
کہے تب بھی یہی جواب دے اور فجر کی اذان مین دوبول اور ہین الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی نماز
بہتر ہے سونے سے اسکا جواب یہ ہے صدقت و بررت اور اللہ اکبر کا جواب وہی اللہ اکبر
ہے اول آخر اللہ کی بڑائی اور سب الفاظ کے آخر مین اللہ کی توحید ہے کہ یون کہے لا الہ الا
اللہ اسکے بعد دعا ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے جسنے اذان سنکر یہ کہا اللھم رب ھذہ الدعوۃ
التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی
وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی ایسی دعا پڑھنے والے
کی حضرت شفاعت کرینگے زہے نصیب سعد بن ابی وقاص نے رفعًا کہا ہے جسنے اذان

سنکر یہ کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ و
رسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولا
اوسکے اگلے گناہ بخشے گئے رواہ مسلم والترمذی حدیث انس بن مالک مین رفعاً
یہ بھی آیا ہے کہ دعا درمیان اذان واقامت کے مردود نہین ہوتی ہے پوچھا کیا دعا مانگین
فرمایا اللہ سے سوال عافیت کا دنیا وآخرت مین کرو رواہ الترمذی اقامت نماز مین بعد
اذان کے یہ الفاظ زیادہ ہین قد قامت الصلوٰۃ یعنی قائم ہوئی نماز اسکا جواب ایک
تو یہ ہے اقامہا اللہ وادامہا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو کوئی اس لفظ کو سنے وہ کھڑا ہو اور
نماز پڑھے اور بے عذر بیٹھا نرہے **مسئلہ** اذان دینا واجب ہے اسلئے کہ حضرت نے
اوسکا حکم دیا ہے ہر شہر مین ایک موذن کا ہونا چاہیئے جو کہ بالفاظ مشروحہ بلا اجرت اذان
دے اور نماز کے وقت پہ لوگونکو آگاہ کرے یہ اذان ایک عمدہ شعائر اسلام سے ہے روزگار
نبوت مین جب غازی لوگ کسی اہل قریہ کا حال نہ جانتے تو نماز کے وقت تک صبر کرتے
اگر اذان سنتے لڑنیسے باز رہتے اگر نہ سنتے تو لڑتے جسطرح کہ مشرکون سے لڑتے تھے اور
جو شخص شہر مین نہو جیسے مسافر یا بیابان مین رہتا ہو تو وہ اپنے لئے آپ اذان واقامت
کہے اگر جماعت ہو تو امامت سے نماز پڑھے اذان مین ترجیع اور ترجیع شہادتین کی ثابت ہے
اور دلیلین افراد اقامت کی قوی تر ہین تشفیع کی دلیلون سے لیکن تشفیع مشتمل ہے
زیادت پر جو بطریق معتبر ثابت ہے اسلئے عمل کرنا ادلہ تشفیع پر متعین ہے یہ اذان وقت
دخول وقت نماز کے کہی جاتی ہے مگر اذان فجر کہ قبل دخول وقت کے بھی جائز ہے بدلیل
حدیث مرفوع سالم بن عبد اللہ ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا اذان
ابن ام مکتوم رواہ الشیخان اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رمضان مین دو اذان واسطے
صبح کے درست ہین

فصل

نمازگزار پر واجب ہے کہ اپنا کپڑا اور بدن اور مکان پاک رکھے ستر چھپالے جمہور اسیکے قائل
ہین اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ امور شرط صحت صلوۃ ہین دوسرون نے کہا سنت ہین لیکن
حق یہی ہے کہ واجب ہے اگر بحالت ملابست نجاست نماز پڑہ لی ہے تو ہوگئی مگر واجب مین
خلل آیا نہ نفس نماز مین اسکی ادلہ مختلف ہین محل بسط اور ہے اور حریر یعنی ریشمی کپڑے مین نماز
نہ پڑہے اور مخلوط مین اختلاف ہے اور نہ شہرت کے کپڑے مین اور نہ غصب کے کپڑے مین
صحیحین مین بروایت ابوہریرہ نفعا نہی آئی ہے اشتمال صماء سے کہ ایک چادر یا ازار بدن
سر سے پاؤن تک ڈالے اور کوئی طرف اوسکے نہ اوٹھالے اسی طرح کپڑا لٹکانے اور
ازار نیچا کرنے سے منع آئی ہے کپڑے کو کمر مین نہ کہولنے اور بالون کو تاگے سے نہ باندہے
نمازی پر یہ بہی واجب ہے کہ اگر کعبہ کو دیکھتا ہو یا حکم مشاہد مین ہو تو اوسکی طرف منہ کرے
اور جو مشاہد نہو تو وہ بعد تحری کے سوی القبلہ ہو کر نماز پڑہے *

فصل

نماز دین مسلمانی کا ایک ستون ہے اور بنیاد اسلام اور بیش رو جملہ عبادات ہے جو کوئی نماز پنجگانہ
کو وقت پر موافق اوسکے شرط کے بجا لاتا ہے اللہ کے ساتھ اوسکا عہد ہو جاتا ہے کہ وہ
امن وحمایت مین رہیگا اور جیب وہ کبائر سے بچا تو اب ہر گناہ جو اوسکے اوپر ہتا یہ نماز اوسکو
کفایت کریگی حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل
یوم خمس مرات ہل یبقی من درنہ شئ قالوا لا یبقی من درنہ شئ قال فذلک مثل
الصلوات الخمس یمحو اللہ بہن الخطایا رواہ الشیخان یعنی جو شخص ہر دن پانچ بار کسی
نہر مین نہائیگا اوسکا میل کچیل کچہ باقی نہ رہیگا یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے کہ ساری خطا

اوس سے دور ہو جاتی ہیں ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے خمس من جاء بھن مع ایمان
دخل الجنۃ الحدیث رواہ الطبرانی ابوہریرہ کہتے ہیں قبیلہ قضاعہ میں دو بھائی تھے
وہ مسلمان ہو گئے ایک شہید ہو گیا دوسرا ایک سال تک زندہ رہا طلحہ نے اوس دوسرے
کو خواب میں دیکھا کہ وہ شہید سے پہلے بہشت میں گیا تعجب کیا اور حضرت سے یہ حال کہا فرمایا
کیا اوسنے بعد شہید کے روزہ رمضان کا نہیں رکھا اور چھ ہزار رکعتیں نہیں پڑھیں ایک
سال کی نماز کا شمار بتایا دونوں میں آسمان و زمین کا بعد ہے رواہ احمد و ابن حبان
ابن عمر کہتے ہیں ایک مرد نے حضرت سے پوچھا افضل اعمال کون عمل ہے تین بار سوال کیا
ہر بار یہی فرمایا نماز پھر فرمایا جہاد راہ خدا میں الحدیث رواہ ابن حبان ثوبان کا لفظ مرفوعا
یہ ہے اعلموا ان خیر اعمالکم الصلوۃ رواہ الحاکم دوسرا لفظ یہ ہے کہ میں نے حضرت
سے کہا وہ عمل بتاؤ جس سے میں جنت میں جاؤں فرمایا علیک بکثرۃ السجود للہ
تعالی فانک لن تسجد للہ سجدۃ الا رفعک اللہ بہا درجۃ وحط بہا
عنک خطیئۃ رواہ مسلم یعنی ہر سجدہ پر درجہ بڑھتا ہے گناہ مٹتا ہے ابوہریرہ کا لفظ یہ ہے
اقرب ما یکون العبد من ربہ عزوجل وھو ساجد فاکثروا الدعا رواہ مسلم
یعنی بڑا قرب اللہ کا بندہ کو سجدہ میں حاصل ہوتا ہے سو بہت سی دعا سجدہ میں کیا کرو
حذیفہ کا لفظ یہ ہے ما من حالۃ یکون العبد علیہا احب الی اللہ من ان یراہ
ساجدا یعفر وجہہ فی التراب رواہ الطبرانی مراد اس سجدہ سے نزدیک محققین
کے تنہا سجدہ ہے کہ یہ ایک عبادت مستقل ہے اسی لئے اسمیں دعا کرنیکا حکم دیا ہے
اور بعض کے نزدیک مراد نماز ہے کہ اوسمیں سجدہ ہوتا ہے لکن اول اقوی و اولی ہے
سو جب تنہا سجدہ موجب قرب و حب خدا کا ٹھہرا تو پھر نماز جو بہت سے سجدوں پر مشتمل
ہے جبکہ موافق شروط و ارکان کے بحضور دل پڑھی جائیگی تو پھر اوسکی فضیلت کا کیا
شمار ہو سکتا ہے یہ محض احسان عظیم ہے رب اکرم کا اپنے بندہ ظلوم و جہول پر کہ اوسکو

رستہ نجات کا بتلایا وسیلہ مغفرت کا بخشا ذریعہ حصول جنت کا عطا کیا ابن مسعود نے حضرت سے
پوچھا تھا کہ ای العمل احب الی اللہ فرمایا الصلوۃ علی وقتھا رواہ الشیخان ام فروہ
کا لفظ اول وقتہا ہے رواہ ابو داؤد نماز کو آخر وقت پر کسل سے پڑھنا کام منافقین کا
ہوتا ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے صلوۃ الرجل فی جماعۃ تضعف علی صلواتہ فی بیتہ
وسوقہ خمسا وعشرین ضعفا الحدیث رواہ الشیخان یعنے نماز جماعت نماز منفرد سے
پچیس گنی ہوتی ہے انس نے رفعاً کہا ہے من صلی للہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک
التکبیرۃ الاولی کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من النفاق رواہ الترمذی
یعنی چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑہنا کہ تکبیر اولی فوت نہو موجب بچاو کا دوزخ
سے اور علحدگی کا نفاق سے ہے ولد احمد عمر کا لفظ مرفوع مسموع یہ ہے کہ ان اللہ
تعالی لیعجب من الصلوۃ فی الجمیع رواہ احمد یعنی اللہ کو نماز کا جماعت مین پڑہنا
بہت پسند آتا ہے پہر جتنی جماعت زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب بہی زیادہ ہوتا ہے
اور جو شخص جنگل و میدان مین اچہی طرح نماز باتمام رکوع وسجود پڑہتا ہے اوسکی نماز
پچاس گنی ہوتی ہے رواہ ابو داؤد عن ابی سعید الخدری یعنی اسکا درجہ نماز
جماعت سے بہی بڑہ کر ہے یہ حکم نماز فرض کا ہے رہی نماز نفل اوسکا گہر مین پڑہنا افضل ہے
اس امر کا حکم حدیث ابن عمر مین آیا ہے فرمایا ہے اجعلوا من صلواتکم فی بیوتکم
ولا تتخذوھا قبورا رواہ الشیخان ابن مسعود نے حضرت سے پوچھا تھا کہ کیا افضل ہے
نماز پڑہنا میرے گہر مین یا مسجد مین فرمایا تو نہین دیکھتا کہ میرا گہر کس قدر مسجد سے نزدیک
تر ہے سو اگر مین اپنے گہر مین نماز پڑہون تو یہ دوست تر ہے مجھکو اس بات سے
کہ مسجد مین پڑہون مگر نماز فرض رواہ ابن خزیمۃ زید بن ثابت کا لفظ یہ ہے کہ
حضرت نے فرمایا صلوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوۃ المرء فی بیتہ الا الصلوۃ
المکتوبۃ رواہ ابن خزیمۃ یعنی ای لوگو تم اپنے گہرونمین نماز پڑہا کرو بہتر نماز وہ ہے

جو گھر مین ہو مگر نماز فرض اسی جگہہ سے علما نے کہا ہے کہ اگر مدینہ منورہ مین بھی ہو تو
بھی بہ نسبت مسجد نبوی کے گھر مین نماز نفل و سنت کی پڑہنا افضل ہے انتظار کرنا نماز کا
بعد نماز کے حکم رباط مین ہوتا ہے منتظر کو ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسے کہ نماز گزار کو
ہر نماز کے لئے نماز ہای پنجگانہ سے فضیلت جدا گانہ احادیث صحیحہ مین آئی ہے اور تاکید
محافظت کی نماز صبح و عصر وغیرہا پر فرمائی ہے اسی طرح اختیار صف اول و تسویہ صفوف
و وصل صف و سد شگاف پر رغبت دلائی ہے اور ترک نماز سے عمداً اور اخراج وقت سے
تہاوناً ڈرایا ہے حدیث جابر بن عبد اللہ مین فرمایا ہے بین الرجل وبین الشرك والکفر
ترك الصلوٰۃ رواہ مسلم واهل السنن بالفاظ یعنی درمیان شرک و کفر و ایمان
کے یہی نماز کا فرق ہے اگر نماز ہے تو مومن ہے اور اگر نہین ہے تو کافر و مشرک
ہے زیاد بن نعیم حضرمی نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا اربع فرضهن الله فی الاسلام
فمن اتی بثلاث لم یغنین عنه شیئا حتی یاتی بهن جمیعا الصلوٰۃ والزکوٰۃ
وصیام رمضان وحج البیت رواہ احمد وهو مرسل یعنے ان چارون چیز
کا ایک حکم ہے اگر تین کام کئے اور ایک کام انمین کا نہ کیا تو گویا کوئی کام بھی نہ کیا
یہ حدیث نہایت خوفناک ہے لکن اکثر خلق اس سے غافل ہے بہت لوگ نماز پڑہتے
ہین لکن زکوٰۃ نہین دیتے کوئی نماز و روزہ بجا لاتا ہے مگر حج سے باوجود استطاعت کے
محروم ہے اسحق بن راہویہ نے کہا ہے حضرت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تارک نماز
کا کافر ہے ولذلك كان رأی اهل العلم من لدن النبی صلعم ان تارکها عمداً
من غیر عذر حتی یذهب وقتها کافر ایوب نے کہا ہے ترك الصلوٰۃ کفر لا یختلف
فیه یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایک وقت کی نماز کا ترک کرنا موجب کفر ہے اگر اسی
حالت پر اوسدم مر جائیگا تو کافر مریگا اوس شخص کا ذکر نہین ہے جو بالکل نماز نہین پڑہتا
ہے یا فقط رمضان و عیدین و جمعہ مین پڑہ لیتا ہے باقی ایام مین ناغہ کرتا ہے یہ حکم

ترک نماز کا ہے رہا تاخیر کرنا نماز کا وقت مقرر سے سو اللہ نے فرمایا ہے الذین ھم
عن صلوتہم ساھون سعد نے کہا مراد اس سہو سے حدیث نفس وغیرہ نہین ہے
بلکہ اضاعت وقت ہے کہ لہو مین یہانتک رہے کہ وقت جاتا رہے ایک نوع تاخیر
کی یہ ہے کہ دو نمازون کو بغیر عذر کے ایک وقت مین پڑہے حدیث ابن عباس مین رفعاً
اسکو منجملہ کبائر کے گنا ہے رواہ الحاکم ہان سفر اس حکم سے مستثنی ہے سفر مین
تقدیماً و تاخیراً جمع کرنا دو نماز کا حالت سیر مین احادیث صحیحہ سے ثابت ہے +

فصل

نماز شرعی نہین ہوتی ہے مگر نیت کے ساتھہ سارے ارکان نماز کے فرض ہین جیسے قیام
رکوع اعتدال سجود پہر اعتدال پہر سجود پہر اعتدال پہر قعود واسطے تشہد کے مگر قعود تشہد
اوسط اسلئے کہ کوئی دلیل بالخصوص اسکے وجوب پر مثل تشہد اخیر کے نہین آئی ہے
اسی طرح جلسۂ استراحت کہ وہ بہی بسبب نہ آنے دلیل وجوب کے مستحب ہے رہے اذکار
نماز سو منجملہ اونکے ایک تو تکبیر تحریمہ واجب ہے دوسرے فاتحہ پڑہنا ہر رکعت میں
اگرچہ مقتدی ہو بدلیل حدیث لاتفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب تیسرے تشہد اخیر کیونکہ اسکا
حکم آیا ہے اور تشہد کے لئے کئی الفاظ وارد ہین سو نمازگزار جونسا تشہد پڑہے گا وہ اوسکو
کافی ہوگا اصح تشہدات تشہد ابن مسعود ہے جو صحیحین مین آیا ہے اس لفظ سے التحیات
للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمداً عبدہ ورسولہ بعض الفاظ مین اس حدیث کے یون آیا ہے کہ اذا قعد احدکم
فلیقل اسی تشہد کو حنفیہ نے بہی اختیار کیا ہے دوسرا تشہد ابن عباس کا ہے وہ مختار
شافعیہ ہے تیسرا تشہد عمر کا ہے وہ مختار مالک ہے سو اختلاف اختیار مین ہے نہ جواز

مین تشہد اول سب سے افضل تر ہے پھر ثانی پھر ثالث حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے ھی کا حرف
القرآن کا لکھا کافِ شاف انتھی اور درود شریف کے الفاظ مین اصح تر یہ
صیغہ ہے جو صحیح بخاری مین آیا ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی
آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اسکے سوا
اور بہت صیغے آئے ہین سب کافی شافی وافی صافی ہین لکن یہ صیغہ اصح ہے
اسی کا رواج بہی ہے محل اسکا تشہد اخیر ہے شافعی تنہا قائل اسکے وجوب کے ہین
اور تشہد اوسط مین مستحب بتاتے ہین میرے نزدیک تشہد اول مین پڑہنا درود
کا نہ پڑہنے سے بہتر ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے اذا فرغ احدکم من التشھد
فلیتعوذ باللہ من اربع من عذاب جھنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات
ومن شر المسیح الدجال اخرجہ مسلم وغیرہ یہ صیغہ امر کا مفید ہے وجوب تعوذ کو
اسکے سوا اور بہی ادعیہ آئے ہین جیسے اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا
یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت
الغفور الرحیم یہ دعا حضرت نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص نماز مین پڑہنے کے
لئے سکھائی تہی رواہ الشیخان اور حدیث مرتضی علی مین آیا ہے کہ حضرت درمیان
تشہد وتسلیم کے یہ دعا پڑہتے اللھم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت
وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا
انت اخرجہ مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی چوتہے سلام پہیرنا یہ بہی واجب ہے
اسلئے کہ حضرت نے اسکو تحلیل نماز ٹہیرایا ہے پس اسکے نماز سے باہر نکلنا نہین ہوسکتا ہے
تو تسلیم واجب ٹہیری گو ذکر اسکا حدیث مسیئی مین نہین آیا ہے حجۃ بالغہ مین بہی اشارہ
طرف اسکے وجوب کے کیا ہے اسکو بقول ابن القیم پندرہ صحابی نے روایت کیا ہے کہ ین لیسار

دونون طرف سلام کرتے تھے اِن واجبات چہارگانہ کے سوا جو اور آداب وغیرہ نماز میں ہین وہ سب سنن ہین اسلیئے کہ اونمین کوئی دلیل ایجاب کی امر گو ضمنیا نہین آئی ہے وہ سنن یہ ہین ایک یہ کہ چار جگہہ مین ہاتہہ اوٹہانا نزدیک تکبیر احرام کے اور وقت رکوع کے اور نزدیک اعتدال کے رکوع سے اور وقت کہڑے ہونیکے تیسری رکعت کے لئے احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہین چار سوا اخبار و آثار سے اوٹہانا ہاتہون کا ان جگہون مین ثابت ہے گو نماز بے اسکے جائز کیون نہو دوسرے یہ کہ دونون ہاتہہ وقت قیام کے سینہ پر یا ناف پر یا درمیان اِن دونون کے ضم کرے اِس انضمام کو اٹہارہ صحابی نے روایت کیا ہے خلاف اسکے حضرت سے نہین آیا خود امام مالک سے موطا مین روایت وضع یدین علی الاخری کے آئی ہے اگرچہ مالکیہ ارسال کرتے ہین اور انکو اِس مسئلہ مین مغالطہ ہو گیا امام صاحب کا ہاتہہ زدوکوب خلیفہ کے وقت سے ٹوٹ گیا تہا اسلیئے وہ ارسال مین معذور تھے غیر اونکا ہرگز معذور نہین ہو سکتا ہے تیسرے یہ کہ بعد تکبیر تحریمہ کے دعای توجہ پڑہے یہ دعا احادیث مین بالفاظ مختلفہ آئی ہے اور ہر صیغہ کافی ہے لیکن روایت ابو ہریرہ کی صحیحین مین جسکو متواتر کہا ہے یہ ہے اللھم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب اللھم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسلنی من خطایای بالماء والثلج والبرد واخرجہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ ایضا تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے ھذا الحدیث اصح الاحادیث الواردۃ فی التوجہ وینبغی العدول الی الاصح وان کان غیرہ من الصحیح مجزیا انتہی دوسرا صیغہ یہ ہے وجہت وجہی للذی الخ اسکو مسلم نے علی مرتضی سے رفعا روایت کیا ہے تیسرا صیغہ یہ ہے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک یہ حدیث عائشہ مین آیا ہے حنفیہ نے اسکو اختیار کیا ہے مگر یہ موقوف ہے نہ مرفوع اور شافعیہ نے وجہت وجہی کو اور اہل حدیث نے اللھم باعد کو ہی اولی و

افضل تر ہے بغوی نے کہا ہے کہ یہ اختلاف جو دعاء افتتاح و اذکار رکوع و سجود و مابعد
تشہد مین درمیان ائمہ کے ہے یہ اختلاف مباح ہے ہر کسی نے وہ ذکر جو نزدیک اوسکے
ثابت ہوا ذکر کیا مگر ایک دوسرے پر انکار نہین کرتا ہے انتہٰے یہ توجہ بلا خلاف بعد تکبیر کے
ہوتی ہے چوتھی سنت یہ ہے کہ بعد توجہ کے تعوذ کرے کیونکہ احادیث صحیحہ سے بعد
استفتاح اور قبل قرارت کے پڑھنا اوسکا ثابت ہوا ہے حدیث ابو سعید خدری مین آیا ہے
کہ حضرت اسطرح پر کہتے تھے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم
من ھمزہ و نفخہ و نفثہ اخرجہ احمد و اھل السنن قرآن مین آیا ہے فاذا قرأت
القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم صیغے اعوذ کے بہی کئی طرح پر آئے
ہین اور سب کافی شافی ہین لکن یہ اصح ہے اسکے بعد بسم اللہ پڑہے اسلئے کہ یہ ایک
آیت ہے سورۂ فاتحہ سے بلکہ ہر سورت قرآن سے موافق قول قوی راجح کے اور جہر
و اسرار بسملہ کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے لکن بہتر ہے کہ نماز جہری مین جہر اور نماز سری
مین سر کرے گو ترک بسملہ جہر سے بہی نماز ہو جاتی ہے لکن فعل افضل کو جسمین کچہہ زیادہ مشقت
بہی نہین ہے ترک کرنا دلیل ہوتا ہے تہاون و عدم رغبت کی پر اور بعض نے یون
کہا ہے کہ ترک جہر بتسمیہ اولی تر ہے جہر سے اسلئے کہ روایات ترک جہر کی اکثر و اوضح تر
ہین روایات جہر سے واللہ اعلم پانچوین یہ کہ بعد فاتحہ کے آمین کہے اس باب مین قریب
سترہ حدیثون کے آئی ہین بلکہ مفید ہین وجوب آمین کو مقتدی پر جبکہ امام آمین کہے
جمہور اہل علم نے اوسکو مشروع کہا ہے حدیث عائشہ مین آیا ہے بڑا حسد یہود کو تمہاری
آمین کہنے کا ہے ابن القیم نے جہر با آمین کو راجح کہا ہے اور تنویر العینین مین فرمایا ہے
کہ تحقیق یہ ہے کہ جہر با مین اولی تر ہے خفض سے اسلئے کہ روایت جہر اکثر و اوضح تر ہے
خفض سے انتہٰے حدیث وائل بن حجر مین تین بار کہنا آمین کا اور رب اغفر لی آمین کہنا اور
مد صوت و رفع صوت کرنا باسناد صحیح و حسن آیا ہے رواہ احمد و اھل السنن والطبرانی

والبیہقی وسنده صحیح چھٹے یہ کہ سوا فاتحہ کے کچھ اور قرآن بھی پڑھے یہ بات احادیث صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے بلکہ نام سورتوں کے آئے ہیں کہ حضرت نے نماز صبح میں فلان سورہ اور ظہر میں فلان اور عصر میں فلان اور مغرب میں فلان اور عشا میں فلان فلان پڑھے ہیں لہٰذا افضل یہی ہے کہ اوسی طریقہ پر سالک ہو گو ہر سورت اور ہر سہ آیت کتاب اللہ کی واسطے قرارت کے کفایت کرتی ہے حدیث قتادہ میں آیا ہے کہ حضرت دو رکعت اول ظہر میں دو سورت پڑھتے اور دو رکعت اخیر میں فقط فاتحہ پڑھتے سو قرارت سورت کی کچھ واجب نہیں ہے بلکہ واجب قرارت قرآن بغیر تقیید کے ہمراہ فاتحہ کے ہے لہٰکہ مجرد ایک آیت بھی کفایت کر سکتی ہے ظہر و عصر میں چپکے پڑھے اور فجر و مغرب و عشا میں جہر کرے فجر میں ساٹھ آیت سے سو آیت تک اور عشا میں سبح اسم ربک الاعلی اور واللیل اذا یغشی اور مثل انکے قرارت کرے اور ظہر فجر پر اور عصر عشا پر محمول ہے اور بعض روایات میں حمل ظہر کا عشا پر اور عصر کا مغرب پر آیا ہے اور بعض میں ذکر قصار مفصل کا مغرب میں مروی ہے ساتوین یہ کہ تشہد اوسط کرے سوا اسکے بدلے کوئی الفاظ خاصہ نہیں آئے ہیں وہی تشہد اخیر اسجگہ بھی پڑھے اتنی بات ہے کہ اس تشہد میں جلدی و شتابی کرے حدیث ابن مسعود میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اذا قعدتم فی کل رکعتین فقولوا التحیات الخ رواہ احمد والنسائی سو یہ کچھ نافی زیادت درود کو نہیں ہے حدیث کعب بن عجرہ میں شرعیت درود کی تشہد میں مقترن بسلام آئی ہے رواہ الشیخان یہ تشہد اوسط اور اسمین بیٹھنا اسلئے واجب نہیں ہے کہ حضرت نے اسکو سہواً ترک کر دیا تہا جب صحابہ نے تسبیح کی تو آپنے اعادہ نہ کیا بلکہ سیدھے کھڑے ہو گئے اور سہو کے لئے سجدہ کیا اگر واجب ہوتا تو وقت آگاہ کرنیکے عود کرتے آٹھوین یہ کہ ہر رکن کے ذکر کو جو جس جگہ کے لئے آیا ہے بجا لائے جیسے تکبیرات رفع و خفض و قیام

د تعود پہر رکوع مین سبحان ربی العظیم کہے تین بار اور سجدے مین سبحان
ربی الاعلی تین بار یہ اونی درجہ ہے رواہ ابو داؤد والترمذی
عن ابن مسعود مرفوعاً عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت رکوع وسجدہ مین سبحانك
اللهم ربنا ولك الحمد اللهم اغفر لی بہت کہا کرتے تھے رواہ الشیخان
واهل السنن دوسری روایت عائشہ کی یہ ہے سبحانك ربی وبحمدك اللهم
اغفر لی رواہ مسلم عقبہ بن عامر کا لفظ رفعاً یون ہے کہ حضرت رکوع وسجدہ مین
سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح بہت کہا کرتے تھے رواہ احمد و
ابو داؤد والنسائی اسکے سوا ایک ذکر رکوع کا یہ ہے اللهم لك ركعت وبك
آمنت ولك اسلمت خشع لك سمعی وبصری ومخی وعظامی وعصبی رواہ
مسلم من حدیث علی بن ابی طالب اور سجدہ مین یون کہتے تھے اللهم
لك سجدت وبك آمنت ولك اسلمت سجد وجهی للذی خلقه وصوره
وشق سمعه وبصره تبارك الله احسن الخالقين اخرجه ابو داؤد والنسائی
اور کہنا سمع الله لمن حمده اللهم ربنا ولك الحمد کا وقت سر اوٹہانے
کے رکوع سے یہ ذکر امام ومقتدی ومنفرد سب کو چاہیے یہی قول اولی واقوی ہے
بدلالت احادیث ابن عباس نے کہا ہے حضرت جب اپنا سر رکوع سے اوٹہاتے کہتے
اللهم لك الحمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما بينهما وملاء ما شئت
من شیء بعد اهل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لك عبد لا مانع
لما اعطيت ولا معطی لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد رواہ مسلم
دوسری روایت مسلم مین حدیث ابو ہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت سجدہ مین یون کہتے
اللهم اغفر لی ذنبی کله دقه وجله واوله وآخره وعلانيته وسره ورواہ ابو داؤد
ایضاً رہا ذکر درمیان دو سجدون کے سو حدیث ابن عباس مین آیا ہے کہ حضرت درمیان

دونون سجدون کے یون کہتے تھے اللهم اغفر لی وارحمنی واجبرنی واھدنی وارزقنی رواہ اھل السنن وصححہ الحاکم توبین یہ کہ نماز مین بہت سی دعائیے کرے حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ فیدعو رواہ البخاری اسمین نمازی کو اختیار دیا ہے کہ جونسی دعا چاہے خواہ کلام نبوت اور خواہ اپنے کلام سے وہ دعا کرے اور مطالب دنیا و آخرت کے مانگے پہر طول کرے یا تقصر کچہہ حرج نہین بہتر یہ ہے کہ ادعیہ قبل سنن رواتب کے بجالائے کیونکہ بعض اذکار مین اسپر دلالت ہے جیسے من قال قبل ان ینصرف ویثنی رجلہ یا جیسے قول راوی کا کان اذا سلم من صلوتہ یقول الخ اور بعض مین صریح اسپر دلیل موجود ہے جیسے دبر کل صلوۃ بالجملہ سارے ادعیہ بمنزلہ آخرت قرآن شریف کے ہین جونسی دعا کوئی پڑہیگا انشاء اللہ تعالی ثواب موعود پالے گا

فصل

جن چیزون سے نماز باطل ہوجاتی ہے ایک وہ نہین سے بات کرنا ہے اندر نماز کے دوسرے مشغول ہونا ہے ایسے کام مین جو جنس نماز سے نہین ہے جیسے کپڑا سینا یا تجارت کرنا یا بہت سا چلنا یا دیر تک التفات کرنا تیسرے ترک کرنا شرط کا جیسے وضو چوتھے ترک کرنا کسی رکن کا عمدًا اور جو چیز شرط یا رکن نماز نہین ہے اوسکے ترک کرنیسے نماز باطل نہین ہوتی ہے شرط کسی شئے کی وہ ہے جوکہ دلیل سے ثابت ہوئی ہو اور دلالت کرے انتفاء مشروط پر وقت انتفاء شرط کے مثلاً شارع یون کہے من لم یفعل کذا فلا صلوۃ لہ یا شارع نے تصریح کی ہو کہ ایسی نماز صحیح نہین ہے یا مقبول نہین ہے یا اوسپر اجر نہ ملیگا یا کسی مشروط کے بجالانیسے بدون اوسکے شرط کے منع کیا ہو کیونکہ نہی دلیل ہوتی ہے فساد پر اور فساد مرادف ہے بطلان کا اور یہی حق ہے رہا وجوب

کسی شئے کا ستوده نری طلب شارع سے ثابت ہوتا ہے مجرد طلب سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ شئے کے واجب ہونیسے زیادہ کچھ اور بھی ہو اس قاعدہ کو سمجھ لینا چاہئے تاکہ خبط وخلط سے سلامتی حاصل رہے جب یہ بات جان لی تو اب معلوم کرنا چاہیئے کہ نماز پنجگانہ اوس شخص پر واجب ہوتی ہے جو کہ مکلف ہے اور جو شخص اشارہ بھی نہیں کر سکتا رہے اوسکے ذمہ سے نماز ساقط ہے اسی طرح بیہوش سے یہانتک کہ وقت نماز کا جاتا رہے اور بیمار کو درست ہے کہ کھڑے ہو کر پھر بیٹھ کر پھر لیٹ کر نماز پڑھے یہ بات قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہوتی ہے

فصل

سنن رواتب کا جو ہمراہ نماز پنجگانہ کے پڑھے جاتے ہین یہہ بیان ہے کہ قبل وبعد ظہر کے چار چار رکعت اور قبل عصر کے چار رکعت پڑھے خواہ دو دو خواہ ایک ہی سلام سے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے رحم اللہ امرءً صلی قبل العصر اربعا رواہ ابوداؤد واحمد وحسنہ الترمذی وصححہ ابن حبان وابن خزیمۃ اس دعا نبوی کا مصداق بننا بڑی بختاوری ہے اور بعد مغرب کے دو رکعت اور بعد عشا کے دو رکعت اور قبل فجر کے دو رکعت ہین یہ مقدار احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور راجح وقوی ہے حدیث ام حبیبہ مین فرمایا ہے من صلی فی یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ تطوعا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وفی روایۃ اخری من ثابر علی اثنتی عشرۃ رکعۃ من السنۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ اہل علم نے کہا ہے لا ینبغی ان یترک النوافل فانہا جوابر للفرائض والفرض راس المال والنوافل بمنزلۃ الارباح احادیث بیانمین ان سنن کے آیندہ مذکور ہونگے انکے سوا نماز ضحی اور نماز تہجد ہے اکثر تہجد تیرہ رکعت ہے اسمین ایک رکعت وتر بھی داخل ہے وتر پانچ اور سات رکعت متصل بھی آیا ہے

تہجد کو دو دو رکعت اور چار چار رکعت کر کے پڑھنا درست ہے اور نو رکعت وتر
بھی آیا ہے وتر اوکی سنن ہے اور روایت تین رکعت وتر کی ضعیف ہے ہمعنا تین
رکعات متصلاً آئی ہین پہلی رکعت مین سبح اسم اور دوسری رکعت مین کافرون
اور تیسری رکعت مین سورۂ اخلاص و معوذتین پڑہنا آیا ہے پہر نماز تحیۃ المسجد
ہے کہ پہلے اوسکو مسجد مین جا کر پڑھ لے تب بیٹھے یہ نماز دو رکعت ہے جماعت کرامت
نماز کے ہین اونمین اللہ مسجد کے بجائے اس نماز کو اہل ظاہر واجب بتاتے ہین یہی قول
قوی ہے پہر نماز استخارہ ہے اسکی تعلیم کا حضرت کو ایسا اہتمام تہا کہ جسطرح کسیکو کوئی
سورت قرآن پاک کی سکہاتے تہے اوسیطرح اس نماز کی تعلیم بہی فرماتے تہے یہ دو رکعت
نماز ہے بخاری مین یہ نماز مع دعاء استخارہ مروی ہے لفظ حدیث کا یہ ہے اذا ھم
احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل یعنی جب تم مین کوئی شخص
کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز سوای فرض کے پڑہے پہر یون کہے اللھم
انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک
العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم
ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او
قال عاجل امری وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت
تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او قال عاجل
امری وآجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم
ارضنی بہ پہر اپنے کام کا نام لے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ نے حجۃ اللہ مین
لکہا ہے وعندی ان اکثار الاستخارۃ فی الامور تریاق مجرب لتحصیل
شبہ الملائکۃ انتہی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار اس عمل کا کرنا کفایت
کرتا ہے لکن اکثر اہل علم تین دن تک ہر ایک وقت مقرر پواسطے ایک کام کے

کیا کرتے ہین یہ شاید اسلئے ہوگا کہ آداب دعا مین سے ایک یہ ہے کہ ہر دعا کو تین بار کہے
لکن ایک ہی بار ہمراہ دو رکعت نماز کے تین بار پڑہتا ہی اس دعا کا پتہ سکتا ہے فوائد اس
دعا کے اور ترکیب اوسکی ہمنے کتاب الداعی الی اداء الدعاء اور کتاب فصل الخطاب
فی فضل الکتاب مین لکہی ہے واللہ اعلم پہر دو رکعت نماز درمیان ہر اذان و اقامت کے آئی
ہے یہ نماز حدیث صحیح مین وارد ہے لکن بعد تین بار کے یہ فرمایا تہا لمن شاء ۔

فصل

نماز جماعت موکدترین سنن ہے جماعت بلا خلاف دو آدمیون سے منعقد ہو جاتی ہے اسلئے
کہ اقل جمع دو ہوتے ہین پہر جسقدر جمعیت زیادہ ہوگی اوتنا ہی ثواب بہی زیادہ ہوگا
اور نماز پیچہے مفضول کے درست ہے آنحضرت نے پیچہے ابوبکر صدیق وغیرہ صحابہ کے نماز پڑہی ہے
بلکہ پیچہے ہر مصلی کے جو اچہی طرح برارکان و اذکار کو ادا کرے گو مجتنب ہو اصی ستر اور
منوّع نہو کیونکہ شارع نے اعتبار حسن قرات و علم و سن کا کیا ہے نہ ورع و عدالت کا ہان
امام کا منجملہ خیار کے ہونا اولی تر ہے مرد امامت عورت کی کر سکتا ہے نہ عورت امامت مرد
کی اور فرض گزار پیچہے نفل گزار کے وبالعکس نماز پڑہ سکتا ہے مقتدی کو متابعت امام
کی اوس کام مین واجب ہے جو کہ مبطل نماز نہو اور جس امام سے قوم ناخوش ہو یہ اون کا
امام نہ بنے اور امامت کے وقت بہت ہلکی نماز پڑہے سلطان اور رب المنزل کو مقدم کرے
پہر اقرء پہر اعلم پہر اسن کو امام کی نماز مین اگر کچہ خلل پڑیگا تو اوسکا وبال امام پر ہوگا مؤتمین
کی نماز ہو جاویگی بدلیل حدیث ابو ہریرہ جو بخاری وغیرہ مین آئی ہے یصلون بکم فان اصابوا
فلکم ولہم وان اخطاؤا فلکم وعلیہم سارے مقتدی پیچہے امام کے کہڑے ہون اور اگر
ایک ہی شخص ہو تو داہنی طرف کہڑا ہو عورت اگر عورتون کی امامت کرے تو وسط صف مین
کہڑی ہو عائشہ نے اسیطرح کیا تہا پہر پہلی صف مردون کی ہو پہر بچون کی پہر عورتون کی

مستحق صف اول کے عقلمند ہوشیار لوگ ہوتے ہیں جو عت پیدا نجیب ہے کہ صفوف کو برابر
کرے درزوں کو بند کرے صف اول کو پہلے پورا کر لے پھر دوسری تیسری صف کو پھر اسیطرح
آخر تک **قف** سہو کے دو سجدے ہوتے ہیں پہلے سلام کے یا پیچھے اوسکے لیکن بہتر
یہ ہے کہ جس جگہ حضرت نے پہلے سلام کے سجدۂ سہو کیا ہے وہاں پہلے اور جس جگہ
پیچھے کیا ہے وہاں پیچھے کرے اور باقی میں مختار ہے یہ سب ملت ہے داؤد ظاہری نے
کہا ہے حضرت سے پانچ بار سہو ہوا ہے وہیں جگہ نہیں سجدۂ سہو کیسے اور جگہ ضرور
نہیں ہے حضرت کو اگرچہ نماز میں کبھی شک منیں ہوا لیکن یہ فرمایا ہے کہ جسکو شک ہوا سے چاہیے
یقین پر بنا کرے اور شک کا اعتبار نہ کرے اور سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرے اس سجدہ
کے لیے تکبیر و تشہد و تحلیل درکار ہے یہ سب امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں سجدۂ سہو
ترک سنت پر مشروع ہے اور زیادت پر اگرچہ ایک ہی رکعت ہو اور شک پر جو اور مین تین
امر ہیں جنمیں سجدۂ سہو کیا جاتا ہے سو جب امام یہ سجدہ کرے تو تم بھی اوسکے ساتھ سجدہ کرو
قف قضا فوائت کی یہ صورت ہے کہ اگر عمدا نماز کو ترک کیا ہے نہ کسی عذر سے تو اللہ کا
قرض لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے جمہور اسکو واجب کہتے ہیں اور ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ
وہ عاصی ہوا اوس پر قضا واجب نہیں ہے یہی مذہب ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی جمہور کے
پاس کوئی دلیل اس دعوی پر نہیں ہے مگر حدیث خثعمیہ جسمیں یوں فرمایا ہے فدین اللہ
احق ان یقضی یہ حدیث دربارۂ صوم آئی ہے نہ دربارۂ صلوٰۃ ہاں بنظر عموم شامل نماز
بھی ہو سکتی ہے اور جنکے نزدیک دلیل جدید چاہیے وہ قائل وجوب قضا کے نہیں ہیں
اور اگر کوئی نماز بسبب کسی عذر کے ترک ہو گئی ہے تو اوسکو وقت زوال عذر کے پڑھ لے وہ ادا
ٹھہرے گی نہ قضا کیونکہ حدیث میں آیا ہے من نام عن صلوٰۃ او نسی عنہا فوقتہا حین
یذکرہا لکن اسمیں علماء کا خلاف ہے حق یہی ہے کہ وہ وقت ادا ہے نہ وقت قضا
ہاں اوس وقت میں پھر دیر نہ کرے ورنہ تارک عمد ٹھہریگا مگر نماز عید کہ اوسکو دوسرے دن

پڑھے نہ اوسی پر اسکی صراحت حدیث مین آچکی ہے ـــ نماز جمعہ مثل نماز
پنج وقتہ کے ہر مکلف پر فرض عین ہے اور کتاب وسنت دونون سے ثابت ہے
مگر زن وبندہ ومسافر وبیمار پر واجب نہین ہے ہان اگر پڑھین تو اونکی خوشی ہے کوئی
مانع نہین ہے یہ نماز مثل سائر صلوات کے ہے سوا مشروعیت دو خطبون کے جو پہلے
اوس سے پڑھے جاتے ہین کسی بات مین مخالف اونکی نہین ہے دونون خطبون کے
بیچ مین بیٹھنا سنت ہے خطبہ بیچ مین شامل کردین کے ہے اور جب سے مشروع ہوا ہے تب سے
آجتک ہر ملک عرب وعجم مین زبان عربی ہی مین پڑھا گیا ہے نہ کسی اور زبان مین اسلیئے عربی
ہی پر اقتصار کرنا مستحب ہے جماعت جمعہ دو آدمیون سے بھی ہو سکتی ہے اور چند مساجد
مین اندر شہر کے منعقد ہو جاتی ہے جو شروط علما نے واسطے اس نماز کے لکھے ہین
وہ سب خالی ہے دلیل ہین جیسے وجود اہل مصر یا مسجد جامع یا سلطان یا نائب بادشاہ
یا حاکم ان اقوال پر کوئی نشان علم کا نہین ہے نہ آثار کچھ نشان سنت وقران مین ملتا ہے
یہ اقوال محض رای محض ہین وقت اس نماز کا وہی وقت نماز ظہر کا ہے اسلیئے کہ یہ اوسکے بدل
مین ہے ہان امام احمد نے قبل زوال شمس کے بھی جائز رکھی ہے یہی حق ہے اور قول
اول مذہب جمہور کا ہے جو شخص حاضر نماز جمعہ ہو اوسپر ضرور ہے کہ لوگونکی گردنون کو پامال
نکرے وقت خطبتین کے خاموش رہے اور صبح سے نہا دھو کر مسجد جامع مین جائے
یہ تبکیر مشروع ہے اسی طرح تجمل کرنا خوشبو لگانا امام کے قریب جا کر بیٹھنا مستحب ہے جسنے
ایک رکعت نماز پائی اوسنے جمعہ پالیا اور دن عید کے یہ نماز رخصت ہے چاہے پڑھے یا
نہ پڑھے **وقت** ـــ نماز عیدین واجب ہے اگرچہ اسمین اختلاف کیا ہے یہ نماز دو رکعت
ہوتی ہے پہلی رکعت مین سات تکبیرات قبل قرارت کے اور دوسری رکعت مین پانچ پہلے
قرارت کے ہین اس تعداد مین جو حدیث ابی داؤد باسناد صالح آئی ہے بخاری نے
اوسکی تصحیح فرمائی ہے نووی نے کہا ہے یہ حدیث معتضد بشواہد ہے اس مسئلہ مین

دس مذہب میں یہی سب میں ارجح ہے حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے عمل حرمین راجح تر ہے اور
خطبہ اس نماز کے بعد ہوتا ہے تجمل کرنا عید میں اور شہر سے باہر نکلکر پڑھنا اور آنے
جانے کا راستہ بدلنا اور فطر میں پہلے اور اضحی میں پیچھے کچھ کہانا مستحب ہے جب
آفتاب ایک نیزہ پر آ جائے اوسوقت سے زوال تک وقت اس نماز کا رہتا ہے عید فطر میں تاخیر
عید قربان میں تعجیل کرنا مستحب ہے اس نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت یہی بات
حدیث سے ثابت ہوئی ہے **قف** نماز خوف کو حضرت نے صفات مختلفہ پر پڑھا ہے
سولہ یا سترہ یا اٹھارہ طرح پر وہ ساری صفات کافی شافی ہیں اور جب ڈر زیادہ ہے
اور جنگ ہو رہی ہو تو پیادہ سوار طرف غیر قبلہ کے نماز پڑھ سکتا ہے گو اشارہ ہی سے ہو
قف نماز سفر میں قصر واجب ہے جب اپنے شہر سے بقصد سفر باہر نکلے گو ایک کوس سے
کم فاصلہ پر جائے تو دو رکعت بجای چار رکعت کے پڑھے مقدار مسافت سفر کی
تعیین سنت صحیحہ میں نہیں آئی ہے لغت و شرع میں جسکو سفر کہیں وہی اوسکی مسافت
ہے اور جس شہر میں بطور تردد مقیم رہے تو وہاں بیس دن تک قصر کرے اور اگر
چار دن ٹھیرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو پھر پوری نماز پڑھے قصر نکرے سفر میں جمع کرنا دو نمازوں
کا تقدیماً و تاخیراً ساتھ اذان و اقامت کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اگرچہ بعض فقہاء کا
مذہب نہیں ہے کما سیاتی **قف** نماز آیات سے مراد نماز کسوفین ہے اصح صفت یہ ہے
کہ یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے ہر رکعت میں دو رکوع ہیں اور تین اور چار اور پانچ بھی
آئے ہیں یہ نماز سنت ہے اسلئے کہ دلیل وجوب پر نہیں آئی ہے مجرد فعل سنت سے زیادہ
افادہ نہیں کرتا ہر دو رکوع کے بیچ میں قرارت کرے اور ہر رکعت میں ایک رکوع بھی
آیا ہے اسمیں دعا و تکبیر و تصدیق و استغفار کرنا مستحب ہے نماز اتنی لمبی پڑھے کہ
مہر و ماہ گہن سے نکل جائیں **قف** نماز استسقا وقت خشک سالی کے مسنون ہے
یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے اسکے بعد خطبہ ہے جسمیں ذکر اور ترغیب طاعت کی اور زجر

معصیت

سے ہونا چاہیے امام مع اپنے ہمراہیوں کے بہت سی دعا و استغفار کرے اور سب لوگ مع امام اپنی چادرون کو پہیرین

فصل پانچین نماز جنازہ و احکام میت و غیرہ مین

بیمار کی عیادت کرنا محتضر کو تلقین شہادت کی کرنا اوسکا منہہ طرف قبلہ کے پہیرنا بعد موت کے آنکھین بند کرنا اوسپر سورہ یس پڑہنا تجہیز مین شتابی کرنا مگر بسبب تجویز حیات کے پہر اوسکا ایک کپڑے مین لپیٹنا اوسکا قرض ادا کرنا سنت ہے اور بوسہ لینا مردہ کا جائز ہے حضرت نے عثمان بن مظعون کا اور ابوبکر صدیق نے حضرت کا بوسہ بعد انتقال کے لیا تہا مریض کو اپنے رب کے ساتہہ گمان نیک رکہنا اور ہر قرض و امانت و غصب وغیرہ سے متخلص ہونا واجب ہے زندون پر نہلانا مردون کا واجب ہے قریب اولی تر ہے ساتہہ قریب کے جبکہ اوسکی جنس کا ہو ورنہ شخص امین متورع غاسل بنے شوہر زوجہ کو اور زوجہ شوہر کو غسل دے جمہور اسکے قائل ہین یہ غسل تین یا پانچ بار یا زیادہ آب و کنار سے چاہیے پہر آخر مین کافور ہو غسل مین میامن کو مقدم کرے شہید کو بلا غسل اوسی کے کپڑونمین دفن کردے حضرت نے شہداء احد وغیرہم کو بلا غسل دفن کرادیا تہا بقیہ شہدا کو غسل دینا چاہیے اوس قدر کفن جو مردہ کا ساتر ہوگا اور کچہہ نرکہتا ہو واجب ہے اور صورت مقدرت مین زیادہ کرنا کفن کا بدون گرانی قیمت کے لاباس ہے ہے شہید اپنے ہی کپڑونمین دفن کیا جاتا ہے جنمین مارا گیا ہے بدن و کفن میت کا تطییب کرنا مستحب ہے اور نماز جنازہ پڑہنا اوسپر واجب امام برابر سر مرد اور وسط زن کے کہڑا ہو کر چار یا پانچ تکبیرین کہے حدیث صحیح سے دونون عدد ثابت ہین بعد تکبیر اول کے فاتحہ و سورہ پڑہے اسکا ذکر بخاری و سنن مین آیا ہے باقی تکبیرات کے بیچ مین ادعیہ ماثورہ قرات کرے اور خائن اور قاتل نفس اور کافر و شہید پر نماز نہ پڑہے

قبر پر اور غائب پر نماز پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جنازہ کو جلد لیجانا ہمراہ جنازہ کے چلنا اور اوسکا اوٹھانا سنت ہے آگے اور پیچھے چلنے والا جنازہ کے برابر ہے سوار ہو کر جانا مکروہ ہے اور نعی ونیاحت وشق گریبان ودعا ویل وثبور کرنا اور لیجانا آگ کا ہمراہ مردہ کے حرام ہے جو ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ زمین پر رکھا نجائے اور جنازہ کو دیکھہ کر کھڑا ہو جانا منسوخ ہے **دفن** مردہ کو ایک گڑھے مین دفن کرے جو کہ اوسکو درندون سے روکے صرح لا باس بہ ہے اور لحد افضل ہے مردہ کو پائین قبر سے داخل گور کرین سنت اسی طرح ہے اور دہنی کروٹ پر روبقبلہ لٹادین حاضرین کے لئے مستحب ہے کہ تین تین لپ خاک کے اوسپر ڈالین اور ایک بالشت سے زیادہ قبر کو اونچا نکرین بلکہ برابر زمین کے رکہین تو اور بہی موافق سنت صحیحہ کے ہے زیارت مردون کی کرنا مشروع ہے زائر روبقبلہ کھڑا ہو سلام کہے اور قبر کو مسجد ٹہیرانا اور اوسکی آرائش کرنا اور اوسپر چراغ جلانا اور اوسپر بیٹھنا اور مُردون کو برا کہنا حرام ہے ہان تعزیت مشروع ہے اور اہل میت کو طعام بہیجنا درست ہے

ترکیب نماز جنازہ کی

نووی رح نے ریاض الصالحین مین لکھا ہے کہ نماز جنازہ مین چار تکبیرین ہین بعد تکبیر اولی کے اعوذ پڑہے پھر فاتحہ یعنی مع سورہ پھر دوسری تکبیر کہے اور درود شریف پڑہے پھر تیسری تکبیر کہے اور دعا کرے واسطے میت کے وہ دعا یہ ہے اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وزوجا خیرا من زوجہ

وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار رواه مسلم عن عوف بن مالک پهر یہ دعا پڑھے اللهم اغفر لحینا ومیتنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا وشاهدنا وغائبنا اللهم من احییته منا فاحیه على الاسلام ومن توفیته منا فتوفه على الایمان پهر چوتهی تکبیر کہے اور دعا کرے اور من جملہ یہ ہے اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده واغفر لنا وله رواه الترمذی عن ابی هریرة ورواه ابوداؤد من حدیثه ومن ابی قتادة والحاکم نے کہا حدیث ابی ہریرہ کی صحیح ہے شرط شیخین پر ترمذی نے کہا بخاری نے کہا ہے اصح روایات هذا الحدیث روایة ابی ابراهیم الاشهلی واصح شئ فی الباب حدیث عوف بن مالک انتهی مختار یہ ہے کہ بعد تکبیر چہارم کے تطویل دعا کرے انتهی

فصل بیچ بیان فضیلت محافظت کرنے کی نوافل نماز پر

ام حبیبہ رملہ دختر ابی سفیان نے کہا ہے میں نے حضرت کو سنا فرماتے تھے ما من عبد مسلم یصلی لله تعالی کل یوم ثنتی عشرة رکعة تطوعا غیر فریضة الا بنی الله له بیتا فی الجنة رواه مسلم والترمذی یعنی جو مسلمان ہر دن بارہ رکعت نماز نفل علاوہ نماز فرض کے پڑھیگا الله اوسکے لئے ایک گھر جنت میں بنائیگا مراد ان بارہ رکعت سے چار رکعت قبل ظہر کے اور دو بعد ظہر کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح کے ہیں ترمذی میں یوں ہی آیا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح میں عوض دو رکعت بعد العشا کے دو رکعت قبل عصر کے زیادہ کی ہیں یہ سنن رواتب ہیں نماز پنجگانہ کے انمیں ہر ایک سنت کے لئے فضیلت علحدہ بھی آئی ہے درباره دو رکعت قبل صبح کے حدیث عائشہ میں فرمایا ہے رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها رواه مسلم دوسری روایت میں آیا ہے احب الی من الدنیا جمیعا یعنی یہ دو رکعتیں سنت صبح کی ساری دنیا سے

سنت اور محبوب تر ہیں عائشہ کہتی ہین حضرت بہ نسبت ان دو رکعت فجر کے کسی نماز نفل کے زیادہ تر خبر گیری نکرتے تھے رواہ الشیخان ابو ہریرہ کا لفظ مرفوعا یہ ہے تم ترک نکرو دو رکعت فجر کو اگرچہ تمکو سوار ہٹا دین رواہ ابو داؤد حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے قل ہو اللہ احد برابر ثلث قرآن کے ہے اور قل یا ایہا الکافرون برابر ربع قرآن کے حضرت ان دونون سورتون کو دو رکعت سنت فجر مین پڑہتے تھے اور فرماتے تھے ان دونون رکعتون مین رغب دہر ہے رواہ الطبرانی **ف** حق مین سنت ظہر کے حدیث ام حبیبہ مین ارشاد کیا ہے من یحافظ علی اربع رکعات قبل الظہر واربع بعدہا حرمہ اللہ علی النار رواہ ابو داؤد والنسائی وفی روایۃ لم تمس وجہہ النار ابدا یعنی جو کوئی ہمیشہ قبل و بعد ظہر کے چار چار رکعت پڑہیگا دوزخ اوسپر حرام ہوگی آگ اوسکو نہ چہوئیگی ابو ایوب نے رفعا کہا کہ ان چار مین جو قبل ظہر ہین سلام نہین ہے اسکے لئے دروازے آسمان کے کہولدئے جاتے ہین رواہ ابو داؤد حدیث عبد الرحمن بن حمید عن ابیہ عن جدہ مین فرمایا ہے صلوۃ الہجیر مثل صلوۃ اللیل رواہ الطبرانی یعنی نماز ظہر کی برابر نماز شب یعنی تہجد کے ہے **ف** حق مین سنت عصر کے حدیث ابن عمر مین رفعا آیا ہے رحم اللہ امرء صلی قبل العصر اربعا رواہ ابو داؤد والترمذی ام حبیبہ کا لفظ مرفوع یہ ہے من حافظ علی اربع رکعات قبل العصر بنی اللہ عز وجل لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابو یعلی یعنی جو کوئی چار رکعت قبل عصر کے ہمیشہ پڑہتا ہے اللہ اوسکے لئے ایک گہر جنت مین بناتا ہے **ف** دربارۂ نمازہا بین مغرب و عشا حدیث ابو ہریرہ مین یون فرمایا ہے من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینہن بسوء عدلن بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ یعنی چہہ رکعت بعد مغرب کے پڑہنا برابر بارہ سال کی عبادت کے ہے عائشہ کا لفظ رفعا یہ ہے من صلی بعد المغرب عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابن ماجہ والطبرانی

یعنی بعد مغرب کے بیس رکعت پڑہنے پر ایک گہر جنت مین طیار کیا جاتا ہے **ق** نماز بعد العشا کے باب مین حدیث عائشہ مین آیا ہے ما صلی العشاء قط فدخل بیتی الا صلی اربع رکعات او ست رکعات رواہ ابوداؤد یعنی ہمیشہ بعد عشا کے گہر مین آکر چار یا چہ رکعت نفل پڑہتے **ق** وتر کے حق مین حدیث خارجہ بن حذافہ مین فرمایا ہے قد امرکم اللہ بصلوۃ ہی خیر لکم من حمر النعم وہی الوتر فجعلہا لکم فی ما بین العشاء الآخرۃ الی طلوع الفجر رواہ ابوداؤد یعنی وتر کا وقت عشا سے لیکر تا صبح باقی رہتا ہے **ف** نوافل نماز کی کئی قسم ہے ایک وہ جن پر مواظبت کیجاتی ہے جیسے رواتب یہ سنن ہین دوسرے وہ جنکی فضیلت مین کوئی حدیث آئی ہے بلا مواظبت کے یہ مستحب ہین ہر قسم کے درجات کا تفاوت مطابق ورود اخبار اور بحسب طول و قصر مواظبت ہوتا ہے ولہذا کہا ہے کہ سنن الجماعۃ افضل وافضلہا صلوۃ العید ثم الکسوف ثم الخسوف ثم الاستسقاء وافضل سنن الانفراد الوتر ثم رکعتا الفجر پہر نوافل دو طرح پر ہین ایک وہ جنکا تعلق سبب سے ہے جیسے نماز خوف دوسرے وہ جنکا تعلق وقت سے ہے پہر یہ تین طرح پر ہین یا تو ہر رات دن مین مکرر ہوتے ہین یا ہر ہفتہ مین یا ہر سال مین تو یہ سب چار قسم ٹہیرے پس جو ہر دن رات مین بار بار آتے ہین وہ آٹہ ہین ایک رواتب فرضون کے یہ پانچ ہوئے چہٹے نماز ضحی ساتوین احیاء ما بین العشائین آٹہوین تہجد اول دو رکعت فجر کا وقت طلوع فجر صادق مستطیر سے ہوتا ہے نہ صبح کاذب مستطیل سے انکا ادا کرنا قبل فرض فجر کے مسنون ہے لیکن اگر اقامت فرض ہوگئی تو پہر فرض ہی پڑہے بعد فرض کے انکو ادا کرلے اور مستحب یہ ہے کہ سنت صبح کو گہر مین پڑہے پہر مسجد مین آکر تحیۃ المسجد ادا کرے اور کچہہ نہ پڑہے مگر فرض پہر ما بین طلوع و صبح فکر و ذکر مین مشغول رہنا محبوب تر ہے ۲ دو رکعت بعد ظہر کے پڑہنا سنت موکدہ ہے اور چار پہلے ظہر کے پڑہے یہ تاکید مین دو رکعت مذکور سے کمتر ہین انکا وقت زوال شمس سے شروع ہوجاتا ہے ۳ چار رکعات

قبل عصر کے ہین انکا وقت وہ ہے کہ سایہ ہر شئے کا برابر اوس شئے کے ہو ۴ دو رکعت
بعد مغرب کے ہین انکا وقت اوس وقت سے ہے کہ زمین ہموار پر سورج آنکھون سے غائب ہو جاے
اگر پہاڑ مین چہپ گیا ہے تو پہر وقت اونکا آمد سیاہی ہے طرف سے مشرق کے ۵ چار رکعت ہین بعد عشا
کے ۶ وتر ہے یا ایک رکعت سے گیارہ رکعت تک ہے ورتیرہ مین تردد ہے اور ایک حدیث مین
سترہ رکعتین آئی ہین یہ رکعات جنکا نام ہمنے وتر رکہا ہے یہ نماز شب ہے جسکو تہجد کہتے
ہین ۷ صلوٰۃ الضحی یہ آٹہہ رکعتین ہین یا چار یا چہہ یا دو یا بارہ بہی صحیح ہے اسکا وقت
مابین ارتفاع آفتاب واستواء شمس کے ہوتا ہے ۸ احیاء مابین العشائین یہ بیس رکعات
ہین **دوسری قسم** جو ہر ہفتہ مین مکرر ہوتی ہے - اسکو غزالی نے احیاء مین
ذکر کیا ہے جیسے چار رکعت دن شنبہ کے یا چار رکعت بعد سنت ظہر کے یا بیس رکعت
شب جمعہ مین یا دو رکعت دن دوشنبہ کے یا بارہ رکعت یا چار رکعت شب دوشنبہ مین
اسکو نماز حاجت کہتے ہین یا دس رکعت دن سہ شنبہ کے پہر پہر دن چڑہے یا بارہ رکعت
دن چہارشنبہ کے یا چہہ رکعت یا دو رکعت بین الظہرین دن پنجشنبہ کے یا دو رکعت
تسبیح الضحی یا چار یا آٹہہ یا بارہ رکعت قبل نماز جمعہ کے یا دس رکعت بعد سنت
عشا کے یا چار رکعت دن شنبہ کے یا بارہ رکعت شب شنبہ مین پہر ان سب نماز و نمین
جو سورتین پڑہی جاتی ہین غزالی نے اونکو نام بنام ذکر کیا ہے لیکن یہ نمازین کسی حدیث
سے ثابت نہین ہین ولہذا زیادہ تفصیل اسجگہ نہین کی گئی احیاء الاحیاء مین کہا ہے
هو مالم يرد فی عينه خبر لكن يرغب فيه من حيث انه مناجاة الله تعالى
انتہی مین کہتا ہون حدیث صحیح مین کثرت نوافل کو موجب اللہ کے تقرب کا فرمایا ہے
اسلئے یہ سب صلوات داخل ہین نیچے اوس کثرت کے بلکہ اگر اس سے بہی زیادہ پڑہے تو
اور بہی زیادہ مرتبہ بڑہے ومن زاد زاد الله فی حسناته لیکن بلا خصوصیات مذکورہ کے
تیسری قسم وہ ہے جو ہر سال مین آتی ہے — وہ چار نمازین ہین ایک نماز عیدین

دوسرے نماز تراویح یہ بیس رکعتین ہین بلکہ تیس چالیس پڑہنا بہی جائز ہے پہر بعض نے کہا کہ جماعت سے پڑہنا راجح ہے اور بعض نے کہا تنہا پڑہنا بہتر ہے حضرت اس نماز کے لئے دو یا تین ہی شب باہر آئے تہے پس بس پہر مسجد سے گہر مین پڑہنا انکا افضل ہے تیسری نماز رجب یہ بارہ رکعتین ہین درمیان عشائین کے اول جمعہ ماہ رجب مین اسکو صلوٰۃ الرغائب کہتے ہین یہ کسی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف سے ثابت نہین ہے بلکہ محققین نے اسکو بدعت کہا ہے مشتبہ سے بچنا دلیل قوت ایمان ہے چوتہی نماز شعبان یہ سو رکعتین ہین شب نصف ماہ مین اسکی بہی کچہہ اصل سنت مطہرہ سے ثابت نہین ہے چوتہی قسم جو متعلق اسباب عارضہ ہے وہ ایک نماز خوف ہے دوسری نماز کسوف تیسری استسقاء چوتہی نماز جنازہ یہ سب مشہور ہین پانچوین تحیۃ المسجد یہ دو رکعتین ثابت ہین سنت موکدہ یہ ساقط نہین ہوتین اگرچہ امام خطبہ جمعہ کا پڑہتا ہو اور ہرچند وقت کراہت مین ہون احیاء الاحیاء مین کہا ہے ولو اشتغل بفرض او قضاء تادی بہ التحیۃ وحصل الفضل اذ المقصود ان لا یخلو ابتداء دخولہ عن العبادۃ الخاصۃ بالمسجد قیاما بحق المسجد ولہذا کرہ دخول المسجد بغیر وضوء فان دخل لعبور او جلوس فلیقل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اربع مرات انتہی چہٹے دو رکعت بعد وضو کے ساتوین دو رکعت وقت آنے کے گہر مین اور نکلنے کے گہر سے خصوصاً وقت ارادہ و مراجعت سفر کے آٹہوین نماز استخارہ نوین نماز حاجت دسوین صلوٰۃ التسبیح یہ چار رکعتین ہین اسمین علماء کا اختلاف ہے یہ نماز کسی طریق صحیح سے ثابت نہین ہے اگرچہ ایک جماعت فقہاء وغیرہم نے اسکو ذکر کیا ہے اسکی حدیث کو محققین ضعیف بلکہ موضوع کہتے ہین احیاء الاحیاء مین کہا ہے اعلم ان تحیۃ المسجد وما اوردناہا قبلہا لا تکرہ فی الاوقات المکروہۃ وما اوردت بعدہا تکرہ انتہی مین کہتا ہون بہتر یہ ہے کہ اوقات مکروہ مین دخل

مسجد نہوتا کہ جمع بین الادلہ حاصل آسکے اور جو نمازین سنت صحیحہ سے ثابت نہین ہین اونکا اپنی طرف سے پڑہنا اور اونکے لئے تعداد رکعات کی اور تخصیص سور کی اور خصوصیت اذکار کی اور شمار تکرار اذکار کا مقرر کرنا کچہہ ضرور نہین ہے سوا نماز پنجگانہ اور اون نمازون کے جو حضرت نے خود پڑہی ہین جیسے تہجد وغیرہ یا جسکے پڑہنے کا حکم دیا ہے جیسے کسوف و استسقا وغیرہ اور جس کیفیت سے اونکو پڑہا ہے اگر اور نماز پڑہنا منظور ہو تو پہر مطلق نیت تطوع سے رات دن یا ہفتہ و مہینا وار یا سال وار جسقدر رکعات پڑہنا ہو پڑہے کوئی مانع شرعی نہین ہے یہ تو مستقل صلوات جو مذکور ہوئے اور اونپر کوئی نشان علم کا نہین ہے یہ نمازین اہل عبادت وسلوک نے واسطے عمارت اوقات کے نکالی تہین لکن پہر اونہین وہ تخصیصات اور آداب مقرر کئے جس سے محققین علماء کو یہ موقع ملا کہ وہ قائل اونکی ابتداع کے ہوئے بنا و علی ہذا اقتصار کرنا صلوات ثابتہ صحیحہ پر احوط و اولی ہے فتمسك بسنة خير من احداث بدعة بلکہ بعض سلف نے فرمایا ہے کہ جس عمل حسن کو حضرت نے نہین کیا ہے وہ داخل غلو فی الدین ہے اللہ تعالی ایسے عمل پر ہرگز اجر نہین دیتا ہے جسکو اوسکے پیغمبر نے نہین کیا ہے یا اوسکا حکم نہین فرمایا ہے حلاوت ایمان وطلاوت احسان وکرامت اسلام اسی مین ہے کہ لا يزيد عليه ولا ينقص منه جسطرح کہ ایک اعرابی نے حضرت سے انہین ارکان خمسہ اسلام کو سنکر یہی مضمون عدم زیادت ونقصان کا عرض کیا تہا اور اوسپر حضرت نے فرمایا تہا کہ یہ شخص بہشتی ہے واللہ اعلم بالصواب

ف مسافر کو جمع کرنا دو نمازونکا سفر مین مسنون ہے حدیث انس مین آیا ہے کان رسول الله صلعم يجمع بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء في السفر اخرجه احمد والبخاری وزاد عن ابن عمر عن ابيه اذا جد به السير ورواه مسلم ايضا یہ جمع احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے لکن مذاہب اہل علم اسمین مختلف ہین شافعی واحمد و اسحق موافق ظاہر حدیث کے ہین جمہور کا قول بہی یہی ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین وائمہ کی اسی طرف گئی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وقت جد سیر کے جائز ہے اسامہ بن زید

اور ابن عمر اور قول مشہور امام مالک کا یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ وقت ارادہ قطع طریق
کے جائز ہے مگر ابن العربی نے کہا کہ نفس سفر قطع طریق ہے چوتھا قول یہ ہے کہ جمع مکروہ
ہے پانچواں قول یہ ہے کہ جمع تاخیر جائز ہے نہ جمع تقدیم ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے
چھٹا قول یہ ہے کہ مطلقًا جائز نہیں ہے بسبب سفر کے بلکہ عرفہ و مزدلفہ میں جائز ہے
یہی مذہب ہے حنفیہ کا ابن مسعود و سعد ابن ابی وقاص بھی اسی طرف گئے ہیں ذکرہ ابن
رشد فی کتاب دلائل الاحکام لکن قول راجح و قوی وہی قول اول ہے جسکی
طرف جمہور گئے ہیں

فصل بیان میں حقیقت و روح نماز کے

یہانتک جو کچھ کہا گیا ہے وہ بیان تہا کالبد و صورت نماز کا اس صورت کیلئے ایک
حقیقت ہے جو نماز کی روح ہے ہر عمل و ہر ذکر جو اندر نماز کے ہوتا ہے اوسکی ایک روح
جداگانہ ہوتی ہے کہ اگر وہ روح نہو تو نماز مثل آدمی مردہ اور قالب بے جان کے ٹہیرتی
ہے اور اگر اصل ہوئی لکن اعمال و آداب پورے نہوئے تو وہ مثل اوس آدمی کے ہوتی
ہے جسکی آنکہہ نکال لی ہے ناک کان کاٹ ڈالے ہیں اور اگر اعمال ہوئے اور حقیقت
و روح نہوئی تو وہ مثل اوس آدمی کے ہے کہ وہ آنکہہ تو رکہتا ہے لکن بینائی نہیں
رکہتا ہے کان رکہتا ہے لکن شنوائی نہیں رکہتا ہے سو اصل روح نماز کی حاضر رکہنا دل کا
ہے ساری نماز میں اول سے آخر تک کیونکہ مقصود نماز سے یہی ہے کہ دل ساتہہ
اللہ کے راست و درست رہے اور اللہ کی یاد کو بسبیل ہیبت و تعظیم کے تازہ و تر
رکہے جسطرح فرمایا ہے واقم الصلوٰۃ لذکری یعنی میری یاد کرنیکے لئے نماز قائم
رکہہ ظاہر امر واسطے وجوب کے ہے اور غفلت ضد ذکر ہوتی ہے ولہذا فرمایا ہے ولا
تکن من الغافلین یہ نہی ہے اور ظاہر نہی تحریم ہوتی ہے اور فرمایا حتی تعلموا ما تقولوا

یہ شان نافل بہی ہے احیاء الاحیاء مین کہا ہے والتحقیق فیہ ان المصلی مناجی ربہ والکلام مع الغفلۃ لیس بمناجاۃ انتہی حضرت نے فرمایا ہے بہت سے لوگ ایسے ہین کہ نصیب اونکا نماز سے سواے رنج و تہکنے کے اور کچہہ نہین ہے یہ اسلئے کہ وہ لوگ کالبدت تو نماز پڑہتے ہین مگر دل سے غافل ہین اور یہ بہی فرمایا ہے کہ کسی کی نماز مین ایک حصہ سے دس تک لکہتے ہین یعنی اوسقدر کہ جتنا دل نماز مین حاضر تہا اور فرمایا ہے کہ تو نماز اس طرح پڑہ کہ گویا کسی کو تو وداع کرتا ہے یعنی اس نماز سے آپکو اور اپنے ہوای نفس کو رخصت کر دے بلکہ جو کچہہ سوا حق کے ہے اوس سب کو رستہ بتالے اسی جگہہ سے عائشہ نے کہا ہے کہ حضرت ہمسے باتین کرتے ہم اونسے باتین کرتے جب وقت نماز کا آتا تو گویا ہرگز نہ وہ ہمکو پہچانتے اور نہ ہم اونکو پہچانتے یعنی بسبب مشغولی کے عظمت خدا تعالی مین حضرت نے فرمایا ہے جس نماز مین دل حاضر نہین ہوتا ہے اللہ اوس نماز کی طرف نہین دیکتا حضرت جب نماز مین کہڑے ہوتے آپکا دل مثل ہانڈی کے جوش مارتا علی مرتضی جب نماز کا ارادہ کرتے کانپنے لگتے رنگ چہرہ کا بدل جاتا اور کہتے اوس امانت کے ادا کرنیکا وقت آیا جسکو ساتون آسمان و زمین پر عرض کیا تہا اور اونکو طاقت اوسکے برداشت کی نہوئی سفیان ثوری نے کہا ہے جو شخص نماز مین خاشع نہوا اوسکی نماز نہ ہوئی حسن بصری نے کہا ہے جس نماز مین دل حاضر نہین ہے وہ نماز عقوبت سے نزدیک تر ہے معاذ بن جبل نے کہا جو کوئی نماز مین عمداً نگاہ کرے کہ داہنے بائین کون کہڑا ہے اوسکی نماز نہین ہوتی ہے **فــ** ابو حنیفہ و شافعی اور بہت سے علماء نے اگرچہ یہ بات کہی ہے کہ نماز درست ہے جبکہ وقت تکبیر اول کے دل حاضر و فارغ ہو لکن یہ فتوی اس ضرورت کی وجہ سے دیا ہے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور اس درستی کے یہ معنی ہین کہ تلوار اوسکی گردن پر سے اوٹہا لیگی مگر زاد آخرت کے لئے

اوسقدر چاہیے کہ دل حاضر ہو بالجملہ وقت نماز پڑہنے کے دل اگر وقت تکبیر کے حاضر ہے تو
امید ہے کہ ایسے شخص کا حال بہ نسبت اوس شخص کے جو بالکل نماز نہین پڑہتا ہے بہتر
ہوگا لکن اس بات کا ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین اوسکا حال بدتر نہ ہو اسلیئے کہ جو کوئی تہاون
کے ساتہہ واسطے خدمت بجالانے کے حاضر ہوتا ہے شاید کہ تشدید اوسپر زیادہ کیجاتی
ہے بہ نسبت اوس شخص کے جو کہ اصلاً حاضر نہین ہوتا ہے اسی وجہ سے حسن بصری نے
یہ بات کہی ہے کہ ایسی نماز عقوبت سے نزدیک تر ہے بلکہ جسکی نماز فحشا و منکر سے نہ روکے
اور باز نرکہے اوسکو نماز سے کچہہ فائدہ نہین ہوتا مگر اسی قدر کہ وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے
فحشا سے مراد ہر بیحیائی کا کام ہے اور منکر سے مراد ہر امر خلاف شرع ہے یہ دونون لفظ
شامل ہین جملہ مہلکات ظاہر و باطن کو اللہ نے فرمایا ہے ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء
والمنکر سو جسکی نماز اس صفت پر نہین ہے اوسکی نماز دراصل نماز ہی نہین ہے وہ
بمنزلہ بے نماز کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ پوری نماز مع جان و تن کے وہ نماز ہوتی
ہے کہ جسمین دل حاضر اور خاطر فارغ ہو اور جو نماز ایسی ہے کہ اوسمین سوائے وقت تکبیر کے دل حاضر نہین
ہوتا ہے کہ اوسمین سوائے ایک تن کے اور کچہہ حصہ روح کا نہین ہے جیسے وہ شخص زندہ کہ اوسمین فقط
ایک سانس باقی ہو وہ کہیئے قال فی احیاء الاحیاء والحاصل ان حضور القلب روح الصلوٰۃ وان
اقل رمق الروح الحضور عند التکبیر انتہی قف دل کے حاضر کرنے کی علاج یہ ہے
کہ غفلت دل کی نماز مین دو سبب سے ہوتی ہے ایک ظاہر ایک باطن سبب ظاہر یہ ہے کہ
ایسی جگہہ نماز پڑہے کہ وہان کچہہ نظر آتا ہے یا سنائی دیتا ہے جسمین دل مشغول ہو جاتا ہے
کیونکہ دل تابع چشم و گوش ہوتا ہے اسکی علاج یہ ہے کہ نماز ایسی جگہہ مین پڑہے کہ خالی
ہو غل غپاڑا نہو تاکہ کوئی آواز سنائی نہ دے اور تاریک جگہہ مین ادا کرے تاکہ آنکہہ کو
کچہہ سجہائی نہ دے یا آنکہہ بند کرلے اکثر عبادت کرنیوالے ایک ذرا سا گہر تنگ و تاریک
واسطے نماز کے بنالیتے تہے کیونکہ جای فراخ مین دل پراگندہ ہوجاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ

وقت نماز کے مصحف اور تلوار اور ہر قماش جو اونکے پاس ہوتا اوسکو جدا کر دیتے تا کہ دل اوسمین مشغول نہو سبب باطن یہ ہے کہ اندیشہ وخطرات پراگندہ جمع ہون یہ سب سے زیادہ سخت تر و دشوار تر ہے اور یہ سبب دو طرح پر ہوتا ہے ایک اوس کام سے کہ کسی وقت دل اوسمین مشغول تھا اسکی تدبیر یہ ہے کہ اوس کام کو پورا کرے اور دل کو اوسکے طرف سے فارغ کرلے تب واسطے نماز کے کھڑا ہو اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے کہ جب طعام شام و نماز عشا حاضر ہو تو پہلے کھانا کھالے اسی طرح اگر کوئی بات کسی شخص سے کہنا ہے تو وہ بات اوسکو کہکے دل خالی کرلے دوسری طرح یہ ہے کہ ایسے کام کی فکر ہے جو ایک ساعت مین تمام نہین ہوتا ہی یا خود اندیشہ ہای پراگندہ جمع ہوتے ہین اور دل پر غالب آجاتے ہین کیونکہ عادت اسی طرح پر ہے تو اسکی علاج یہ ہے کہ دل کو معنی ذکر و قرأت مین لگائے جو قرأت نماز مین کرے کوئی سورت ہو یا آیت اوسکے مطلب و مراد مین غور کرنے لگے اس طرح پر اس خطرہ کو دور کرے اور اس تسکین کا اندیشہ کرے اگر سخت غم نہو اور خواہش اوسکی قوی نہو اور اگر شہوت قوی ہے تو یہ اندیشہ اس طور پر دفع نہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل لے تا کہ مادہ علت باطن کا اندر سے بالکل اوکھڑ جائے یہ مسہل یون ہوتا ہے کہ جس چیز کا اندیشہ دامنگیر دل ہو اوس چیز کو ترک کر دے سو

گذشتم از سر مطلب تمام شد مطلب
حجاب چہرہ مقصود بود مطلبہا

اگر یہ کام نکریگا تو ہرگز اس اندیشہ و خطرہ سے رہائی نہوگی ہمیشہ نماز اوسکی حدیث نفس سے آمیختہ رہیگی اس نمازی کی مثال اوس شخص کی سی ہے کہ وہ نیچے ایک درخت کے بیٹھے اور یہ چاہے کہ مین چڑیون کی چون چون نہ سنون اور ایک لکڑی لیکر اونکو بھگائے تو وہ اوڑ کر پھر اوسی درخت پر آبیٹھین گی پس اگر اس مشغلہ سے رہائی چاہتا ہے تو تدبیر اوسکی یہ ہے کہ اوس درخت ہی کو جڑ سے اوکھیڑ کر پھینکدے جب درخت ہی نہوگا تو چڑیان کس پر آکر بسیرا کرینگی اسیطرح جب تک کہ خواہش کسی کام کی دل پر غالب و مستولی رہتی ہے

تب تک اندیشہای پراگندہ اور خطرات گوناگون بالضرور اوسکے ساتھہ لگے رہتے ہین
حضرت کوایک صحابی نے ایک جامہ علمدار تحفہ مین دیا تہا نماز مین اوسپر نظر پڑی اوس کو
اوتار کر پرانا کپڑا پہن لیا طلحہ رضی اللہ عنہ نخلستان مین نماز پڑہتے تہے ایک چڑیا درختون
مین اوڑتی پہرتی تہی اوسکو رستہ نکلنے کا نہین ملتا تہا انکا دل اوس طرف مشغول ہو گیا
معلوم نہوا کہ کتنی رکعتین نماز کی پڑہی ہین حضرت کے پاس آکر یہ حال ذکر کیا اور اپنے دل کا
شکوہ کیا اور اس قصور کے کفارہ مین باغ صدقہ کر دیا سلف نے اس طرح پر بہت کام
کئے ہین دل کے حاضر کرنے کی اونہون نے یہی علاج رکہی تہی غرضکہ اگر نماز سے پہلے اللہ
کا ذکر دل پر غالب نہو تو نماز مین حاضر نہو کیونکہ جب تک دل اس اندیشہ سے فارغ و آسودہ
و خالی نہوگا تب تک ہرگز نماز ساتھہ حضور دل کی نہوگی سو جو شخص یہ چاہے کہ نماز ساتہہ
حضور دل کے ادا کرے اوسکو یہ چاہیئے کہ نماز سے پہلے علاج دل کی کر لے اور دل کو خالی کرے یہ بات
یون ہوتی ہو کہ دنیا کے شغلون کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور دنیا سے قدر حاجت پر قناعت
کرے اور اس قدر حاجت سے بہی مقصود اوسکا یہی ہو کہ عبادت کے لئے فرصت و فراغت
حاصل آئے پس اگر ایسا نکیگا تو دل نماز مین نہ لگے گا اور نہ قلب حاضر ہوگا مگر بعض
نماز مین قال فی احیاء الاحیاء اوحی اللہ الی موسی یا موسی اذا ذکرتنی فکر عند
ذکری خاشعا مطمئنا واذا قمت بین یدی فقم قیام العبد الذلیل وناجنی
بقلب وجل ولسان صادق یا موسی قل لعصاۃ امتک لا یذکرونی فمن
ذکرنی ذکرتہ فاذا ذکرونی ذکرتہم باللعنۃ ہذا فی عاص غیر غافل فکیف العاصی
الغافل علی ہذا وقال بعض الصحابۃ یحشر الناس یوم القیامۃ علی مثال ہیئاتہم
فی الصلوٰۃ من الطمانینۃ والہدو ومن وجود النعیم بہا واللذۃ وہذا حق فقد
یحشر کل علی ما مات علیہ ویموت علی ما عاش علیہ انتہی پہر کہا ہے کہ الاصل البیع
للخواطر حب الدنیا فمن مال الی شیٔ منہا لا یستعین بہا علی تحصیل الاخرۃ فلا

تصفو له لذة المناجاة في الصلوٰة فالدواء النافع الاعراض عن امور الدنيا ولمرارته استبشعه الطباع فبقيت العلة مزمنة والداء عضالا حتى ان الاكابر عجزوا عن اداء ركعتين لا يحدثون فيهما انفسهم بامور الدنيا فاذن لا مطمع لامثالنا وليت يسلم بعض صلوتنا فتكون ممن خلط عملا صالحا وآخر سيئا انتهى اب چاہیے کہ مسلمان نوافل زیادہ کردے اور دل کو بقدر طاقت حاضر کرے اور یون سمجھے کہ نوافل مین فرضون کے نقصان کا جبر ہوتا ہی ہر نماز جماعت کا اہتمام رکھے سلف مین جس شخص کی تکبیر اول فوت ہو جاتی وہ تین دن تک اپنی تعزیت کرتا تھا اگر جماعت فوت ہوتی تو سات دن تک تعزیت کرتا سعید بن مسیب نے بیس برس تک اذان مسجد ہی کے اندر سنی بہت سے علماء نے کہا ہے کہ جو شخص بلا عذر تنہا نماز پڑھتا ہے اوسکی نماز درست نہین ہوتی اسیواسطے جماعت کو ایک امر مہم شمار کرو آداب امامت و اقتدا کو نگاہ رکھے **فصل** نماز کی حقیقت و روح کو اس طرح پیدا کرتے ہین کہ سب سے پہلے نماز کی اذان سنتا ہے جب بانگ نماز کان مین آئے جس کام مین ہو اوسکو چھوڑ کر دل طرف اوسکے لگائے سلف کا دستور یہی تھا لوہار اذان سنکر دہین اپنا ہاتھہ کام سے روک لیتا کفش گر اوسی دم اپنا اوزار تھام لیتا ذرا جنبش نکرتا سو اس ندا سے قیامت کی ندا کو یاد کرے جو کوئی سنتے ہی اس ندا کے شتابی کریگا اوسکو وقت ندای قیامت کے سوای بشارت کے اور کچھہ رنج نہ پہنچیگا پھر اگر اس ندا سے اپنے دل کو آلودہ شادی و رغبت پائے تو جان لے کہ وہان کی پکار پر بھی یہی حال ہوگا طہارت جامہ و بدن کو یون سمجھے کہ ایک غلاف ہے روح اس طہارت کی یہ ہے کہ دل پاک صاف ہو یعنی توبہ و ندامت و دوری اخلاق ناپسندیدہ سے کیونکہ دل نظارہ گاہ خالق ہے اور جگہ حقیقت نماز کی دل ہے رہا تن سو جگہہ صورت نماز کی ہے ستر چھپانے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھہ چشم خلق مین اوسکے ظاہر حال سے زشت نظر آتا ہے اوسکو اوس نے چھپایا اب آپ جو کچھہ باطن حال سے نظر مین حقتعالی کے زشت ہے اوسکو چھپانا چاہیے کیونکہ اللہ سے کوئی چیز

مخفی نہین رہ سکتی ہے سو باطن اسطرح پر پاک ہوتا ہے کہ حال گذشتہ پر پشیمان ہو اور پکا عزم کرے کہ پھر ایسا کام آیندہ نکرونگا اور حال مین اوس کام سے دست بردار ہو جائے حضرت نے فرمایا ہے توبہ کرنے والا گناہ سے مانند بے گناہ کے ہو جاتا ہے اگر یہ نہو سکے تو ایک پردہ خجالت و بیم و شرم کا بناکر اون عیبون کے منہہ پر ڈالدے اور شکستہ و خستہ و شرمسار ہو کر سامنے خدا کے کہڑا ہو جسطرح پر کہ کوئی غلام گریختہ گنہگار ساتھہ دل پر تشویش کے سامنے اپنے آقای نامدار کے سر نیچے کیے ہوئے آتا ہے اور اپنی فضیحتون سے سخت خجل و شرمسار ہوتا ہے استقبال قبلہ کا ظاہر تو یہی ہے کہ ہر طرف سے منہہ پہیر کر ایک طرف کر لیتا ہے لیکن بہید اسکا یہ ہے کہ روئی دل کو دونون عالم سے پہیر کر حقتعالی مین مشغول ہو تاکہ ایک صفت اور ایک حالت ہو جائے جسطرح کہ قبلہ ظاہر ایک ہے اسی طرح قبلہ دل بہی ایک ہے وہ قبلہ ذات حقتعالی ہے جب دل مین طرح طرح کے افکار و خطرات ہونگے تو فقط ظاہر مین وہ سب جانب سے روگردان ہوگا نہ باطن مین سو جسطرح پر کہ وہ صورت نماز کی نہوئی اسیطرح حقیقت نماز کی نہوئی حضرت نے فرمایا ہے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک رواہ الشیخان عن عمر رضی اللہ عنہ پس جو شخص نماز مین کہڑا ہوا اور اوسکے بہی اور روئی دل اور خود دل تینون ساتھہ حقتعالی کے ہوئی وہ نماز سے یون پہرتا ہے جیسے کہ آج اوسکی مان نے اوسکو جنا ہو یعنی سارے گناہون سے پاک ہو جاتا ہے غرضکہ جسطرح روئی ظاہر کو قبلہ کی طرف سے پہیر لینے مین صورت نماز کی باطل ہو جاتی ہے اسی طرح جب روئی دل طرف سے حق کے پہر جاتا ہے اور اندیشے اوسپر ہجوم لاتے ہین اور خطرات ہر طرف سے اوسکو گہیر لیتے ہین اور وسوسے لگاتار آتے رہتے ہین تو حقیقت اور روح نماز کی باطل ہو جاتی ہے اسلیے کہ ظاہر خلاف باطن کے ہو اور سارا کام جو اسنے کیا ہو وہ نرا غلاف تہا غلاف کی چندان قدر و منزلت نہین ہوتی ہے قیام کا ظاہر یہ ہے کہ جسم سے سامنے حق تعالی کے کہڑا ہو اور بندہ وار سر در پیش افگندہ ہو اور سر و حقیقت

یہ ہے کہ دل ساری حرکات سے رک جائے اور ملازم خدمت کا بطریق تعظیم و انکسار کے ہو
اسوقت اپنا کھڑا ہونا قیامت مین سامنے واحد قہار کے یاد کرے اور جانے کہ وہان سارے
اسرار آشکار ہو جاوینگے سو اوسی طرح اسوقت بھی وہ اسرار خداوند کردگار پر آشکار ہین
جو کچھ کہ اسکے دل مین ہے اور ہوگا وہ سب اوسکو معلوم ہے وہ اسکو دیکھ رہا ہے اور
باطن و ظاہر پر اسکے آگاہ ہے تعجب تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صالح اسکو نماز پڑھتے
دیکھتا ہے تو یہ اپنے سارے اعضا کو ادب و تہذیب پر لگاتا ہے اور بہت سا سکون
و وقار ظاہر کرتا ہے اسلئے کہ اوسکے نظارہ کو جانکر اوس سے شرماتا ہے اور نماز مین
شتابی و التفات نہین کرتا لکن باوجود اسکے کہ حق تعالی اسکو دیکھ رہا ہے یہ اللہ سے
شرم نہین کرتا ہے بلکہ ہر وادی مین سرگردان پھرتا ہے صدہا خطرات و افکار اپنے
دل مین لاتا ہے اونکو بزور ایمان و قوت احسان زیر نہین کرتا اس سے بڑھکر اور کیا
جہل ہوگا کہ ایک بندہ بیچارہ سے جسکے ہاتھ مین کچھ بھی نہین ہے شرماتا ہے اور
اوسکے دیکھنے سے با ادب بنتا ہے اور اللہ کے دیکھنے کی کچھ پروا نہین کرتا اور ملک الموت
کی نظر سے نہین ڈرتا اسکو آسان جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک گروہ صحابہ کا نماز
مین اس طرح ساکن ہوتا تھا کہ چڑیان اونسے نہ بھاگتین بلکہ اونکو ایک جماد جانتین
سو جس دل مین اللہ کی عظمت و جلالت و ہیبت آرام پکڑتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ میرا
رب حاضر ناظر ہے اوسکے سارے اطراف و جوانب فروتنی خاکساری کرنے لگتے ہین
ایک شخص کو دیکھا کہ نماز مین ڈاڑھی پر ہاتھ لگاتا تھا کہا اگر اسکا دل خاشع ہوتا تو ہاتھ
بھی دل کی صفت پر ہو جاتا ظاہر رکوع و سجود بھی تواضع تن ہے لکن مقصود اصلی اوس سے
خاکساری دل کی ہے چہرہ سے چیز کا جو کہ عزیز ترین اعضا ہے خاک پر رکھنا ایسی خواری ہے
کہ اوس سے بڑھکر کچھ نہین یہ اسلئے ہے تاکہ یہ بات جان لے کہ اصل اوسکی یہی مٹی
ہے اور وہ پھر اسی مٹی مین جا ملے گا منہا خلقناکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ

اتری بہار تا تکبر کس بات پر کرے بلکہ اپنی ناکسی و بیچارگی کو خوب طرح پہچان لے اسیطرح
ہر کام مین ایک بھید و حقیقت ہے کہ جب اوس سے غفلت ہوتی ہے تو نماز سے سواے
صورت کے اور کچھہ نصیب نہین ہوتا فقط نماز مین جو قراءت و اذکار ہین ہر کلمہ
کے لیے ایک حقیقت ہے جسکا معلوم کرنا ضرور ہے کہنے والا اوسکا ایسا ہونا چاہیے
جو کہ اوسکے کہنے مین صادق ہو مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ اللہ اس سے بڑا ہے کہ
کوئی اوسکو اپنی عقل و معرفت سے شناخت کر سکے اگر یہ معنی اسکو معلوم نہین ہین
تو جاہل ہے اور اگر معلوم ہین لکن اوسکے دلمین کوئی اور چیز اللہ سے زیادہ بڑی اور
بزرگ ہے تو پھر وہ اس کہنے مین سچا نہین ہے اوس سے یہ بات کہی جائیگی کہ یہ کلمہ
تو حق ہے لکن تو کاذب ہے اسی طرح جب کسی شئے کا اللہ سے زیادہ مطیع ہوگا تو وہ چیز
نزدیک اوسکے اللہ سے بزرگ تر ٹھیریگی اور وہی شئے گویا اوسکی اللہ و معبود ہوئی
افرایت من اتخذ الٰهه هواه جب وجهت وجهي کہا تو یہ معنی ہولے کہ مینے اپنا
روی دل ساری جہان سے پھیر کر طرف اللہ کے کر لیا اب اگر دل اوسکا اسوقت کسی
اور چیز کی طرف نگران ہوگا تو یہ کہنا اوسکا دروغ ٹھیریگا اور جبکہ پہلی ہی بات مناجات
مین حقتعالیٰ کے دروغ ٹھیری تو خطر اوسکا معلوم ہے جب حنیفا مسلما کہا
تو گویا دعوی مسلمانی کا کیا اور حضرت نے فرمایا ہے مسلمان وہ ہے کہ اوسکے ہاتھہ و
زبان سے سارے مسلمان سلامت رہین تو اب چاہیے کہ یہ نمازی اس صفت پر ہو
یا ارادہ و عزم اس صفت کا کرے کہ مجکو اس طرح پر ہونا چاہیے جب الحمد للہ کہے
اللہ کی نعمتون کو اپنے دل پر تازہ کرے اور سارے دل سے شکر گزار بنجائے اسلیے
کہ یہ کلمہ شکر کا ہے اور شکر دل سے ہوا کرتا ہے جب ایاک نعبد کہے حقیقت اخلاص کی
دل پر تر و تازہ ہو جاے لیے سارے علاقے شرک جلی و خفی کے ٹوٹ جائین کسی کو سوا
اللہ کے لائق عبادت کے نہ جانے جب ایاک نستعین کہے تو ساری خلق سے نا امید ہو جاے

اور اللہ ہی کو اپنا معین و ناصر دلی سمجھے جب اھدنا الصراط المستقیم کہے تو دل صفت تضرع و زاری پر ہو کیونکہ ہدایت کا سوال کرتا ہے پھر اس سوال مین یہ خیال کرے کہ مین اپنے معبود قادر سے وہ چیز مانگتا ہون جو کہ اوسنے اپنے بڑے عالی رتبے مقبول بندون کو دی تھی جو انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہین مجکو اس سوال کی قدر و منزلت کرنا چاہئے اور تمام عزم و ہمت سے مانگنا لازم ہے پھر جبکہ یہ خواستگار رحمت کا ٹہیرا اور اللہ کے دوستون کا اسنے ذکر کیا تو اب اللہ کے دشمنون سے اسکو بیزاری ظاہر کرنا بھی ضرور ہوا کہ تمام اخلاص یہی ہے اسلئے مغضوب علیہم و ضالین سے الگ ہوا پھر اس سوال کی اجابت لفظ آمین سے چاہئے اسی طرح ہر کلمہ تسبیح تہلیل و قراءت مین خیال کرے اور جسطرح کہ ان الفاظ کو جانتا ہے اوسی طرح دل کو متصف معانی ان الفاظ سے کرے اسکی شرح بہت لمبی چوڑی ہے اگر حقیقت نماز سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے تو اس طرح نماز کیا کرے ورنہ بیہودہ ایک صورت بے معنی پر قانع ٹھہریگا ؎

کس کام کا وہ دل ہے جس مین لیس تو نہو		کس کام کا وہ گل ہے جس گل مین بو نہووے	

قال تعالیٰ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اسکے بعد ایمان کے اوس نماز پر مدح کی جو مقرون بخشوع ہے پھر فرمایا اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس احیاء الاحیاء مین کہا ہے قال اللامام ما عندی ان ھذہ حرکۃ اللسان مع غفلۃ القلب ینتھی درجتہا الی ھذا الحد وکان بعضھم من شدۃ غضہ البصر واطراقہ یظن بعض الناس انہ اعمی وبعضھم لم یشعر بسقوط اسطوانۃ المسجد وقیل ان الصلوۃ من الآخرۃ فاذا دخلت فی الصلوۃ خرجت من الدنیا وقیل لبعضھم ھل تذکر فی الصلوۃ شیئا فقال وھل شیء احب الی من الصلوۃ فاذکرہ فیھا وکان بعضھم یخفف الصلوۃ خیفۃ الوسواس وقال بعضھم ان احد لیسجد السجدۃ وعندہ انہ یتقرب بھا الی اللہ تعالیٰ ولو قسمت ذنوبہ فی سجدۃ

علی اهل مدینة هلکوا قیل وکیف ذلک قال یکون ساجدا عند الله وقلبه
مصغر الی هوی ومشاهد لباطل انتهی

فصل بیان مین ترکیب نماز کی بتقریر دیگر بطور مختصر

صورت ظاہری نماز پنجگانہ کی وہی ہے جسکے ارکان وآداب واحکام واذکار پہلی فصلون مین گذر چکے ہین رہی حقیقت نماز کی سو اوسکا بیان بہی مختصر تقریر مین پہلے ہو چکا ہے اس جگہہ پر ترکیب نماز کی ایک سہل طریق پر لکہی جاتی ہے جو کہ جامع ہے درمیان صورت و معنی وظاہر وباطن کے سب سے پہلے اہتمام اسی بنیاد اسلام کا درکار ہے کیونکہ یہ عبادت ہر رات دن مین پانچ بار کرنا پڑتی ہے بخلاف روزہ وزکوۃ کے کہ وہ سال مین ایکبار فرض ہین اور بخلاف حج کے کہ وہ تمام عمر مین ایک بار واجب ہے پس پس ولہذا یہ نماز ساری عبادتون مین اعظم الشان اوضح البرہان انفع فی النفس اشہر فی الناس ہے شارع نے بیان مین فضل وتعیین اوقات وشروط وارکان وآداب ورخص ونوافل نماز کے اعتنا عظیم فرمایا ہے کہ اوس طرحکا اعتنا سائر انواع طاعات مین نہین کیا اسکو اعظم شعائر دین ٹہیرایا ہے یہانتک کہ یہ عبادت یہود ونصاری ومجوس وبقایای ملت اسمعیلیہ مین بہی مسلم تہی اگرچہ اوسکی تفاصیل واحکام مین تحریف وتبدیل کی دست درازی ہوئی ہے مگر شرع اسلام نے آکر اصلاح اوسکی فرمادی اور ملت اسلامیہ کو اونکے ملتون سے نہایت درجہ کا تمیز بخشا اور دربارۂ ادائے نماز تاکید بلیغ فرمائی یہانتک کہ یون ارشاد کیا کہ تم حکم دو اپنی اولاد کو نماز پڑہنے کا جبکہ وہ سات برس کے ہون اور مارو اونکو ترک نماز پر جبکہ وہ دس برس کے ہون اور جدا کرو اونکو بسترون مین یہ اسلیے ہے کہ بلوغ بچے کا دو طرح ہوتا ہے ایک حصول صلاحیت ہے سقم وصحت نفسانی مین اسدم اوس کو عقل آنے لگتی ہے سو امارت ظہور عقل کی سال ہفتم عمر ہوتی ہے سات برس کا بچہ ضرور

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ظاہر میں نقل کرنے لگتا ہے اور امارت اس علوم کے اتمام کی سال دہم عمر ہے دس برس کا بچہ رقت سلامت مزاج کے اتنی عقل رکھتا ہے کہ اپنے نفع ونقصان کو سمجھ لے اور تجارت وغیرہ کرنے لگے دوسرا ادنیٰ بلوغ کا حصول صلاحیت ہے جماع وعقود و معاملات میں ترک کرنے پر ان امور کے اس حد پر پہنچکر وہ ان رجال میں داخل ہوجاتا ہے کہ جو مشقت محنت اوٹھاتے ہیں اور سیاسات مدنیہ وملیہ میں استبداد اونکے خیال کا کیا جاتا ہے اور اونکو بزور راہ راست پر لاتے ہیں اور تمام عقل وتمام جثہ پر اعتماد کیا جاتا ہے اسکا وقت عمر پانزدہ سالہ ہے یا اسکی علامت احتلام وانبات عانہ ہے سو نماز کے لئے دو اعتبار ہیں اس اعتبار سے کہ نماز ایک وسیلہ ہے درمیان بندہ اور مولیٰ کے اور اسفل سافلین میں گرنے سے بچاتی ہے حکم اوسکا وقت بلوغ اول سے کیا اور اس اعتبار سے کہ وہ منجملہ شعائر اسلام کے ہے اور اوسپر پکڑ دھکڑ کیجاتی ہے اور زبردستی پڑھوائی جاتی ہے خواہ جی چاہے یا نچاہے حکم اوسکا حکم سائر امور کا ہے سو عمر دہ سالہ ایک برزخ ہے درمیان ان دو حد کے اور جامع ہے ان دونوں جہتوں کو اس وجہ سے اوسکو ان دونوں طرح کے اعتبار سے ایک حصہ دیا گیا ہے بہرحال اصل نماز کی تین چیزیں ہیں ایک خضوع کرنا واسطے اللہ کے دل سے دوسرے ذکر کرنا اللہ کا زبان سے تیسرے نہایت تعظیم کرنا اللہ کی بدن سے اور امت کا اسپر اجماع ہے کہ یہ ہر سہ امر منجملہ نماز کے ہیں اگرچہ حدود ماسوا میں انکے مختلف ہیں حضرت نے غیرہ میں ان ہر سہ امر کی رخصت دی ہے مگر انمیں رخصت نہیں دی بالجملہ وہ نماز جو حضرت سے بتواتر روایت وتوارث امت ماثور ہے وہ یہ ہے ۔

ترکیب نماز مطابق حجۃ اللہ البالغہ

تطہیر وستر عورت کے بعد کھڑے ہو کر رو بقبلہ ہو اور دل سے اللہ کی طرف توجہ کرے

اور خالص اللہ کے لئے عمل بجالائے زبان سے اللہ اکبر کہے ہمراہ فاتحہ کے دو رکعت اول مین سورت ملائے نہ رکعت سوم وچہارم مین پھر کمر جھکا کر رکوع کرے اور پھر ہاتھ انگشت سے زانو پکڑ کر مطمئن ہو پھر سر اوٹھا کر کمر سیدھی کر کے کھڑا ہو پھر سجدہ کرے ہفت اعضا پر یعنی ہر دو دست و ہر دو پای و ہر دو زانو اور وجہ پھر سر اوٹھا کر برابر ہو کر بیٹھے پھر دوسرا سجدہ کرے یہ ایک رکعت ہوئی پھر ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور تشہد پڑہے اگر آخر نماز ہو تو حضرت صلعم پر درود بھیجے اور جو دعا چاہے وہ کرے پھر ملائکہ و مسلمین پر سلام بھیجے فہذہ صلوۃ النبی صلعم لم یثبت انہ ترک شیئا من ذلک قط عمدا من غیر عذر فی فریضۃ وصلوۃ الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من ائمۃ المسلمین وھی التی تواترت انھا مسمی الصلوۃ وھی من ضروریات الملۃ انتھی اسکے بعد حکمت افعال نماز و اذکار نماز کا بیان کیا ہے عوام کو اوسکی طرف حاجت نہین ہے جسقدر جاننا اون حکمتون اور بھیدون کا ضرور ہے اوسکا بیان ہو چکا اور کچھ آئیگا اس اجمال کی تفصیل مطابق سفر السعادۃ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے تکبیر سے پہلے نیت زبان یا لفظ سے مروی نہین ہے اللہ اکبر کے ساتھ ہی دونون ہاتھ اوٹھاتے اور کبھی برابر گوش کے اور کبھی برابر دوش کے پھر داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر برابر سینہ کے رکھتے صحیح ابن خزیمہ مین اسیطرح پر آیا ہے پھر دعای استفتاح پڑہتے یہ دعا کئی وجہ صحیح پر مروی ہے اسجگہ پر اصل کتاب مین سات صیغے لکھے ہین پھر اعوذ پڑہتے پھر فاتحہ اور بسم اللہ کو کبھی آواز سے اور کبھی آہستہ کہتے قراءت آپکی مرتب و مرتل ہوتی ہر آیت کے آخر پر وقف کرتے اور کلمہ آخر کو کھینچتے آخر فاتحہ پر آمین کہتے نماز جہری مین جہر سے نماز سری مین سر سے اور سارے صحابہ ہمراہ آپکے آمین پکارتے اور نماز مین دو سکتون کی رعایت فرماتے ایک سکتہ درمیان تکبیر و قراءت فاتحہ کے کرتے اور دوسرا سکتہ درمیان فراغ کے فاتحہ سے اور قراءت سورہ کے

اور کبھی درمیان قرارت و رکوع کے اس حساب سے تین سکتہ ہوتے ہین سکتۂ سوم غایت
لطف و قلت مین ہوتا تہا نماز صبح مین بعد فاتحہ کے سورۂ مطول بقدر شصت آیت تا
صد آیت کے پڑہتے کبہی سورۂ قاف کبہی سورۂ روم اور کبہی اتنی تخفیف کرتے کہ قرارت
اذا زلزلت پر اقتصار فرماتے اور کبہی معوذتین پر جبکہ سفر مین ہوتے اور کبہی اذا الشمس
کورت پر اور جمعہ کے دن نماز فجر مین سورۂ الم تنزیل السجدہ رکعت اول مین اور ہل اتی
رکعت دوم مین پڑہتے وجہ تخصیص ان دو سورت کی ساتہہ جمعہ کی یہ ہے کہ انمین
ذکر مبدء و معاد و دخول جنت و نار کا ہے اور یہ معانی دن جمعہ کے ہوئی تہی اور قیامت
بہی دن جمعہ کے ہوگی اسلئے لوگون کو اسدن یہ سور سناتے جسطرح کہ محافل کلان و
مجامع بزرگ مین سورۂ ق و اقتربت اور مثل اونکے پڑہتے ظہر کی نماز مین تطویل
کرتے یہانتک کہ بعد اقامت کے کوئی شخص قیا تک جو دو کروہ ہے جاتا اور پہر آتا
اور ہنوز رکوع رکعت اول کا نہ کیا ہوتا اور کبہی بقدر الم سجدہ کی رکعت اول مین پڑہتے
اور کبہی سبح اسم ربک الاعلی یا سورۂ بروج یا واللیل یا انشقاق یا والسماء والطارق
اور مانند اسکے اور عصر کی نماز نصف مقدار ظہر پر درازی مین ہوتی کبہی اس سے
بہی کم نماز مغرب مین کبہی تطویل کرتے سورۂ اعراف دو رکعت مین پڑہتے ہر رکعت
مین نصف نصف سورت کبہی والصافات و سورۂ حم دخان کبہی سبح اسم ربک الاعلی
کبہی والتین کبہی معوذتین کبہی مرسلات کبہی قصار مفصل ان سور کا پڑہنا روایات
صحیحہ سے ثابت ہے اور سنت یہ ہے کہ ایک طرز پر تخفیف و تطویل مین مواظبت
نکرے بلکہ کبہی تطویل کبہی تخفیف موافق حال اور وقت کے عمل مین لاوے نماز عشا
مین معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے سورۂ والشمس و سبح اسم ربک الاعلی اور واللیل مقرر
فرمادی تہی اور قرارت سورۂ بقرہ و نحو ہا سے منع کیا تہا اور بعض احادیث مین آیا ہے
کہ اذا السماء انفطرت و انشقاق و بروج و طارق کو مقرر کر دیا تہا نماز جمعہ مین سورۂ جمعہ

ومنافقین ہر ایک رکعت مین پڑہتے اور کبھی واسطے تخفیف کے سبح اسم وغاشیہ پڑہتے مگر آخر سورۂ جمعہ کا رکعت اول مین اور آخر منافقین کا پڑہنا رکعت دوم مین مخالفت سنت ہے نماز عیدین مین سورۂ ق واقتربت اور کبھی سبح اسم وغاشیہ پڑہتے آخر وقت تک اسی پر مواظبت رکہی اسی لئے خلفاء راشدین بہی اسی راہ پر چلے صدیق رضی اللہ عنہ نماز صبح مین سورۂ بقرہ پڑہتے تہے عمر صبح مین کبھی سورۂ یوسف ونحل پڑہتے اور کبھی سورۂ ہود وبنی اسرائیل اگر نماز کا لنبا کرنا منسوخ ہوتا تو خلفاء راشدین ایسا کام نکرتے سنن نسائی مین ابن عمر سے آیا ہے کہ کان صلعم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات معلوم ہوا کہ صافات کا پڑہنا داخل ہے تخفیف مین باقی نمازون مین تعیین کسی سورت کی نہ فرماتے مگر اسی جمعہ وعیدین مین ابن عمر نے کہا ہے مفصل مین کوئی ایسی سورت نہین ہے جسکو مین نے حضرت سے سنا نہو طویل ہو یا قصیر کہ وہ اوسکو نماز فرض مین پڑہتے اور غالبا ہر سورت پوری پڑہتے بر سبیل ندرت کبھی کوئی سورت واسطے بیان جواز کے ناتمام پڑہی ہو گی اور اگر بعض سورت پر اقتصار کرتے تو اوّل سورت پر کرتے آخر سورت یا وسط سورت کا پڑہنا مروی نہین ہے اور ہمیشہ پہلی رکعت دوسری رکعت سے دراز تر ہوتی سب سے زیادہ لمبی نماز صبح کی ہوتی تہی اسلئے کہ اللہ پاک کا نزول ثلث آخر شب مین تا انقضای نماز صبح ہوا کرتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ طلوع فجر تک ہوتا ہے دونون طرح مروی ہے

ف جب قرات سے فارغ ہوتے ذرا ٹہیر کر تکبیر کہتے اور دونون ہاتہ اوٹہا کر رکوع مین جاتے اور دونون کف دست سے زانو کو مضبوط پکڑ لیتے اور کہنیونکو پہلو سے الگ رکہتے اور پشت کو سیدہا کر لیتے اور سر کو برابر پشت کے رکہتے نہ اونچا نہ نیچا اور تین بار سبحان ربی العظیم کہتے اور کبھی اس ذکر سے سبحانک اللہم ملا لیتے درازی رکوع کی غالبا اتنی ہوتی کہ کوئی دس بار سبحان ربی العظیم کہے سجود بہی اسی قدر ہوتا اور وہ جو صحیحین مین براء سے آیا ہے کہ آپکا قیام ورکوع واعتدال وسجدہ وجلسہ مابین سجدتین

قریب یکدیگر کے تمام معمول ہے قیام طویل پر اور جب قیام خفیف ہوتا تو سب ارکان خفیف
ہوتے یہ تاویل متعین ہے اسلئے کہ کبھی نماز شام مین سورۂ اعراف پڑہتے اگر اسی قدر سجود رکوع
اعتدال وجلسہ ہوتا تو نماز نیمہ شب تک تمام ہوتی ہان کبھی رکوع وسجود وغیرہ بمقدار قیام فرماتے
جیسے نماز خسوف کسوف مین یا نماز تہجد مین ورنہ غالب حال اعتدال تہا کبھی رکوع مین سبوح
قدوس الخ کہتے یہ نماز تہجد مین ہوتا تہا جب سر رکوع سے اوٹہاتے دونون ہاتہہ اوٹہاکر
سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ان تین جگہ مونہین ہاتہہ اوٹہانا ثابت ہوا ہے اور کثرت
رُوات سے یہ بات تواتر کو پہونچی ہے چار سو خبر واثر اس باب مین ثابت ہوئی ہین اور اسکو
عشرۂ مبشرہ نے روایت کیا ہے اسی کیفیت پر لا یزال رہے یہانتک کہ اس جہان سے
رحلت فرمائی اسکے سوا اور کچھہ ثابت نہین ہوا ہے رکوع سے سر اوٹہاکر سیدہے کہڑے
ہوتے اسی طرح بین السجدتین سیدہے بیٹہتے اور فرماتے جس نماز مین اندر رکوع وسجدہ کے
پشت راست نہین کیجاتی ہے وہ نماز کافی نہین ہوتی پہر ربنا لک الحمد کہتے اس رکن
کو بقدر رکوع کے دراز کرتے کبھی اس رکن مین دعای ملاء السموات والارض تا آخر
پڑہتے اور کبھی بار بار لربی الحمد لربی الحمد کہا کرتے اور کبھی اتنی دیر کرتے کہ جماعت کو یہ
گمان ہوتا کہ بہول گئے اسی طرح کبھی سجدہ مین تطویل کرتے کہ لوگون کو گمان نسیان ہوتا
سجدہ مین جاتے وقت ہاتہہ نہ اوٹہاتے البتہ تکبیر رفع وخفض مین کہتے اور زانو ہاتہون سے
پہلے زمین پر رکہتے پہر ہاتہہ پہر ماتہا پہر ناک ترتیب بدن پر رکہتے ہان مالک واوزاعی اور
ایک گروہ اہل حدیث ہاتہون کا رکہنا پہلے زانو سے درست بتاتے ہین لیکن جمہور کا قول
وہی ہے کہ پہلے زانو پہر ہاتہہ رکہے اور حضرتؐ نے کبھی کور عمامہ پر سجدہ نہین کیا بلکہ پیشانی
کو خاک پر رکہا ہے اور کبھی گل وآب پر اور کبھی سجادہ وچٹائی پر اور کبھی پوست مدبوغ پر
پہر سجدہ مین ماتہا ناک زمین پر رکہتے اور ہاتہون کو پہلو سے جدا کرکے برابر دوش کے
زمین پر رکہتے اور فرماتے سجدہ مین کفین کو رکہو اور کہنیون کو اونچا کرو اور انگلیون کو

رکوع مین کشادہ رکہتے اور سجدہ مین فراہم کرلیتے اور سبحان ربی العظیم وغیرہ کہتے اور تاکید
فرماتے کہ سجدہ مین خوب دعا کرو کہ ساجد کی دعا قبول ہوتی ہے اور دعا دو طرح پر ہے ایک ثنا
و تمجید دوسرے طلب و سوال یہ دعای سجدہ دونون قسم کو شامل ہے اور اجابت بہی دو طرح پر
ہے ایک یہ کہ مسئول سائل کا دیا جائے دوسرے یہ کہ مقابل مین دعا کے ثواب ملے اجیب
دعوة الداع اذا دعان کی تفسیر دونون وجہ اجابت پر کی ہے یہی صحیح بہی ہے انتہی
حاصلہ اور حضرت سے سجدات نماز پنجگانہ مین دونون طرح کی دعا ماثور ہے ف رکعات
نماز شب مین برخلاف رکعات روز کے زیادہ تطویل کرتے یہانتک کہ ایک رکعت مین
سورۂ بقرہ و آل عمران و نساء پڑہتے لیکن گنتی رکعتونکی گیارہ سے زیادہ نہوتی اسی جگہہ
علما نے قیام و سجود مین اختلاف کیا ہے کسی نے کہا قیام افضل ہے کسی نے کہا سجود
افضل ہے بعض نے کہا شب مین طول قیام افضل ہے اور دن مین کثرت رکوع و سجود اور
بعض نے کہا یہ دونون رکن فضل مین برابر ہین قیام ہین قرآن پڑہا جاتا ہے اور سجدہ مین
تذلل و خشوع ہوتا ہے اسلئے ذکر قیام افضل ہے ذکر سجود سے اور ہیئت سجود افضل ہے قیام
سے بہر حال جب سجدۂ اول سے سر اوٹہاتے بقدر سجدہ درمیان دونون سجود کے بیٹہتے
پہر رب اغفرلی الخ کہتے کبہی اتنی دیر لگاتے کہ گمان نسیان کا ہوتا جب دوسرے سجدہ سے
اوٹہنا چاہتے تو جلسۂ استراحت کرتے اسکو بعض نے سنت سمجہا ہے اور بعض نے حمل
حاجت پر کیا ہے جسکو حاجت نہین ہے اوسکے حق مین سنت بہی نہین ہے پہر اوٹہکر بے توقف
قرأت شروع کردیتے اور جو سکتہ رکعت اول مین کرتے وہ باقی رکعات مین نہ کرتے
اور دوسری تیسری چوتہی رکعت مانند رکعت اولی کے بجالاتے مگر چار چیز مین سکتہ
و دعای استفتاح و تکبیر احرام و تطویل کہ یہ مختص ہین ساتہہ رکعت اول کے جب تشہد
مین بیٹہتے پای چپ کو بچہاتے اوسپر نشست کرتے پای راست کو کہڑا رکہتے اور داہنا
ہاتہہ داہنی ران پر رکہہ کے عقد پنجاہ و سہ باندہتے اور انگشت مسبحہ کو کلمہ تشہد پر اوٹہاتے

اور حرکت نہ دیتے اور تشہد اول کو سبک کرتے جب تیسری رکعت کو اوٹھتے دونوں ہاتھ اوٹھا کر
تکبیر کہتے اور پڑہنا شروع کرتے اور رکعت دوم سوم مین غالبًا قرارت فاتحہ پر
اقتصار کرتے اور احیانًا کوئی سورت مختصر بر سبیل ندرت پڑہ لیتے اور تشہد اخیر مین
پای چپ کو نیچے پای راست کے رکہتے اور مقعد کو زمین پر جماتے یہ کیفیت جلسۂ اولی
مین ہرگز نہ تہی اس کیفیت مین علما کا اختلاف ہے چارون امام نے اس مسئلہ مین چار
قول اختیار کئے ہین اور ہر ایک قول کے ساتہہ ایک گروہ صحابہ و تابعین و علما کا موافق ہے ظاہر
ترین سیاق بیان مین صفت نماز نبوی کی حدیث ابی حمید ساعدی ہے جسکو مسلم و ابن حبان
نے روایت کیا ہے اس حدیث مین آیا ہے وجلس علی شقه الایسر متورکا اور نماز
صبح مین کبہی قنوت پڑہتے اور کبہی ترک کرتے اور بسم اللہ کبہی جہر سے کہتے اور کبہی خفیہ
کہتے اور ظہر و عصر مین اسرار قرارت فرماتے کبہی بعض آیات کو آواز بلند سے پڑہ دیتے
کہ مقتدی سنتے مگر نماز مین التفات نکرتے اور التفات کو جلسۂ شیطان فرماتے اور
بعد ہر دو رکعت کے التحیات پڑہتے اور سات محل مین دعا کرتے ایک بعد تکبیر احرام کے
دوسرے قبل رکوع کے اور بعد فراغ کے قرارت وتر مین تیسرے بعد اعتدال کے رکوع
سے چوتہے اندر رکوع کے پانچوین سجدہ مین غالب دعا سجود ہی مین ہوتی چہٹے
بین السجدتین ساتوین بعد تشہد کے سلام سے پہلے یہ دعا جو ائمۂ مساجد بعد سلام کے کرتے
ہین عادت اسکی نہ تہی اس باب مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ہے بلکہ ساری ادعیہ
نماز کے اندر نماز کے تہے بعض ائمۂ علم نے کہا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو تو ذکر و تہلیل و
تسبیح و تحمید کرنا مشروع ہے بلا خلاف اور حضرت پر درود بہیجنا مستحب ہے بعد درود کے حضرت
عزت سے طلب حاجات کی کرے ف بعد تشہد کے السلام علیکم ورحمة اللہ و
برکاته کہتے اور طرف جانب راست کے التفات کرتے چنانچہ رخسارۂ مبارک
نظر آتا اسی طرح جانب چپ کو سلام دیتے عمل دائمی اسی طور پر تہا پندرہ صحابی نے

اسکو روایت کیا ہے اسانید صحیحہ سے رہا سامنے سلام کرنا یا ایک سلام کرنا سو ضعیف السند ہے جو دعا نماز مین کرتے مجموع اونکا بلفظ افراد ہوتا جیسے رب اغفرلی وغیرہ انتہے حاصلہ الغرض جو مسلمان مشتاق نماز مقبول کا ہوا وسکو چاہئے کہ اِس کیفیت و ترکیب کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرے جو اذکار اس نماز مین آئے ہین کچھہ اوپر گزر چکے اور باقی سفر السعادۃ و حصن حصین مین لکھے ہین اور کتب حدیث مین بہی مذکور ہین جیسے ترغیب و ترہیب منذری

فصل بیان مین حقیقت نماز کے

یہانتک جو کچھہ لکہا گیا تہا صورت ظاہری نماز کی تہی رہی حقیقت نماز کی سو کتاب ضوء الشمس مین لکہی ہے اور شرح اوسکی کتاب احیاء العلوم سے دریافت ہوسکتی ہے مختصر تقریر اس حقیقت کی رسالہ حقیقۃ الصلوٰۃ سے جو کسی عالم دیندار کا ہے اسجگہ بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے تاکہ نمازی حقیقت نماز پر آگاہ ہو کر رعایت اون اسرار کی اپنی نماز مین ہمیشہ پیش نہاد خاطر رکہے اگر ایسا کریگا تو دو رکعت نماز اوسکی صد ہا رکعات سے اور لوگون سے بہتر و مقبول تر ہوگی صاحب رسالہ مذکور نے لکہا ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اوسکی صفت پہچانے اور اوسکے حکم کو معلوم کرے اور مرضی و نامرضی اوسکی تحقیق کرے کہ بغیر اسکے بندگی نہین ہوتی ہے اور جو بندگی بجا نہ لائے وہ بندہ نہین ہے سو بڑی بندگی رب کی نماز ہے کہ بدون اوسکے کوئی بندگی قبول نہین ہوتی ہے کیونکہ سر سب بندگیون کا اور بچنے کا برے کامون سے یہی ہے اور اس نماز سے کوئی غافل نہین ہے نہ درخت نہ عمارت نہ پرند نہ حیوان نہ حشرات زمین نہ پہاڑ نہ ستارہ نہ آسمان نہ زمین نہ ارواح نہ فرشتے جیسے کہ نماز درخت و عمارت کی قیام ہے اور پرند و حیوانات کے رکوع اور تمام حشرات کے سجود اور زمین و پہاڑ کے قعود اور ستارون اور آسمانون کی حرکت اور ارواح و فرشتون کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت و تلاوت قرآن اور

ذکر و دعا اور اس انسان کو کہ خاص سرکاری جیلیہ ہے ساری خوبیان تھوڑی مدت مین ہمت فرمائی ہین اور خلیفہ کرکے سب کو اوسپر حکم دیا جسنے فرمانبرداری کی اور حکم بجالایا اوسکا منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا اور جسنے نافرمانی کی اور اوسپر قائم نہ رہا وہ بے منصب ہوا اور اولٹے پاؤن دوزخ مین گرا سو جو کوئی نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے اوسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے زکوۃ اور حج و روزہ و جہاد کا اس طرح کہ خرچ پانی اور کپڑے کا جو خدا کی بندگی کے لئے کیا ہے بجای زکوۃ کے ہے اور رخ کرنا طرف کعبہ کے حج ہے اور تکبیر تحریمہ بجای احرام کے اور روبقبلہ ہونا بجای طواف کے اور کھڑا ہونا بجای وقوف عرفات کے اور رکوع وسجود اور رکعات مانند دوڑنے کے درمیان صفا و مروہ کے اور بند کرنا کھانے پینے کا بجای روزہ کے ہے اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت مین ڈالنا نفس کا اوسکی سستیونکی اوقات مین بجای جہاد ہے لکن نماز مین حضوری دل کی شرط ہے کہ بے اسکے نماز پوری نہین ہوتی بلکہ کبھی آدھی کبھی تہائی کبھی چوتہائی یا پانچوان حصہ یا چھٹا یا ساتوان یا آٹھوان یا نوان یا دسوان حصہ لکھا جاتا ہے یہ اسلئے ہے کہ ہر رکن نماز مین اتنا ٹھیرے کہ کوئی لحظہ حضوری میسر ہو اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن کا خیال کرے اور آپکو سامنے اپنے رب کے جانے اور اوسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جو کنسی سورت پڑھے اوسکے مضمون کا خیال کرے اگر مقام عتاب و غصے کا ہے تو خوف کرے اللہ سے پناہ مانگے اور اگر مقام رحمت و عنایت کا ہے تو اوسکو طلب کرے اسکے سوا اور بھی باتین ہین جو واسطے خواص کے ہین نہ واسطے عوام کے اور حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہین ہوتی اور تاثیر دل کی بے دانست معانی الفاظ کے حاصل نہین ہوتی ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر معنی الفاظ کے جانے تو سب برے کامون سے جنسے ایمان کا نقصان ہے بچے اور جان لے کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اوسی پر قائم رہے ہر طالب ایمان کو چاہئے کہ حقیقت نماز کی اس طور پر جانے کہ حضرت حق

مجکو تمام خلق مین بہتر پیدا کر کے بڑی تاکید سے پانچ بار دربار مین حاضر ہونیکا اذن مطلق دیا ہے
اور محتاج کسی اور کے اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا نقیب کا نہین کیا اور غیر حاضری
پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے سو ایسی نعمت عظمی سے محروم رہنا اور عذاب سخت سر پر
لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے اِس طرح عظمت نماز کی سمجھکر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ
بادشاہ حقیقی کے ہین بجالائے پہلی طہارت و پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور حاجت
نہانے کی ہو تو نہالئے جیسے کوئی بادشاہی دربار مین جانا چاہتا ہے تو پہلے حمام کرتا ہے
پھر کپڑے پہنکر جاتا ہے پھر منہہ طرف کعبہ کے کر کے کھڑا ہو بھید اسمین یہ ہے کہ کعبہ ناف زمین
ہے تمام زمین اوسی سے پھیلائی گئی ہے اور پیدایش جسم آدمی کی خاک سے ہے سو جیسے
جسم ظاہر کو طرف اوسکی اصل کے متوجہ کرتا ہے اسی طرح باطن یعنے روح کو بھی طرف
اوسکی اصل یعنے حقتعالی کے جو اوسکا خالق ہے متوجہ کرے اور ہمیشہ اوقات پنجگانہ
نماز کو بےشبہ وقت دربار اور حضور کا جانلے اور اپنی حاجات عرض کرے مثلاً جسوقت
کوئی بندہ قصد مناجات و عرض حاجات کا دلمین مقرر کر کے حاضر دربار خاص ہوا کر
نہایت تعظیم و درستی عقیدہ و نیت خالص سے روبرو اوس بادشاہ عالیجاہ کے کھڑا ہو کر
اور رخ عرض و التفات کا ہر طرف سے پھیر کر اللہ اکبر کہے یعنی اللہ بہت بڑا ہے تو اوسیوقت
وہ بادشاہ عالیجاہ اپنے بندے کے قصد و ارادے پر مطلع ہو کر عنایت خاصہ فرماتا ہے
اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا تکبیر مین مراد اوس سے دست بردار ہونا ہے دونون جہان
سے نیت و تکبیر فرض ہے پھر دعای استفتاح ہے کہ اوسمین تعظیم و توحید ہے یہ دعا سنت ہے
پھر جسقدر الفاظ تعظیم و توحید کے بندہ کی زبان سے صادر ہوتے ہین عنایت شاہی اوس
بندہ کے حال پر دوچند ہوتی ہے اوسی وقت نزول رحمت الہی کا کہ حضور ہی بادشاہ کی میسر ہے
دل اپنا حاضر کر کے حاجات اپنی عرض کرے لکن پہلی عرض کہ مضمون ہے دفع شیطان
کا کہ وہ بڑا حارج اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہو کر دلمین لائے اور زبان سے آعوذ پڑھکر

بسم اللہ کے یہ شروع ہوا عرضداشت کا عرضداشت یہ ہے الحمد للہ تا ولا الضالین
یہ عرضداشت اللہ پاک نے اپنے بندون کی زبان سے زبانی کہ جس وقت جی چاہے اس طرح
کہا کرین اسکے بعد آمین ہے یعنی ہماری عرض قبول کر اور یہ مسنون ہے نہ جزو قرآن یا دعا
پھر نماز مین فاتحہ کے ساتھ ایک اور سورہ ملا لے یہ واجب ہے اور مطلق قرآن بقدر تین
آیت کے فرض ہے اور پڑھنا اعوذ بسم اللہ کا سنت ہے سورۂ اخلاص مین اللہ کی توحید
وصمدیت و بیچونی وبڑائی کا ذکر ہے اسی لئے ثلث قرآن ٹھیری ہے احد ایک کو کہتے
ہین جسکا کوئی شریک نہو صمد یعنی بے نیاز وہ ہے جو کسی کا محتاج نہو سب اوسی کے
محتاج ہون اوسنے نہ کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اوسکے جوڑ کا کوئی نہین اس
سورت مین رد ہے شرک اور وحدت وجود اور بدعت عقیدہ کا غرضکہ اس عرضداشت
کے مضمون کو اسطرح سمجھے جیسے مفلس سے مفلس تونگر سے تونگر بادشاہ کے سامنے
ہاتھہ باندہکر کہڑا ہوکر اپنی عاجزی ومفلسی اور اوسکی بزرگی وبڑائی بیان کرتا ہے اور
پھر امیدوار ہوکر کچھہ مانگتا ہے اور جب وہ مفلس عنایت بے نہایت اوس بادشاہ
کی معلوم کرتا ہے تو بڑی تعظیم سے آرزوی پابوسی کرکے جہکتا ہے اور کہتا ہے سبحان
ربی العظیم رکوع دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بسبب حضوری کے عظمت مین
پیٹہہ میری جہک گئی اس تعظیم کے بعد کہڑا ہوکر سمع اللہ لمن حمدہ کا کہتا ہے اور
اس رکن کی دعا وثنا کرتا ہے یہ کہڑا ہونا پیچہے رکوع کے دلیل ہے اسپر کہ مین عاجزی
پر مستقیم ہوا اور یہ کہڑا ہونا واجب ہے قول صحیح پر اور یہ دعا پڑہنا سنت ہے آ
وقت پابوسی کا آیا سجدہ کرے اور کہے سبحان ربی الاعلی رکوع وسجود مین بقدر
ایک تسبیح کے پڑہنا فرض اور تین بار کہنا سنت ہے لیکن مضمون اس مدح وثنا کا بقدر
اپنے حوصلہ کے سمجہنا بہت ضرورت ہے کہ بعد تعظیم کے پہر کہڑا ہونا اور مدح وثنا کا عرض کرنا
اور پہر استیصال کہ زمین پر سر رکہنا سبب اسکا کیا ہے سوا رکوع جو مقام بڑی تعظیم کا ہے

اِس بندہ کو معلوم ہوا کہ تجھپر بڑی عنایت صاحب کی ہے جو ایسے مقام معزز مین تو بدون اجازت
کسی چوبدار نقیب کے داخل ہوا اسی لئے بہت سی تعریف کرتا ہے اور اس نعمت عظمی
کا شکر بجالا کر ما تھا اپنا مٹی پر رگڑتا ہے اور بار بار کہتا ہے سبحان ربی الاعلی
یہ سجدہ مقام نہایت قرب و ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت
کے بعضے مضمون جو نہین کہنے پایا اسلئے حکم ہوا کہ دم بھر ٹھیر کر دوسری بار عرض کر
یہ مضمون ہے جلسہ کا اور جلسہ مین ان الفاظ کا کہنا نہایت خوب ہے اور سنت ہے وہ
الفاظ حدیث صحیح مین یون آئے ہین اللھم اغفر لی الخ پھر اللہ اکبر کہکے زمین پر سر
رکھے اور سبحان ربی الاعلی کہے یہ کلمہ دلیل ہے اللہ کے علو و استواء پر جسوقت
رکوع یا سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہے تو اس اللہ اکبر کے مضمون کو اوسیطرح سمجھے کہ جیسے
پہلی تکبیر مین سمجھا تھا جسوقت یہ بندہ عرضداشت اور تعظیم اور عرض حاجات و تسبیح
موافق اپنے حوصلہ کے کر چکا تو قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اگرچہ بیٹھنا ایسے بادشاہ
عالیجاہ کے روبرو ترک ادب ہے لیکن یہ بیٹھنا سامنے اپنے مالک کے اسلئے ہے کہ
مثلاً مالک جسوقت پاؤن اپنا دراز کرے اور یہ بندہ کہ اسپر خدمت پاچپی کی لازم ہے
بجالائے یا یہ کہ منتظر حکم کا ہے لیکن اس مقام کو بھی خالی عبادت سے نہین رکھا جیسے
درود و تحیت و سلام اور پڑھنا تشہد کا مقرر ہوا ہے پڑھنا التحیات کا قعدۂ اولی
مین سنت اور دوسرے مین واجب ہے قعدۂ آخر کو اس طرح سمجھے کہ یہ وقت دربار
کے رخصت کا ہے السلام علیکم کر کے باہر آجائے سو التحیات اوس دربار
کا سلام ہے پھر نبی صلعم پر سلام ہے پھر اپنے اور سب بندون کے لئے ہے پھر تشہد
ہے یعنی گواہی توحید و رسالت کی دینا یہ گواہی اس بات کی ہے کہ اللہ کو ایک جانتے
اوسکی بندگی مین کسی کو شریک نکرے حضرت کو اوسکا بندہ و رسول پہچانے اور جانے
کہ ایسے مضمون زبان پر لانے اور دل مین یقین کرنیسے مسلمان ہوا ہے اور نماز

فرض ہوئی اور اسی مضمون پر ختم ہوئی اور معلوم کرلے کہ جس مضمون پر مدار کسی کام کا ہوتا ہے
تو تکرار اوسی مضمون کی اول اور آخر آیا کرتی ہے اسی لئے بعد تکبیر تحریمہ کے وجہت وجہی الخ
پڑہتے ہین کہ اوسمین اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون ہے اور اندر نماز کے بہی یہ مضمون
بہت ہے جیسے لا الہ غیرک و ایاک نعبد و ایاک نستعین اور جسوقت
دربار سے رخصت ہو تو یہی عہد وپیمان کرکے اوٹھے کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ
واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اسکے بعد درود معمول پڑہے پہر اللھم صل علی
محمد وازواجہ وذریاتہ کما صلیت علی ابراھیم اللھم بارک علی محمد
وازواجہ وذریاتہ کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید کہے پہر یہ
دعا مانگے اللھم انی ظلمت نفسی الخ پہر یہ دعا کرے اللھم انی اعوذبک من
عذاب القبر واعوذبک من عذاب جھنم واعوذبک من شر المسیح
الدجال واعوذبک من فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذبک من الماثم
والمغرم یہ دعائین پڑہنا بہتر ہے اسلئے کہ وقت قبولیت دعا کا ہے اور درود پڑہنا
واجب ہے بدلیل صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور اوٹھنا یعنی دربار سے باہر آنا
اسی کلام پر مقرر ہوا ہے کہ وہ بہی خالی عبادت سے نہین ہے اسطرح کہ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ اسکا مضمون اسطرحپر سمجہے کہ جسوقت پہلا سلام ہوا وسوقت مقتدی
جو پیچہے امام کے اور برابر اوسکے ہے امام دہنی طرف والی مقتدی وفرشتون کے نیت
کرے اسیطرح بائین طرف کے سلام مین امام بائین مقتدی اور فرشتون کے نیت کرے
اور جو مقتدی کہ امام کے دہنے تھے سلام مین مقتدی وفرشتون کے جواوس سے دہنی
طرف ہین نیت کرے اور بائین سلام مین امام ومقتدی وفرشتون کے جواوسکے بائین
طرف ہین نیت کرے اسیطرح جو مقتدی کہ امام کے بائین ہے اور جو مقتدی کہ دہنی
کنارے صف کے ہے دہنے سلام مین فرشتون کی نیت اور بائین سلام مین امام

ومقتدی و فرشتون کی اور منفتدی بائین طرف کے کنارے والون کے وعلی ہذا القیاس
اور منفرد وقت سلام کے ملائکہ کرام کاتبین کی جو اوسکے داہنے و بائین ہین نیت کرے یہ
سب خوبیان جماعت کی ہین کہ آپس مین سلام و رحمت بھیجتے ہین اور سوا نماز کے بہی سلام
و رحمت کے تحفہ سے باز نہین کہ مسلمان کا پیشہ یہی ہے اسکے بعد یہ دعا پڑہنا سنت ہے
اللهم انت السلام الخ اسکے سوا اور بہی بہت دعائین ہین جو کنسی چاہے پڑہے لکن
معنی ہر دعا کے معلوم کر لے یعنی اپنی حاجت پر مطلع ہونا اور یہ مضمون دل مین لانا کہ
جو مانگتا ہون مقرر ملیگا نہایت ضرور ہے وتر مین دعای قنوت پڑہے اللهم انا نستعينك
الخ یہ قنوت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے دوسرا قنوت وہ ہے جو امام حسنؑ کو حضرتؐ نے سکہایا تہا
وہ اصح صحیح ہے اوسی کو پڑہے یا ان دونون کو جمع کرکے وہ یہ ہے اللهم اهدنی فیمن
هدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت
وقنی شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك انه لا یذل من والیت ولا
یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرك ونتوب الیك وصلی الله علی
النبی ترمذی نے کہا ہے کہ بہترین احادیث جو قنوت مین مروی ہین یہ حدیث ہے امام احمد نے
کہا ہے قنوت وتر مین ہرگز ثابت نہین ہے جو کچہ ثابت ہے وہ نماز صبح مین ہے ان تمام
الفاظ قنوت اول و ثانی کو جدا جدا سمجہے کہ ایک ایک لفظ اوسکا سارے علائق غیر خدا کو قطع
کرتا ہے اور طرف رب کے پہیرتا ہے یعنی اوس سے مدد چاہتا اور بخشش مانگنا اور ایمان
لانا اور اوسی پر بہروسا کرنا اور خوب تعریف کرنا اور شکر کرنا اور ناشکر نہونا اور گناہگار سے
جو گناہ کرتا ہو نفرت کرنا اور خاص اوسی کی بندگی کرنا اور نماز پڑہنا اور اوسی کو سجدہ کرنا اور
اوسی طرف قدم رکہنا اور حکم بجالانا اور اوسکی رحمت کا امیدوار رہنا اور اوسکے عذاب سے
ڈرنا اور جسنے اوسکی نافرمانی کی اوسپر عذاب ہے اور اللہ ہی سے سوال ہدایت و عافیت
و ولایت و حفظ شر و طلب عزت کا ہمراہ برکت و ثنا و استغفار و توبہ کے کرنا جسوقت کوئی

مسلمان اسطرح سمجھکر کیفیت نماز کی حاصل کرے تو بعد نماز کے اس کیفیت کو بھی ہاتھہ سے
نہ دے اور بندگی سے اپنے رب کے باہر نجاوے کہ باہر ہونا بندگی سے کام بندے کا نہین
ہے بندہ وہی ہے کہ اپنے سبکو اپنے پاس ہی جانے یہ نہین کہ نماز مین مالک یوم الدین
ایاک نعبد و ایاک نستعین کہے اور بعد نماز کے اوسکی مالکیت و بندگی مین اور
کو بھی شریک کرے اور ہر کام مین نام اورون کا مدد کے ساتھہ پکارے یا دل مین غیر کا
خیال لاوے اور جسطرح نماز مین اپنے رب کے سامنے سیدہی راہ طلب کرے یعنی اہدنا
الصراط المستقیم کہے تو پہر اوسی راہ کی تحقیق ہی کرے اور غافل نرہے جس قدر
انسان بسبب غفلت و شرک و بدعت اور اوس چیز کے کہ منع اوسکا طرف شرک و بدعت
کے ہو رغبت کرتا ہے راہ سیدہی اور طریق محمدی سے دور پڑتا ہے یعنی سنی نہین بنتا
اگرچہ علم بہی رکہتا ہو اوس علم کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی واسطے بڑہانے اور تیز کرنے
نظر کے دوربین رکہتا ہے سو جسکی بینائی نہو اوسکو دوربین کیا کام آتی ہے تمام کا
حاصل فرمان بردار رہنا اپنے رب کا ہے نہ کہ ہر چیز کی تحقیق مین رہنا اور مقصود اصلی
کو نہ سمجہنا یہ سب خرابیان عقیدے کی سستی سے ہوا کرتی ہین درستی عقیدہ کے لئے
مضمون آیۃ الکرسی کا کسی عالم دیندار خداشناس یزدان پرست سے سنا چاہیے کہ یہ آیت
واسطے درستی عقیدہ کے نازل ہوئی ہے کہ جو اکثر لوگون کے دل مین بعضے مضمون
بے ایمانی کی جگہہ پکڑ گئے تھے اونکے جواب اللہ تعالی نے اس آیت مین آپ فرمائے
اور اس آیت کی تعریف حضرت نے تمام قرآن سے بڑہکر فرمائی ہے اسلئے حاصل اسمین بہ
کم و بیشی الفاظ کی کی گئی ہے

فصل

جب بندہ اپنے مالک کے فرضون سے ادا ہو چکا تو اوسوقت مین وہ بقدر فرصت کچہہ

وظیفہ بھی پڑھ لیا کرے کہ واسطے کشائش امر دین و دنیا کے بہت مفید ہے سوا اسمین
پانچون وقت کے وظائف مین سے ایک ایک دو دو وظیفے لکھے جاتے ہین اگر زیادہ
نہو سکے تو انہین کلمات کو پڑھے ہرگز غفلت نکرے کہ تھوڑی سی فرصت مین بہت
سا ذخیرہ عاقبت کا جمع ہو جائیگا یہ وظیفے بعد نماز پنجگانہ کے مقرر ہین انکے پڑھنے سے
ثواب آخرت کا اور فائدہ دنیا کا حاصل ہوتا ہے انمین بعض وظیفے حدیث سے اور بعض
قرآن پاک سے ثابت ہین ہر انسان کو لازم ہے کہ اس ثواب سے محروم نرہے ف
حدیث الحارث تمیمی مین فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد نماز فجر و مغرب کے سات بار اللھم
اجرنی من النار کہیگا اور اوسدن مین یا رات مین جایگا تو اوسکے لئے آگ دوزخ
سے پناہ لکھی جائیگی رواہ ابو داؤد و ابن حبان اِسی طرح جو کوئی بعد نماز صبح و مغرب کے
دس بار قبل پاؤن بدلنے کے یہ کہیگا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک
ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر تو اوسکے لئے دس نیکیان لکھی جائینگی
اور دس برائیان اوسکی دور ہونگی اور دس درجے اوسکے بڑہینگے اور اوس دن وہ
شیطان سے بچاؤ مین رہیگا رواہ الترمذی عن ابی ذر و احمد والنسائی و ابن
حبان عن ابی ایوب مجمع الزوائد مین کہا ہے رجالہ ثقات انتھی ام سلمہ کہتی ہین حضرت
بعد نماز فجر کے کہتے تھے اللھم انی اسألک رزقا طیبا و علما نافعا و عملا
متقبلا رواہ الطبرانی وقال فی مجمع الزوائد و رجالہ ثقات احمد و ابن ماجہ و ابن السنی
مین بھی اسیطرح کہا ہے کہ اس دعا کو بعد صبح کے پڑھتے تھے ۵

اے خالق ہر بلند و پستی	شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراخ دستی	ایمان و امان و تندرستی

ثوبان نے کہا ہے حضرت جب نماز پڑھ چکتے تین بار استغفر اللہ کہتے حدیث ابو ہریرہ
مین رفعاً آیا ہے کہ جو کوئی پیچھے ہر نماز کے ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ

اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہے گا تو اوسکے گناہ بخشدئے جاوینگے گو برابر کف دریا کے ہون اخرجہ
مسلم ترمذی مین لا الہ الا اللہ کا دس بار کہنا اور اللہ اکبر کا ۳۴ بار ابن عباس
سے رفعاً آیا ہے اور فرمایا ہے کہ اونکا کہنے والا سابق کو پالیگا اور اوسپر کوئی سبقت
نکریگا عقبہ بن عامر کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے مجکو حکم دیا کہ مین بعد ہر نماز کے معوذتین
پڑہا کرون رواہ اہل السنن وابن حبان والحاکم ابو امامہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ جو
کوئی بعد ہر نماز کے آیۃ الکرسی پڑہیگا اوسکو کوئی چیز دخول جنت سے سوا موت کے نروکے
گی رواہ النسائی وابن حبان براء بن عازب کہتے ہین حضرت بعد نماز کے کہتے
رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک رواہ مسلم معاذ سے فرمایا تہا مین تجکو
وصیت کرتا ہون کہ تو بعد کسی نماز کے اس دعا کا کہنا نہ چھوڑ اللہم اعنی علی ذکرک
وشکرک وحسن عبادتک اخرجہ ابو داؤد اللہم اکفنی بحلالک عن
حرامک واغننی بفضلک عمن سواک اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی
لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد حدیث صحیح مین
آیا ہے کہ پڑہنا سورۂ تبارک الذی کا ہر شب عذاب قبر سے مانع ہوتا ہے اسکو بعد نماز عشا
کے دو رکعت نفل مین پڑہتے ہین حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے مین چاہتا ہون
کہ یہ سورت ہر مومن کے دلمین ہو رواہ الحاکم **ف** سورۂ اذا زلزلت کو
ربع بلکہ نصف قرآن اور کافرون کو ربع قرآن اور اذا جاء نصر اللہ کو ربع قرآن اور
سورۂ اخلاص کو ثلث قرآن فرمایا ہے ایک شخص کو سنا کہ قل ہو اللہ احد پڑہتا ہے
کہا اسکے لئے جنت واجب ہوگئی رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ معوذتین کے
حق مین فرمایا ہے کہ اقرء بہما کلما نمت وقمت یعنی سوتے وقت اور جاگتے
وقت انکو پڑہا کر اسکو ابن ابی شیبہ نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے ابن عمر کہتے
ہین حضرت یہ دعا کیا کرتے تہے اللہم انی اعوذ بک من زوال نعمتک وتحول

عافیتک وفجاءۃ نقمتک وجمیع سخطک رواہ مسلم حصین والد عمران کو
فرمایا تھا یہ دعا کیا کر اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی رواہ الترمذی
عائشہ کہتی ہین حضرتؐ یون دعا کرتے تھے اللھم اجعل اوسع رزقک علی عند کبر
سنی وانقطاع عمری رواہ الحاکم والطبرانی حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ یون کہا کرو
اللھم انا نعوذ بک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ
الاعداء رواہ البخاری حدیث بسر بن ارطاۃ مین آیا ہے کہ یون دعا کرتے تھے
اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ
رواہ ابن حبان دوسری روایت مین فرمایا ہے کہ جو اس دعا کو پڑہے گا وہ مرنے سے پہلے
کسی مصیبت مین نہ پہنسے گا رواہ الطبرانی یعنی اوسکو کوئی بلا مرنے تک نہ پہنچے گی
وللہ الحمد انس کہتے ہین اکثر دعا حضرتؐ کی یہ تہی ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ
حسنۃ وقنا عذاب النار اخرجہ الشیخان مسلم نے کہا ہے انس اسکو ہر دعا کے ساتھ
پڑہا کرتے تھے یہ دعا جامع ہے جملہ خیرات دارین وحسنات کونین کو سوال عافیت کی احادیث
صحیحہ مین بہت تاکید آئی ہے اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا
والآخرۃ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا فرمایا العبد یقین کے کوئی چیز عافیت سے
بڑہ کر نہین دیگئی ہے حدیث معاذ مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے ایک شخص کو سنا وہ کہتا تھا
یا ذا الجلال والاکرام فرمایا قد استجیب لک فسل رواہ الترمذی وحسنہ
یعنی تیرا کہنا قبول ہوا اب تو جو مانگتا ہو مانگ وہ تجکو ملیگا حدیث ابوامامہ مین فرمایا ہے جو کوئی
تین بار یا ارحم الراحمین کہتا ہے فرشتہ موکل کہتا ہے ان ارحم الراحمین قد اقبل
علیک فسل رواہ الحاکم حدیث انس مین مرفوعًا آیا ہے کہ جو کوئی اللہ سے سوال جنت کا
کرتا ہے جنت کہتی ہے اللھم ادخلہ الجنۃ رواہ الترمذی وابن حبان وصححہ
اللھم انی اسئلک الجنۃ واعوذ بک من النار حدیث سعد بن ابی وقاص مین فرمایا ہی

کہ جو مسلمان کسی شئے مین یہ دعا کرتا ہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
اللہ اوسکی دعا قبول فرماتا ہے رواہ الترمذی والحاکم واحمد قرآن مین فرمایا ہے
فنجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین یہ دعا واسطے رفع بلا کے تریاق مجرب ہے
اسکو دوسری حدیث مین اسم اعظم فرمایا ہے حدیث ابوہریرہ مین ہے کہ جو کوئی اسمار حسنی
یعنی تو دو نام کو یاد کرلیتا ہے وہ جنت مین جائیگا رواہ البخاری وغیرہ **ف** حدیث
عثمان مین رفعاً آیا ہے کہ جو کوئی ہر صبح وشام تین بار بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ
شئ فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم کہے گا تو ہر ضرر اوس سے دور
رہیگا ابوہریرہ کی حدیث مین کہنا اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کا
تین بار صبح وشام آیا ہے رواہ الطبرانی وحسنہ الترمذی اسکے کہنے والے کو
کوئی ڈنک کسی کیڑے کا اوس رات دن مین نہ پہنچیگا ابوداؤد مین عبداللہ بن خبیب سے
رفعاً آیا ہے کہ پڑہنا قل ہو اللہ ومعوذتین کا تین بار کفایت کرتا ہے ہر شئی سے یعنی صبح وشام
حدیث سلام خادم حضرت مین رفعاً آیا ہے جسنے کہا صبح وشام رضیتا باللہ ربا وبالاسلام
دینا وبمحمد صلعم نبیا ورسولا حق ہے اللہ پر کہ اوسکو راضی کردے رواہ اہل السنن
والطبرانی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تہا تو میری وصیت نہین سنتی صبح وشام یون کہا
یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین
رواہ النسائی والحاکم وصححہ حدیث اوس بن اوس مین بابت سید الاستغفار کے فرمایا ہے
کہ اگر شام کو کہا اور مرگیا جنت مین گیا اور اگر دن کو کہا اور مرگیا جنت مین گیا رواہ البخاری
ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس نعمت عظمی کی قدر کرے اور ہر صبح وشام ایکبار تو ضرور ہی حضور
دل سے اسکو پڑہ لیا کرے وہ یہ ہے اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا
عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر
ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب

الا انت حدیث ابو الدردا مین فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح وشام سات بار یون کہے گا
حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم اللہ اوسکے
ہر رنج واندوہ دنیا وآخرت کو کفایت کریگا اس کہنے مین خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا اخرجہ ابو
داؤد وابن السنی اور اگر کسی قرض یا رنج وفکر مین مبتلا ہو تو یہ دعا صبح وشام اندر نماز کے
مانگے یا باہر نماز کے اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن واعوذبک من العجز
والکسل واعوذبک من الجبن والبخل واعوذبک من غلبۃ الدین وقھر
الرجال رواہ ابوداؤد من حدیث ابی سعید الخدری حدیث ابو سعید خدری
مین فرمایا ہے جسنے کہا وقت جانیکے بستر پر تین بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا
ھو الحی القیوم واتوب الیہ بخشے گئے گناہ اوسکے اگرچہ برابر کف دریا کے یا شمار برگ درخت
یا عدد ریگ بیابان یا عدد ایام سال کے کیون نہون رواہ الترمذی وقال حسن غریب
اسمین بڑی فضیلت ہے مغفرت ذنوب کی سو اللہ کا فضل واسع اور اوسکی عطا بیحساب
ہے حدیث انس مین فرمایا ہے جب تو بستر پر لیٹے فاتحہ وقل ھو اللہ پڑھ تو ہر شے سے امن
مین رہیگا مگر موت سے رواہ البزار الحاصل دعوات ماثورہ بہت ہین سب کا اسجگہ لکھنا
خصوصًا مطولات کا مشکل ہے اگر انہین چند ادعیہ مختصرہ وکلمات موجزہ پر سو ظنیت
کیجائے تو بھی غنیمت ہے اسمین کوتاہی کرنا خیر کثیر سے محروم رہنا ہے حقیقۃ الصلوۃ
مین کہا ہے بعد نماز صبح کے سو بار لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھے عذاب
آخرت سے نجات اور دنیا مین کشایش رزق کی ہوگی اور بعد ظہر کے پانچ سو بار حسبنا
اللہ ونعم الوکیل کہے فرصت نہو تو ۷۵ بار ضرور پڑھ لے حدیث مین آیا ہی لا الہ
الا اللہ افضل الذکر ہے پھر کہا ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار عمر بھر مین اسکو پڑھیگا
وہ بلاشک جنتی ہوگا اور اگر والدین وقرابت کے لئے اتنی بار پڑھے گا تو وہ بھی بخشے
جائینگے اور بعد نماز عشا کے سو بار درود پڑھے پھر اللہ تعالی توفیق عبادت کی اگر زیادہ دے

تو زیادہ پڑہے لکن تا ہر مسلمان کو پڑہنا ضرور چاہیے اور اوسکے ثواب سے کہ بہت بڑا اجر ہے محروم نرہے انتہے

باب دوم بیان مین روزہ کے

اس باب مین کئی فصلین ہین

فصل بیان مین وجوب و فضل صوم کے

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم الى قوله فمن شهد منكم الشهر فليصمه ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر اور حديث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے قال الله عز وجل كل عمل ابن آدم له الا الصوم فانه لي وانا اجزي به والصيام جنة من النار والصيام جنة من النار فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل اني صائم والذي نفس محمد بيده لخلوف فم الصائم عند الله اطيب من ريح المسك للصائم فرحتان يفرحهما اذا افطر فرح بفطره واذا لقي ربه فرح بصومه رواه البخاري واللفظ له ومسلم وفي رواية لمسلم كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة عشر امثالها الى سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به يدع شهوته وطعامه من اجلي الحديث یعنی ہر عمل آدمی کا آدمی کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے مین ہی اوسکا بدلا دونگا روزہ سپر ہے آگ دوزخ سے تم مین جب کسی کا روزہ ہو تو وہ بیشرمی کا کام نکرے اور شور و غوغا مچائے کوئی اوسکو گالی دے برا کہے یا لڑے تو کہدے کہ میرا روزہ ہے واللہ بو روزہ دار کے دہن کی نزدیک اللہ کے بوی مشک سے بہی زیادہ تر پاکیزہ ہے صائم کو دو طرح کی خوشی ہوتی ہے جبکہ وہ خوش ہوتا ہے

ایک وقت افطار کے دوسرے وقت ملاقات خدا کے ہر عمل آدمی کا دس گنے سے سات سو گنے تک ہوتا ہے مگر روزہ کہ اللہ نے کہا وہ میرے لیے ہے مین ہی اوسکی جزا دونگا میرے لیے اپنی خواہش اور غذا ترک کر دیتا ہے معلوم ہوا کہ اجر صوم کا بحساب ہے سات سو گنے سے بھی زیادہ ہوتا ہے حدیث سہل بن سعد مین فرمایا ہے جنت مین ایک دروازہ ہے ریان نام اوس سے روزہ دار ہی بہشت مین دن قیامت کے داخل ہونگے اور کوئی نہ جائیگا پہر وہ دروازہ بند کر دیا جائیگا رواہ الشیخان ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ جو اوس دروازہ مین گہسیگا وہ کبھی پیاسا نہوگا حدیث ابوہریرۃ مین صوم کو ایک حصن حصین نار سے فرمایا ہے رواہ احمد ابو امامہ نے کہا تہا حضرت مجکو ایسا کام بتاؤ جس سے مین جنت مین داخل ہون فرمایا روزہ رکہہ کہ اسکے برابر کوئی عمل نہین ہے رواہ النسائی و ابن حبان ابو سعید نے رفعاً کہا ہے روزہ نہین رکہتا کوئی بندہ راہ خدا مین لیکن دور کر دیتا ہے اللہ منہہ اوسکا آگ سے ستر برس کی راہ تک رواہ الشیخان حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے روزہ شفاعت کریگا دن قیامت کو اللہ اوسکی شفاعت قبول فرمائیگا رواہ احمد ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک کفارہ ہین درمیان کے گناہون کے جبکہ کبائر سے بچا رہے رواہ الشیخان حسن نے رفعاً کہا ہے اللہ ہر رات کو رمضان مین چہہ لاکہہ آدمی آگ سے آزاد کرتا ہے اور جب اخیر رات ہوتی ہے تو بعدد گذشتہ آزاد فرماتا ہے رواہ البیہقی مرسلاً عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہین ایک مرد نے کہا اے رسول خدا بہلا اگر مین گواہی دون اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور نماز پنجگانہ پڑہون اور زکوۃ ادا کرون اور رمضان کا روزہ رکہون اور قیام رمضان کرون تو پہر مین کون ہونگا فرمایا تو منجملہ صدیقین و شہداء کے ہوگا رواہ ابن حبان روزہ مین صبر کرنا پڑتا ہے طعام و شراب و جماع سے اور صبر کا اجر بنص قرآن انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب بیشمار ہے

اللہ نے اسکو اپنی طرف نسبت کیا ہے اگرچہ ساری عبادتین اللہ ہی کے لئے ہوتی ہین جیسے کعبہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اگرچہ سارا جہان اوسی کا ملک ہے روزہ مین دو خاصیتین ہین جسکے سبب سے مستحق اس نسبت کا ہوا ہے ایک یہ کہ حقیقت روزہ کی نکرنا ہے اور یہ باطن ہے آنکھون سے مخفی ہے ریا کو اوسکی طرف راہ نہین ہے دوسرے یہ کہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے ابلیس کے لشکر شہوات ہین روزہ اس لشکر کو شکست دیتا کیونکہ حقیقت اوسکی ترک شہوات ہے ؛

فصل

روزہ ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری ہے ضروریات دین سے جسطرح تارک عمدًا نماز بلا عذر کافر ہو جاتا ہے اسی طرح تارک صوم بھی عمدًا بلا عذر کافر ہو جاتا ہے بلا تفاوت دونون تارکون کا ایک ہی حکم ہے نماز عمل الیوم واللیلہ ہے روزہ عمل سال تمام ہے نہ ہر دن مین پانچ بار ہے یہ سال بھر مین ایکبار جب ایک مرد عادل ہلال رمضان کو دیکھے تو روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے ابن عمر نے حضرت سے کہا تھا کہ مینے ہلال دیکھا ہے لوگو کو حکم صوم کا دیا اسکو ابو داؤد و دارمی و ابن حبان نے روایت کیا ہے حاکم نے صحیح کہا ہے احمد و شافعی کا یہی مذہب ہے مالک کے نزدیک دو گواہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک جمع کثیر درکار ہے حق وہی قول اول ہے یا شعبان کی گنتی پوری ہو جائے بدلیل حدیث ابو ہریرہ صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین رواہ الشیخان یعنی صورت اشتباہ مین رجوع طرف اس اصل کے کرنا چاہئے پھر رمضان کے تیس روزے رکھے جب تک کہ ہلال شوال نظر نہ آئے قبل اکمال کے اور جب ایک شہر والے ہلال دیکھ لین تو سارے اور شہر والون کو اونکی موافقت کرنا چاہئے بدلیل حدیث صوموا لرویتہ الخ کیونکہ یہ خطاب ہے ساری امت کو کسی جگہہ ہون اور حدیث کریب

مین ذکر امر حضرت کا نہین ہے اس جگہہ ابو حنیفہ رح کا مذہب قوی ہے شافعی شہر قریب کا اعتبار کرتے ہین روزہ اکل و شرب و قیٔ عمد سے باطل ہو جاتا ہے اور جو شخص عمداً افطار کرے وہ مثل کفارہ ظہار کے کفارہ دے یعنی ایک گردن آزاد کرے یا پیاپے دو ماہ تک روزہ رکھے یا ساٹھہ مسکینون کو کھلاوے روزہ مین تعجیل فطر اور تاخیر سحور کی مندوب ہے اور وصال حرام حضرت خود وصال کرتے لکن اورون کو منع فرماتے جب پوچھا تو کہا مین تمہاری طرح نہین ہون مین پاس اپنے رب کے بسر کرتا ہون وہ مجکو کھلاتا پلاتا ہے کسی نے کہا یہ طعام و شراب محسوس تہا کسی نے کہا مراد غذای روحانی ہے یہی قول دوسرا مختار ہے کیونکہ اگر حقیقت طعام و شراب پر حمل کیا جاوے تو پہر وصال کہان ہوا ٥

لہا احادیث من ذکراک تشغلہا	عن الشراب وتلہیہا عن الزاد
لہا بوجہک نور تستضیئ بہ	ومن حدیثک فی اعقابہا حاد
اذا اشتکت من کلال السیر واعدہا	روح القلوب فتحیی عند میعاد

ف جو شخص کسی عذر شرعی سے جیسے مرض و سفر سے روزہ افطار کرے تو اوسپر قضا کرنا اوس روزہ کا واجب ہے اور یہ فطر واسطے مسافر کے اور جو اوسکی طرح ہو رخصت ہے لکن اگر ڈر تلف یا ضعف کا قتال سے ہو تو پہر عزیمت ہے اس باب مین احادیث صحیحہ آئی ہین اور میت کی طرف سے اوسکا ولی روزہ رکھے بدلیل حدیث عائشہ رفعاً من مات وعلیہ صیام صام عنہ ولیہ رواہ الشیخان مختار محققین علما و اہل حدیث یہی ہے اور جو شخص اتنا بوڑہا ہو کہ ادا و قضا دونون سے عاجز ہو وہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھلاوے اسی طرح بوڑہی عورت اور حمل والی اور دودہ پلانے والی ابن عباس اسی طرف گئے ہین اور یہی راجح بہی ہے ف صوم تطوع مین ایک تو چہہ روزے شوال کے ہین انکو حدیث ابو ایوب مین صوم دہر ٹہیرایا ہے رواہ مسلم یہ گویا بمنزلہ سنن رواتب کے نماز مین ہین دوسرے نو روزے ذیحجہ کے انمین سب سے زیادہ تاکید یوم عرفہ کی تا

حدیث ابو قتادہ میں فرمایا ہے کہ یہ روزہ کفارہ ہے دو سال گذشتہ و آیندہ کا رواہ مسلم
تیسرے دس روز محرم کے ہیں یہ بعد رمضان کے افضل صیام ہیں انہیں سب سے زیادہ تاکید
یوم عاشورا کی ہے حضرت نے خود بھی رکھا اور دوسروں کو بھی اوسکے رکھنے کا حکم دیا اور
فرمایا کہ اگر سال آیندہ تک زندہ رہونگا تو نویں محرم کو بھی روزہ رکھونگا رواہ مسلم چوتھا
روزہ شعبان کا ہے حضرت اس ماہ میں بہت روزے رکھتے پانچویں روزہ دوشنبہ و
پنجشنبہ کا ہے انہیں قصد کرکے روزہ رکھتے اور فرماتے ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اعمال عرض
کئے جاتے ہیں اخرجہ احمد من حدیث ابی ھریرۃ چھٹے تین روزے ایام
بیض کے ہیں انکو صیام دہر فرمایا ہے ۱۳-۱۴-۱۵- اور کبھی عشرہ اولی یا اخیر میں
رکھتے اور افضل تطوع یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے حضرت داؤد
علیہ السلام اسی طرح کیا کرتے تھے اور صوم دہر مکروہ ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت
نے فرمایا ہے لا صام من صام الابد رواہ الشیخان وغیرھما اور تنہا روزہ
رکھنا دن جمعہ کے یا دن شنبہ کے مکروہ ہے بدلیل حدیث جابر نھی عن صوم یوم الجمعۃ
رواہ الشیخان وبدلیل حدیث صماء بنت بسر جو نزدیک احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ
و ابن حبان کے آئی ہے اور ابن السکن نے اوسکو صحیح کہا ہے لا تصوموا یوم السبت
الحدیث اور روزہ رکھنا دن عیدین کے حرام ہے اسی طرح استقبال کرنا رمضان کا ایک دو
دن کے روزہ سے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جو صحیحین میں آئی ہے لا یتقدمن احدکم
رمضان بصوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صوما فلیصمہ
ف اہل علم نے کہا ہے روزہ میں چند چیزیں فرض ہیں ایک طلب کرنا ماہ رمضان کا
تاکہ یہ بات معلوم کرے کہ ۲۹ یا ۳۰ کا ہے اسمیں گواہی ایک عدل کی کافی ہے دوسرے
نیت کرنا رات سے کہ ہر رات نیت کرے اور یاد رکھے کہ یہ روزہ رمضان کا ہے اور فرض
واجب الادا ہے سو جو مسلمان اسکو یاد رکھیگا اوسکا دل خود نیت سے خالی نہ ہوگا

تیسرے یہ کہ کوئی چیز اپنے باطن میں نہ پہنچائے عمداً او فصد و حجامت کرنا سرمہ لگانا کان میں سلائی ڈالنا پنبہ احلیل میں رکھنا زیان نہین کرتا اسلئے کہ باطن وہ ہے جو کسی چیز کا قرارگاہ ہو جیسے دماغ و شکم و معدہ و مثانہ چوتھے یہ کہ بی بی سے مباشرت نکرے اور اگر رات کو صحبت کی ہے اور بعد صبح کے نہایا تو جائز ہے پانچوین یہ کہ قصداً منی باہر نہ نکالے جیسے یہ کہ قصداً قی نکرے اور اگر بے اختیار قی ہو جائیگی تو روزہ بجا رہیگا سنن صوم سوا یہی چہ ہین سحر مین تاخیر کرنا افطار مین جلدی کرنا خرما کھا کر یا پانی پی کر اور صدقہ کرنا او کھانا کھلانا اور بہت پڑہنا قرآن کا اور مسجد مین اعتکاف کرنا خاصۃً عشرۂ آخر مین کہ لیلۃ القدر اسی عشرہ مین ہوتی ہے حضرت اس رات جاگتے اور خوب عبادت کرتے یہ رات ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ کو ہوتی ہے ۲۷ ممکن تر ہے اولی یہ ہے کہ اعتکاف ایک دہائی کا پیوستہ کرے **ف** اعتکاف بلاخلاف مشروع ہے ہر وقت مین اندر مسجدون کے ہوسکتا ہے اور رمضان مین موکد تر ہے خصوصاً عشرۂ آخر رمضان مین اور کوشش بجالانا عمل مین اندر اعتکاف کے اور شبہای قدر مین قیام کرنا مستحب ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے من قام لیلۃ القدر ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ الشیخان تعیین لیلۃ القدر مین قریب چالیس قول کے ہین حجۃ البالغہ مین کہا ہے لیلۃ القدر دو ہین ایک وہ رات جسمین سارا قرآن یکبارگی اترا پہر پارہ پارہ ہو کر آیا یہ رات اندر سال کے ہوتی ہے کچہ واجب نہین ہے کہ رمضان ہی مین ہو ہان رمضان مظنۂ غالب ہے جب قرآن اترا تہا تو اتفاقاً یہ شب رمضان ہی مین پڑی تہی دوسری وہ رات جسمین ایک طرح کا انتشار روحانیت و آمد ملائکہ کی زمین پر ہوتی ہے اس رات مین مسلمان طاعات پر متفق ہوتے ہین اور ملائکہ انسے نزدیک اور شیاطین دور ہو جاتے ہین اور دعا قبول ہوتی ہے یہ رات ہر رمضان مین اندر شبہای طاق کے ہوا کرتی ہے اور اسسے خارج نہین ہوتی جسنے کہا کہ لیلۃ القدر ہر سال مین ہوتی ہے اوسکی مراد اول ہے

اور جیسے کہا کہ عشرا خیر رمضان مین ہوتی ہے اوسکی مراد ثانی ہے اختلاف صحابہ کا اس شب مین مبنی ہے اختلاف دلائل پر جو اس شب کو پائے وہ یہ دعا کرے اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا انتھی ابو حنیفہؒ نے فرمایا یہ رات رمضان مین ہوا کرتی ہے ہم نہین جانتے کہ کونسی رات ہے پہر معتکف کو چاہیے کہ جای اعتکاف سے باہر نہ نکلے مگر قضا حاجت کو اگر کسی بیمار کا پوچھنا ہو تو راہ چلتے پوچھ لے **ف** روزہ کے تین درجے مین ایک روزہ عوام کا دوسرا روزہ خاص کا تیسرا روزہ خاص الخاص کا عوام کا روزہ تو وہی ہے جسکا ذکر ہو چکا اسکی نہایت یہی روکنا ہے بطن و فرج کا طعام و شراب و جماع سے یہ ادنی درجہ ہے روزہ خاص الخاص کا یہ ہے کہ دل کو اندیشہ غیر حق سے نگاہ رکہے اور اپنے آپکو بالکل حوالہ خدا کرے اور جو کچہ سوا خدا کے ہے اوس سے ظاہر و باطن مین روزہ دار ہو اگر سوا حدیث حق کے اور جو کچہ کہ متعلق حق ہے کسی اور چیز کا اندیشہ کریگا تو روزہ جاتا رہیگا اسی طرح اگر غرض دنیاوی مین فکر کریگا گو مباح ہو روزہ باطل ہو جائیگا مگر وہ اندیشہ دنیا جو دین پر یاور ہو کہ وہ خود دنیا نہین ہے یہانتک کہ اگر دل مین یہ تدبیر کریگا کہ مین روزہ کس چیز سے کہولون تو اوسپر خطا کاری لکہی جائیگی کیونکہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جس رزق کا اللہ نے اوس سے وعدہ کیا ہے اسکو اوسپر وثوق نہین ہے سو ایسا روزہ انبیاء و صدیقین کا ہوتا ہے ہر کوئی اس درجہ کو نہین پہنچتا روزہ خواص کا یہ ہے کہ سارے اعضا کو نا بایست سے باز رکہے اور شکم و شرمگاہ پر اقتصار نکرے یہ روزہ چہہ چیزون سے تمام ہوتا ہے ایک یہ کہ آنکہ کو ہر اوس چیز سے بچائے جو خدا سے مشغول کرے خصوصاً اوس چیز سے جو شہوت انگیز ہو انس نے رفعاً کہا ہے کہ پانچ چیزون سے روزہ جاتا رہتا ہے کذب و غیبت و سخن چینی و سوگند ناحق و نظر شہوت دوسرے یہ کہ زبان کو بیہودہ گوئی سے اور اوس چیز سے کہ بے نیاز ہے باز رکہے یا ذکر و تلاوت قرآن مین مشغول ہو یا خاموش رہے مناظرہ و لجاج کرنا منجملہ بیہودگی کے ہے بعض کے نزدیک غیبت و کذب سے بہی

روزہ جاتا رہتا ہے تیسرے یہ کہ کان کو ناشنیدنی سے باز رکھے کیونکہ جو بات لائق کہنے کے نہین ہوتی ہے وہ لائق سُننے کے بھی نہین ہوتی سُننے والا شریک گوینده کا ہوتا ہے معصیت وکذب وغیبت مین حدیث مین آیا ہے المغتاب والمستمع شریکان فی الاثم اور اللہ نے فرمایا ہے سماعون للکذب اکالون للسحت چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤن اور سارے جوارح کو ناشایست سے نگاہ رکھے جو روزہ دار ایسا نہین کرتا ہے اوسکی مثال اوس بیمار کی سی ہے کہ میوہ کھانے سے بچتا ہے اور زہر کھاتا ہے کیونکہ معصیت زہر ہے اور طعام غذا ہے زیادہ کھانا اوسکا زیان ہے اگرچہ اصل اوسکی زیان کار نہین ہے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار ہین کہ نصیب اونکا روزہ سے نہین ہے مگر بھی بھوک پیاس یہ وہ شخص ہے جو حرام پر افطار کرتا ہے یا غیبت کرتا ہے یا جوارح کو معاصی سے نگاہ نہین رکھتا پانچوین یہ کہ وقت افطار کے رزق حرام وشبہ نہ کھائے بلکہ حلال خالص سے بھی زیادہ نہ کھائے کیونکہ جب رات کو اوس چیز کا تدارک کیا جو دن کو فوت ہوگئی تھی تو پھر کیا مقصود حاصل ہوگا اسلئے کہ مقصود روزہ سے ضعیف کرنا شہوات کا ہے اور جب دو بار کا کھانا ایک بار مین کھا لیا تو شہوت اور زیادہ ہوگئی خصوصًا جبکہ طرح طرح کے طعام جمع کئے حالانکہ جب تک معدہ خالی نہوگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے تاکہ اثر ضعف وگرسنگی کا اپنے اندر پائے اور جب رات کو تھوڑا نہ کھایا اور جلد سو رہا تو نماز شب ادا نکریگا ولہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ کوئی برتن جسکو پر کیا جائے نزدیک اللہ کے معدہ سے دشمن تر نہین ہے چھٹے یہ کہ بعد افطار کے دل درمیان بیم وامید کے ہو کیا معلوم کہ روزہ قبول ہوا یا نہین حسن بصری کا گزر دن عید کے ایک قوم پر ہوا وہ لوگ ہنس رہے تھے اور کھیلتے تھے کہا اون لوگون سے بڑا تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنے حقیقت حال سے واقف نہین ہین اگر پردہ اوٹھا لیا جائے تو پھر کوئی نہ ہنسے اور کھیل مین نہ لگے غرضکہ جو شخص روزہ مین ترک طعام وشراب پر قصر کرتا ہے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے حقیقت روزہ کی یہ ہے

کہ ملائکہ کے مشابہ ہیں کہ انکو اصلا شہوت نہیں ہے اور بہائم کو شہوت غالب ہوتی ہے سو
جب آدمی پر شہوت غالب ہوگی وہ درجہ بہائم مین ہوگا اور جب شہوت مغلوب ہوگی تو
مشابہ ملائکہ کے ہوگا یعنی صفت مین نہ مکان مین اور ملائکہ مقرب حضرت حق ہین تو اب
یہ بھی حق سے نزدیک ہوجائیگا ورنہ بہائم سے نزدیک رہیگا پھر جبکہ شام کو تدارک کیا او
شہوت پوری کرلی اور جو چاہا خوب کھایا پیا تو اب شہوت قوی ہوئی نہ ضعیف اور روح
روزہ کی باتہ نہ آئی احیاء الاحیاء مین کہا ہے فان قلت ان الفقہاء یصححون صوم من
اقتصر علی کف البطن والفرج وترک ہذہ المعانی قلت الفقہاء یثبتون
شروط الظاہر ولیس الیہم ما تیسر علی العموم فاما علماء الاخرۃ فیعنون بالصحۃ
القبول وبالقبول الوصول الی المقصود وبالمقصود التخلق بخلق من اخلاق اللہ
والاقتداء بالملائکۃ فی الکف عن الشہوات بحسب الامکان انتہی +

صفت روزہ

حضرت صلعم یوں تو ہمیشہ اجود ناس تھے لیکن رمضان مین سب سے زیادہ جود وکرم کرتے تھے
ان دنون مین سخاوت وبخشش وصدقات وخیرات سب ایام ولیالی سے زیادہ کرتے اور
ذکر ونماز واعتکاف وتلاوت قرآن مین تمام ساعات کو مشغول رکھتے اور اس ماہ عظیم کو
ساتھ عبادات گوناگون کے مخصوص فرماتے ایک شخص کی شہادت پر روزہ رکھتے دو شخص
کی شہادت پر افطار کرتے اور وقت افطار کے یہ دعا کرتے اللہم لک صمت وعلی رزقک
افطرت رواہ ابو داؤد اور کبھی کہتے ذہب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر
ان شاء اللہ اور شبہای رمضان مین اگر حاجت غسل کی ہوتی تو رات ہی کو نہا لیتے اور جو کوئی
بھولے سے کھا پی لیتا اوسکو حکم قضا کا نفرماتے اور کہتے ان اللہ ہو الذی اطعمہ وسقاہ
اور مضمضہ واستنشاق مین مبالغہ نکرتے ایک بار رمضان مین اعتکاف فوت ہوگیا تہا تو

شوال میں اوسکو قضا کیا ایکبار عشرۂ اول میں یکبار عشرۂ اوسط میں اعتکاف کیا تہا جب معلوم ہوا کہ شب قدر عشرۂ اخیر میں ہوتی ہے تو پہر عشرۂ اخیر پر مواظبت کی نماز صبح پڑہکر معتکف میں داخل ہوتے معتکف ایک خیمہ تہا جو مسجد میں کہڑا کیا جاتا وہان تنہا بیٹہتے آخر سال عمر میں بیس دن اعتکاف کیا اور دوبار قرآن حضرت جبریل کو سنایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب سوم بیان مین زکوٰۃ کے

اس باب مین کئی ایک فصلین ہین

فصل بیان مین وجوب زکوٰۃ وغیرہ کے

حدیث ابن عمر مین منجملہ بنائے پنجگانہ اسلام کے ذکر زکوٰۃ دینے کا بہی آیا ہے رواہ الشیخان یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جیسے فرضیت شہادتین و نماز و روزہ و حج کی ہے ایسے ہی فرضیت زکوٰۃ کی بہی ہے اور جو حکم تارک نماز و روزہ و حج کا عمداً ہے وہی حکم تارک زکوٰۃ کا بہی ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنۃ الصلوٰۃ والزکوٰۃ والامانۃ والفرج والبطن واللسان رواہ الطبرانی یعنی تم میرے لئے ان چہہ چیزون کے ذمہ دار ہو مین تمہارے لئے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہون نماز زکوٰۃ امانت شرمگاہ شکم زبان مطلب یہ ہے کہ ان اعضا کے گناہون سے بچو کہ یہ مہلک ہوتے ہین اور نماز و زکوٰۃ بجالاؤ گویا ذکر منجیات و مہلکات دونون کا فرمایا اور اوسپر ضمانت بہشت کی دی ابو ہریرہ کہتے ہین ایک اعرابی نے کہا ای رسول خدا مجہے ایسا کام بتاؤ کہ مین جنت مین جاملون فرمایا عبادت کر اللہ کی بے شرک نماز فرض قائم رکہہ زکوٰۃ فرض دے روزہ رمضان کا رکہہ اوسنے کہا واللہ مین نہ اسپر کچہہ زیادہ کرون نہ اس سے کچہہ کم جب وہ پشت پہیر کر چلا تو فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اہل الجنۃ فلینظر الی

هذا رواه البخاری ومسلم یعنی جسکا جی بہشتی آدمی کے دیکھنے کو چاہے تو وہ اس شخص
کو دیکھے بہشتی ہے دوسری حدیث طویل ابو ہریرہ مین فرمایا ہے کہ جو سونے چاندی والا حق
زر وسیم ادا نہین کرتا ہے قیامت کے دن آگ کی تختیان بنا کر اوس سے اوسکے پہلو و پیشانی
و پشت کو داغ دینگے جب وہ ٹھنڈی ہو جاوینگی تو پھر گرم کرلینگے پچاس ہزار سال تک کے دن
مین یہی ہوا کریگا یہانتک کہ بندون کا فیصلہ ہو پھر وہ اپنا رستہ طرف جنت یا نار کے لے یعنی
حق مین تشریف دو ودھ والون کے فرمایا ہے کہ یہ بہائم اوسکو اپنے پاؤن سے پامال کرینگے
تا آخر رواہ الشیخان ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہین دیتا ہے
وہ مال دن قیامت کے ایک گنجا سانپ بنکر اوسکے گلے کا ہار ہوگا اسکا مصداق اللہ کی کتاب
مین ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللہ من فضلہ الآیہ رواہ ابن ماجہ
حدیث ابو ہریرہ مین منجملہ اون تین شخصون کے جو سب سے پہلے داخل نار ہونگے ایک اوس شخص
کو ذکر کیا ہے جو اپنے مال مین سے اللہ کا حق ادا نہین کرتا ہے رواہ ابن خزیمہ ابن مسعود
نے کہا امرنا باقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ومن لم یزک فلا صلوٰۃ لہ رواہ الطبرانی
وفی روایۃ من اقام الصلوٰۃ ولم یوءت الزکوٰۃ فلیس بمسلم ینفعہ علمہ
یعنی تارک زکوٰۃ کی نماز قبول نہین ہوتی اور نہ وہ مسلمان ہے اور نہ اوسکو علم نفع دے عمارہ
بن حزم کا لفظ مرفوعا یہ ہے اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین
عنہ شیئا حتی یاتی بھن جمیعا الصلوٰۃ والزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت
رواہ احمد یعنی جبتک یہ چارون کام نکریگا تب تک تین کام کا کرنا کچھ بکار آمد نہین
ہوگا اللہ نے قرآن مین نماز و زکوٰۃ کو ملا کر بہت جگہ ذکر کیا ہے جیسے اقیموا الصلوٰۃ و
اتوا الزکوٰۃ اور فرمایا ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ وذلک دین القیمہ ایک شخص
نجدی نے حضرت سے سوال اسلام کا کیا تھا اوسکے جواب مین ذکر نماز پنجگانہ وصوم رمضان و زکوٰۃ
کا کیا اوسنے کہا اسکے سوا مجھپر کچھ اور بھی فرض ہے فرمایا لا الا ان تطوع اوس نے کہا

واللہ لا ازید علی ھذا ولا انقص فرمایا افلح الرجل ان صدق متفق علیہ من حدیث طلحہ بن عبید اللہ ابن عباس کہتے ہین جب معاذ کو طرف یمن کے بہیجا تہا فرمایا اعلمہم ان اللہ قد افترض علیہم صدقۃ توخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم متفق علیہ حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ابو بکر صدیق نے کہا تھا واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال الحدیث متفق علیہ غرضکہ زکوۃ ایک فرض ہے فرائض دین سے اور ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری ہے ضروریات شرع سے لکن اوسی مال مین واجب ہے جسمین کہ شارع نے واجب کی وہ ایجاب شارع بیان ہے اس آیت کا خذ من اموالھم صدقۃ وآتوا الزکوۃ جس طرح کہ بیان اقیموا الصلوۃ کا کیا ہے اہل علم نے اسجگہ بہت توسیع کی اور ایسے اموال پر زکوۃ کو واجب کہا ہے جنپر اللہ ورسول نے زکوۃ واجب نہین کی بلکہ بعض اموال مین حضرت نے عدم وجوب کی صراحت فرمادی ہے جیسے یہ کہ گہوڑے اور غلام پر صدقہ نہین ہے صحابہ اموال وجواہر وتجارات وخضراوات رکہتے تھے حضرتؐ نے اونسے نہین کہا کہ تم ان چیزون کی زکوۃ دو اور نہ مطالبہ کیا اگر اون اموال ہین زکوۃ واجب ہوتی تو ضرور بیان فرماتے

فصل

زکوۃ مالک مال پر جب واجب ہوتی ہے کہ وہ مکلف ہو اسی لئے صبی ومجنون پر واجب نہین ہے اور نہ انکی اولیا پر اخراج زکوۃ کا انکے مال سے واجب ہے آیت قرآنی اسی پر دلیل ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا تطہیر وتزکیہ صبی ومجنون کے کچہہ معنی نہین ہین بلکہ اموال عباد کے حرام ہین بنص کتاب وسنت حلال نہین ہوتے ہین مگر تراضی وطیبت نفس سے یا ورود شرع سے جیسے زکوۃ دیت ارش شفعہ ونحوہا یہ مسئلہ اگرچہ

خلاف رای اہل فقہ مصطلح ہے لکن حق یہی ہے جو اسجگہ لکہا گیا واللہ اعلم انواع زکوۃ چھ ہین ایک زکوۃ چوپایہ جیسے شتر وگاؤ وگوسفند رہا اسپ وخر ودیگر حیوانات انہین زکوۃ نہین ہے اسکی تفصیل اسجگہ ضرورت نہین دوسری قسم زکوۃ کی عشرات ہین کہ عشر پیداوار لیا جاے جیسے گندم جو خرما سویز تیسری زکوۃ زر وسیم چوتہی زکوۃ مال تجارت لکن یہ ثابت نہین ہے اگرچہ فقہا نے واجب کہا ہے پانچوین زکوۃ فطر چہٹی زکوۃ رکاز یعنی دفین جاہلیت اسمین ایک خمس واجب ہے بلا اعتبار حولان حول ونصاب **ف** سونے چاندی پر جب ایک سال پورا گزر جاے تو اونپر ربع عشر واجب آتا ہے نصاب سونے کے بیس دینار اور نصاب چاندی کے دوسو درہم ہین اس مقدار سے کم پر زکوۃ واجب نہین ہے زیور کی زکوۃ مین احادیث متعارضہ آئی ہین اطلاق کنز کا زیور پر بعید ہے اگرچہ معنی کنز کے حاصل ہین اور نکلنا اختلاف سے احوط ہے ہر سال زیور کا وزن کر کے ربع عشر لگا دیا جائے اگر وزن بیست دینار ودوصد درہم سے کم ہو تو پہر اوسپر کچہہ زکوۃ نہین ہے اسی طرح موتی ومشک وعنبر پر زکوۃ نہین ہے اور نہ اموال تجارت پر کیونکہ کوئی دلیل اوسکے وجوب پر قائم نہین اور جو استدلال قائلین وجوب کا مال تجارت پر ہے وہ مخدوش ہے قابل حجت کے نہین ہے بلکہ یہی حدیث ابوہریرہ رفعاً لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ ولا فرسہ جو صحیح مین آئی ہے ظاہر اسکا عدم وجوب زکوۃ ہے جمیع احوال مین کیونکہ سوداگری گہوڑے اور غلام کی مروج ہے اور یہ کہنا ابن منذر کا کہ زکوۃ تجارت پر اجماع ہے صحیح نہین ہے سب سے پہلے مخالفت اس اجماع کی تو ظاہریہ ہی نے کی ہے اور یہ ایک بڑا گروہ ذی علم اہل اسلام کا ہے اس گروہ مین بڑے بڑے عالم باللہ وعارف باللہ گزرے ہین جیسے داؤد وابن حزم وشیخ محی الدین بن عربی وغیرہم رضی اللہ عنہم اسی طرح مستغلات مین زکوۃ نہین ہے جیسے گہر اور جانور کرایہ کے کیونکہ دلیل وجوب کی موجود نہین ہے اور حدیث مذکور اسکو بہی شامل ہو سکتی ہے اگرچہ حاجت استدلال کی اس جگہ نہین ہے کیونکہ قیام بمقام منع کافی ہے **ف** گندم وجو وذرہ وتمر وزبیب مین عشر

پیداوار واجب ہے اور چاہیے مین نصف عشر حدیث جابر مین فرمایا ہے کہ جسکو نہر و باران نے
پانی دیا اوسمین دسوان حصہ ہے اور جسکو بیلون سے سینچا اوسمین نصف عشر ہے رواہ احمد
ومسلم والنسائی ابوداؤد نے لفظ شبہی بھی زیادہ کیا ہے نصاب اسکے پانچ وسق ہین اس سے
کم مقدار مین زکوٰۃ نہین آتی ہے ابن ماجہ واحمد کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ وسق ساٹھہ صاع کا
ہوتا ہے ابوداؤد کا لفظ یہ ہے کہ ساٹھہ مختوم کو وسق کہتے ہین مین کہتا ہون کہ صاع چار
مُد کا ہوتا ہے مُد بحساب آثار انگریزی جو فی الحال رائج ہے نیم پاؤ کم ایک سیر ہوتا ہے اس
مقدار پر ساٹھہ صاع کی بحساب فی صاع سہ نیم آثار دو صد و دہ آثار ہوئے یہ ایک وسق کا
وزن ہے پانچ وسق کا وزن یکہزار و پنجاہ آثار ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ دانہ و تمر
مین اندازہ پنج وسق کا اسلیے مقرر کیا ہے کہ اسقدر غلہ ایک گھر والے کو ایک سال تک
کفایت کرتا ہے کیونکہ اقل بیت ایک میان ایک بی بی تیسرا خادم یا بچہ ہوتا ہے اور
غالب قوت انسان کا ایک رطل یا ایک مُد طعام ہوتا ہے سو جب ہر واحد انمین کا اس قدر
کھائیگا تو اونکے لیے ایک سال کو یہ مقدار کفایت کریگا اور کچھہ واسطے سالن وغیرہ حوائج
کے بچ جائیگا ان پانچ چیزون کے سوا جو اور چیزین ہین جیسے ساگ بھاجی وغیرہ اونپر کچھہ
زکوٰۃ نہین ہے سفر السعادۃ مین کہا ہے حضرت کی عادت نہ تھی کہ گھوڑے و غلام و خچر
خربزہ و فواکہ سے جو کہ وزن مین نہین آسکتے ہین اور اونکو ذخیرہ نہین کیا جاتا ہے زکوٰۃ
لین مگر رطب و عنب کہ انکی زکوٰۃ لیتے اور خشک و تر مین کچھہ فرق نکرتے انتہے لکن
عسل مین ایک عشر لینا بدلیل حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ واجب ہے رواہ
ابن ماجۃ پھر زکوٰۃ مین شتابی کرنا جائز ہے چاہیے ایک دو سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے
امام پر واجب ہے کہ ہر جگہہ کے تونگرون سے مال زکوٰۃ لیکر اوسی جگہہ کے فقیرون کو دے
دلیل اسکی حدیث معاذ ہے جو اوپر گذر چکی دوسری دلیل حدیث ابی جحیفہ ہے کہ ہمارے یہان
صدقہ لیکر حضرت کا آیا ہمارے اغنیاء سے لیکر ہمارے فقراء کو دیگیا مین ایک یتیم بچہ تھا

مجکو بہی ایک شتر دیا اخرجه الترمذی وحسنه تیسری دلیل حدیث عمران بن حصین کی
ہے اونکو صدقہ پر عامل کیا تہا وہ جب پہر کر آئے کہا مال کہان ہے کہا کیا مجہے مال کے لئے
بہیجا تہا ہم جہان سے عہد حضرت صلعم مین لیکر جہان خرچ کرتے تہے وہان سے لیکر اب بہی
ہمنے وہین رکہا اخرجه ابوداؤد وابن ماجه اس سے معلوم ہوا کہ ایک ملک و شہر کی زکوۃ
دوسرے ملک و شہر مین نہ بہیجے جس جگہہ کا مال ہے اوسی جگہہ کے اہل فقر پر تقسیم کرے
یہی مذہب ہے حنفیہ کا بہی لکن بعض نے کہا ہے کہ جب اسجگہہ کے صرف سے فاضل ہو تو پہر
اور جگہہ صرف کرنا جائز ہے واللہ اعلم پہر مالک مال نے زکوۃ سلطان کو دیدی گو وہ ستمگار تہا
تو ذمہ مزکی کا پاک ہوگیا احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہین جمہور کا مذہب بہی یہی ہے کہ دینا
زکوۃ کا بادشاہ کو یا اوسکے حکم سے اوسکے نائب کو کفایت کرتا ہے گو سلطان اوس مال کو
غیر مصرف مین صرف کرے اور خواہ عادل ہو یا جائر **ف** زکوۃ دینے مین پانچ امر کا لحاظ
کرنا چاہئے ایک یہ کہ نیت زکوۃ فرض کی کرے اور اگر کسی کو وکیل کرے تو وقت وکیل
مقرر کرنیکے نیت کرلے یا وکیل کو اجازت دے کہ وہ وقت دینے کے نیت کرلے دوسرے
یہ کہ جب سال تمام ہوجائے تو زکوۃ نکالنے مین جلدی کرے بلے عذر تاخیر کرنا ٹہیک
نہین ہے زکوۃ فطر کو عید کے دن سے تاخیر نکرے اور رمضان مین تعجیل کرنا درست ہے
نہ رمضان سے پہلے اور تعجیل مال کی سارے سال مین روا ہے اگر لینے والا درویش ہو
تیسرے یہ کہ زکوۃ ہر جنس کی اوسی جنس سے دے اگر زر عوض سیم کے اور گندم عوض جو کے
یا اور کوئی مال بقدر قیمت کے دیگا تو مذہب امام شافعی رح مین روا نہوگا چوتہے یہ کہ صدقہ
اوس جگہہ پر دے جہان مال موجود ہو کیونکہ وہان کے درویش مال پر آنکہہ لگا لیے ہوتے
ہین اور اگر دوسرے شہر مین دے تو بہی زکوۃ ادا ہوجاتی ہے پانچوین یہ کہ زکوۃ کو آٹہہ قسم
پر تقسیم کرے جسقدر کہ میسر آوین چنانچہ ہر قسم مین سے تین شخص سے کم نہون اور سب
جو بیس نفر ہون اگر ایک درہم زکوۃ ہو تو مذہب امام شافعی مین واجب ہے کہ ان سب کو دے

اور آٹھہ قسم پر قسمت کرے پھر اوسکو تین شخص یا زیادہ مین جسطرح چاہے بانٹ دے گو سب کا حصہ برابر نہو اسکے بعد غزالی نے کہا ہے کہ اس زمانے مین تین قسم کے لوگ کم تر میسر آتے ہین ایک غازی دوسرے مؤلفہ تیسرے عامل زکوٰۃ ہان فقیر و مسکین و مکاتب و ابن السبیل و قرضدار ملتے ہین انمین سے ہر کسی کو زکوٰۃ پندرہ آدمی سے کم کو نہ دے مذہب شافعی کا اس مسئلہ مین مشکل ہے یعنی یہ کہ بدل نکرے دوسرے یہ کہ سب کو دے اکثر لوگ اس زمانے مین بابت ان دو مسئلون کے مذہب امام ابو حنیفہ کو اختیار کرتے ہین ہمکو امید ہے کہ ماخوذ نہون انتہی

فصل

مصرف زکوٰۃ آٹھہ گروہ ہین بموجب نص قرآن انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ قسمت زکوٰۃ کا خود اللہ تعالیٰ متولی ہوا ہے اوسنے کسی اور کو اوسمین اختیار نہین دیا آٹھہ جزء مصرف کے مقرر فرمائے حدیث زیاد بن حارث صدائی مین آیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت سے کہا مجھے صدقہ دو فرمایا ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم فیہا ہو فجزأہا ثمانیۃ اصناف فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک رواہ ابو داؤد علماء کا اختلاف ہے کہ ان سب اجزاء کا استیعاب کرنا چاہیے یا جو ممکن ہو ایک قول یہ ہے کہ سب کو دینا چاہیے کوئی جزء باقی نرہے شافعی اور ایک جماعت اسی کی قائل ہے دوسرا قول یہ ہے کہ استیعاب کچھہ واجب نہین ہے بلکہ ایک قسم کو بھی دینا جائز ہے بلکہ اگر باقی اقسام موجود بھی ہین اور ایک ہی قسم کو دیا تو بھی درست ہے یہ مالک اور ایک جماعت سلف و خلف اسیکی قائل ہے عمر و حذیفہ و ابن عباس و ابو العالیہ و سعید بن جبیر

و میمون بن مہران کا قول بھی یہی ہے ابن جریر نے کہا وھو قول عامۃ اھل العلم
اس بنیاد پر ذکر اصناف ہشتگانہ کا اسجگہ واسطے بیان مصرف کے ہے نہ واسطے وجوب
استیعاب کے لوجوہ الحجاج والمواخذۃ مکان غیر ھذا واللہ اعلم بعد اسکے اللہ نے
فقراء کو بقیہ انواع پر اسلئے مقدم کیا کہ یہ لوگ بہ نسبت غیر کے زیادہ تر محتاج ہوتے ہین
بسبب شدت فقر و فاقہ و حاجت کے بحسب شہرت ابوحنیفہ رح کے نزدیک مسکین فقیر سے
بھی بدتر حال والا ہے وھو کما قال احمد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے فقیر وہ
نہین ہے کہ جسکے پاس مال نہین ہے فقیر وہ ہے جو اخلق کسب ہو ابن علیہ نے کہا
اخلاق محارب کو کہتے ہین نزدیک ہمارے لکن جمہور برخلاف اسکے ہین ابن عباس مجاہد
و حسن بصری و ابن زید سے مروی ہے اور اسی کو ابن جریر اور غیر واحد نے اختیار کیا ہے
کہ فقیر وہ ہے جو پارسا ہو لوگون سے کچھ نہ مانگے اور مسکین وہ ہے جو سوال کرے طواف
کرے لوگون کے پیچھے لگے قتادہ نے کہا فقیر وہ ہے جو دکھیا ہو مسکین وہ ہے جو
تندرست ہو ابراہیم نے کہا مراد اسجگہ فقراء مہاجرین ہین سفیان ثوری نے کہا یعنے
اعراب کو زکوٰۃ مین سے کچھ نہ دیا جائے سعید بن جبیر و سعید بن عبدالرحمن سے بھی ایسا ہی
مروی ہے عکرمہ نے کہا تم فقراء مسلمین کو مساکین نہ کہو مساکین تو اہل کتاب ہین انتہی
کلام ابن کثیر رح **ف** غزالی نے کیمیاء سعادت مین کہا ہے کہ پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ ہے
جو کچھ چیز نہ رکھتا ہو اور کچھ کسب نکرتا ہو اگر ایک دن کا قوت اور بدن پر کپڑا رکھتا ہے
تو وہ فقیر نہین ہے ہان اگر آدھے دن کا قوت رکھتا ہے اور اوسکے پاس پیرہن بے دستار
یا دستار بے پیرہن ہے تو وہ درویش ہے اور اگر آلہ سے کسب کرسکتا ہے اور کوئی آلہ نہین ہے
تب بھی وہ درویش ہے اور اگر طالب علم ہے اور کسب مین مشغول ہونیسے علم سے باز رہتا ہے
تو بھی درویش ہے سو ایسی درویشی والے کم ملتے ہین مگر اطفال اسکی تدبیر یہ ہے کہ
ایسا درویش ڈھونڈے جو عیال دار ہو فقیر کو حصہ اون اطفال کا سپرد کردے دوسری

نوع مسکین ہے سو جسکا خرچ مسم دخل سے زیادہ ہو گو وہ خانہ وجامہ رکہتا ہو تو وہ مسکین ہے
لکن جو کہ کفایت یک سالہ نہین رکہتا ہے اور کمائی اوسکو وفا نہین کرتی تو جائز ہے کہ اوسکو
اتنا دین کہ ایک سال کو لبس ہو اور اگر فرش وظروف خانہ رکہتا ہے اور کتاب بہی رکہتا ہے
لکن اوسکی طرف محتاج ہے تو بہی مسکین ہے اور اگرچہ حاجت سے زیادہ رکہتا ہے تو پہر
مسکین نہین ہے تیسری نوع وہ لوگ ہین جو زکوٰۃ کو جمع کرتے ہین اور مستحقین کو پہونچاتے
ہین انکی مزدوری اسی مال زکوٰۃ سے دیوے نوع چوتہی مؤلفۃ القلوب ہین اگر ایک محتشم
مسلمان ہوجائے تو اوسکو اسلیئے مال دین کہ اورون کو بہی رغبت اسلام مین ہو نوع پنجم
مکاتب ہے کہ کسی کا غلام ہو اپنی جان کو آقا سے کسی قدر مال کما کردینے پر خرید لے اور قسط
مقرر کرے چہٹی نوع وہ شخص ہے کہ قرضدار ہو لکن یہ قرض بابت کسی معصیت کے نہ کیا ہو
خواہ درویش ہو یا تونگر بلکہ وہ قرض کسی مصلحت کے لئے کیا ہو کہ فتنہ دب جائے ساتوین
نوع غازی ہین کہ انکی کچہہ تنخواہ کچہری سے مقرر نہو اگرچہ تونگر ہون راہ کا ساز وبرگ
انکو مال زکوٰۃ سے دیا جائے آٹہوین قسم مسافر ہے جسکے پاس زاد راہ نہین ہے یا اپنے
شہر سے سفر کو جاتا ہے اوسکو بقدر زاد وکرایہ کے زکوٰۃ مین سے دین **ف** جو شخص
کہے کہ مین درویش یا مسکین ہون اوسکی بات قبول کرنا درست ہے تا جبتک یہ معلوم نہو کہ
وہ جہوٹ کہتا ہے لکن مسافر وغازی اگر سفر وغزا کو نہ جائین تو زکوٰۃ کو اونسے واپس کر
رہنے باقی اقسام شش گانہ اونکا مستحق ہونا معتمد لوگون کے کہنے سے معلوم ہوسکتا ہے
انتہی کلام الغزالی رحمہ **ف** مسوّی شرح موطا مین کہا ہے فقیر نزدیک ابو حنیفہ رحمہ کے
وہ شخص ہے جو نصاب سے کم رکہتا ہے یا بقدر نصاب کے لکن وہ نصاب بڑہتی نہین ہے
حاجت مین مستغرق ہے مسکین وہ شخص ہے جو کچہہ بہی نہین رکہتا محتاج سوال کا واسطے
قوت کے یا بدن چہپانے کے ہے اور عامل کو بقدر اوسکے عمل کے دین خواہ فقیر ہو یا غنی
اہل علم اسی پر ہین مؤلفۃ القلوب دو طرح پر ہین ایک وہ جو مسلمان ہوگئے اور انکی نیت

ضعیف ہے دوسرے وہ جنکو کوئی شرف حاصل ہے اونکے دینے مین توقع ہے اسلام غیر کی
ابوحنیفہ نے کہا سہم انکا بسبب غلبۂ اسلام کے ساقط ہے رقاب سے مراد مکاتب ہین
نزدیک شافعیہ وحنفیہ کے غارم نزدیک ابوحنیفہ کے وہ ہے جسپر قرض ہے اور مالک نصاب کا
فاضل دین سے نہین ہے یا اوسکا مال لوگون پر ہے لیکن لے نہین سکتا ہے سبیل اللہ
سے مراد غازی ہین جنکے لئے فیئ نہین ہے ابوحنیفہ کے نزدیک انکا فقر شرط ہے اور
شافعی کے نزدیک باوجود غنا کے بہی اونکو دیا جاسکتا ہے ابن السبیل سے مراد غریب
منقطع عن المال ہے نزدیک ابوحنیفہ کے یا وہ جو سفر کو جانا چاہتا ہے یا سفر مین ہے
نزدیک شافعیہ کے پہران اقسام ہشتگانہ مین اسلام کا ہونا شرط ہے نزدیک اہل علم کے
اور نزدیک شافعی کے استیعاب انواع ہشتگانہ کا واجب ہے اگر عامل ہو ورنہ ہفت
قسم کا اور برابری کرنا درمیان اصناف کے نہ درمیان آحاد کے واجب ہے اور ابوحنیفہ
کے نزدیک صنف واحد و شخص واحد مین صرف کرنا بہی جائز ہے مالک نے کہا امر نزدیک
ہمارے تقسیم صدقات مین یہ ہے کہ یہ تقسیم نہو مگر بوجہ اجتہاد طرف سے والی کے جونسے
صنف مین حاجت وعدد ہو اوسی کو والی اپنی رای کے موافق اختیار کرے اور قریب ہے
کہ بعد ایک سال دو سال کے یا سالہا سال کے پہر وہ ایک صنف سے طرف دوسرے
صنف کے نقل کرے وعلی هذا ادركت من ارضى من اهل العلم انتهى شوکانی
نے فرمایا ہے کہ ائمہ تفسیر وحدیث وفقہ وکلام نے اصناف ہشتگانہ پر اور جو کچہہ صنف مین
معتبر ہے کلام طویل کیا ہے حق یہ ہے کہ معتبر صادق آنا وصف کا ہے شرعًا یا لغۃً سو جسپر
یہ بات صادق آسکے کہ وہ فقیر ہے وہ مصرف ہے زکوۃ کا اسی طرح حال سائر اوصاف کا
ہے اور جب واسطے وصف کے کوئی حقیقت شرعیہ نہو تو پہر رجوع کرنا طرف مدلول لغت کے
اور تفسیر کرنا اوسکا بطور لغت کے واجب ہے سو جو شروط واعتبارات اہل علم نے ذکر کئے
ہین اگر وہ مدلول وصف مین لغۃً یا شرعًا داخل ہین یا کوئی دلیل اونپر دلالت کرتی ہے

تو وہ لائق اعتبار کے ہین ورنہ کسی ایک بات کا بھی اعتبار نہین ہے انتہیٰ ف مین کہتا ہون
یہ بات اون احادیث سے ثابت ہو سکتی ہے جو کہ متعلق انواع ہشتگانہ ہین اسلیئے پہلے
اونکو ذکر کیا جاتا ہے پھر لغت سے معنی ہر ایک لفظ کے لکہے جائینگے ایک نوع فقرا ہین ابن عمر
نے رفعاً کہا ہے لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی رواہ احمد و
ابوداؤد والترمذی ولاحمد ایضا والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ
مثلاً عبید اللہ بن عدی کہتے ہین کہ دو آدمیون نے اونسے کہا کہ ہم پاس حضرت کے صدقہ
کا سوال کرنے گئے تہے حضرت نے ہمکو نظر غور سے دیکھا اشتنڈا پایا فرمایا ان شئتما
اعطیتکما ولا حظ فیہا لغنی ولا لقوی مکتسب رواہ احمد وابوداؤد
والنسائی باسناد جید قوی دوسری صنف مساکین ہین اس باب مین حدیث
ابوہریرہ رفعاً یون آئی ہے لیس المسکین بھذا الطواف الذی یطوف علی الناس
فتردہ اللقمۃ واللقمتان والتمرۃ والتمرتان قالوا فما المسکین یا رسول اللہ
قال الذی لا یجد غنی یغنیہ ولا یفطن لہ فیتصدق علیہ ولا یسأل
الناس شیئا رواہ الشیخان صنف سوم عاملین ہین جو مال زکوٰۃ اوگھاتے ہین
وہ اس مال سے مستحق ایک قسط کے ہین لیکن یہ جائز نہین ہے کہ وہ اقربا رسول خدا صلعم
سے ہون کہ جنپر صدقہ حرام ہے کیونکہ صحیح مین آیا ہے کہ عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث
اور فضل بن عباس نے حضرت کے پاس جاکر سوال کیا تہا کہ ہمکو عامل صدقہ مقرر کرو
فرمایا ان الصدقۃ لا تحل لمحمد ولا لآل محمد انما ھی اوساخ الناس صنف
چہارم مؤلفۃ القلوب ہین یہ کئی قسم ہین ایک وہ جنکو اسلیئے دیا جاتا ہے کہ اسلام لاوین
جسطرح حضرت نے صفوان بن امیہ کو غنائم حنین سے دیا تہا حالانکہ وہ حنین مین بحالت
شرک حاضر ہوئے تہے صفوان کہتے ہین فلم یزل یعطینی حتی صار احب الناس
الی بعد ان کان ابغض الناس الی رواہ احمد ومسلم والترمذی دوسرے

وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ پکے مسلمان ہو جائین اونکے دل مسلمانی پہ ثابت رہین
جسطرح کہ حضرت نے دن حنین کے ایک جماعت صنادید طلقا رو اشراف کو سُو سُو اونٹ
عطا کیے تھے اور فرمایا تھا انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ خشیتہ ان
یکبہ اللہ علی وجہہ فی نار صحیحین مین ابو سعید سے آیا ہے کہ علی بن ابیطالب
کچھہ کچا سونا مع خاک کے یمن سے پاس حضرت کے بھیجا تھا حضرت نے چار شخصون
مین تقسیم کر دیا اقرع بن حابس عیینہ بن بدر علقمہ بن علاثہ زید الخیر اور فرمایا اتالفہم
یعنی مین انکی تالیف کرتا ہون تیسرے وہ جنکو اس لئے دیا جاتا ہے کہ اونکے نظرا ر
یعنی ہمسر اسلام لے آئین چوتھے وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاس کے لوگو
سے صدقہ اوگہا کر لائین یا حوزہ مسلمین سے اطراف بلاد کا ضرر دور کرین اسکی تفصیل
کتب فروع مین ہے رہی یہ بات کہ بعد حضرت کے اب بھی مولفہ کو دیا جائے یا نہین
اسمین خلاف ہے عمر و عامر شعبی اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ اب بعد حضرت کے ندیا جا
اسلئے کہ اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت بخشی بلاد مین متمکن کر دیا اور رقاب عباد کو
اونکے لئے ذلیل فرمادیا دوسرون نے کہا نہین بلکہ دینا چاہئے اسلئے کہ حضرت نے بعد
فتح مکہ اور شکست ہوازن کے دیا تھا اور یہ ایک امر محتاج الیہ ہے انہین صرف کرنا چاہیے
صنف پنجم رقاب ہین حسن بصری و مقاتل بن حیان و عمر بن عبد العزیز و سعید بن جبیر و نخعی
و زہری و ابن زید نے کہا مراد اس سے مکاتبین ہین ابو موسی اشعری سے بھی اسکی
لگ بھگ روایت ہے یہی قول ہے شافعی و لیث کا ابن عباس و حسن نے کہا آزاد
کرنا گردن کا زکوۃ سے لا باس بہ ہے یہی مذہب ہے احمد و مالک و اسحق کا یعنی لفظ رقاب
عام ہے اس سے کہ مکاتب کو دے یا کوئی بردہ خرید کر کے آزاد کر دے ثواب مین اعتاق
و فک رقبہ کی بہت سی احادیث آئی ہین اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ثلاثۃ
حق علی اللہ عونہم الغازی فی سبیل اللہ والمکاتب والمدین یرید الاداء

رواہ احمد واهل السنن الا ابا داؤد صنف ششم غازمین ہین یہ کئی قسم ہین ایک وہ جو متحمل حمالہ یا ضامن قرض ہے اور وہ قرض اسکے گلے لگا ہے اور یہ مال کی طرف سے تنگدست ہوگیا ہے یا اوار قرض مین قرضدار ہوگیا ہے یا کسی معصیت مین لیکن پہر اوس سے توبہ کرلی ہے تو ایسون کو مال زکوٰۃ مین سے دینا چاہیے اصل اس باب مین حدیث قبیصہ بن مخارق ہلالی ہے کہا مجپر حمالہ تہا مینے حضرت سے سوال کیا فرمایا صدقہ آنے تک ٹہیر پہر ہم تجکو دلادینگے پہر فرمایا یا قبیصۃ ان المسئلۃ لا تحل الا لاحد ثلاثۃ رجل تحمل حمالۃ فحلت له المسئلۃ حتی یصیبها ثم یمسك ورجل اصابته جائحۃ اجتاحت ماله فحلت له المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش اوقال سدادا من عیش ورجل اصابته فاقۃ حتی یقوم ثلاثۃ من ذوی الحجا من قومه فیقولون لقد اصابت فلانا فاقۃ فحلت له المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش اوقال سدادا من عیش فما سواهن من المسئلۃ سحت یا کلها صاحبها سحتا رواہ مسلم صنف ہفتم سبیل اللہ ہے انمین ایک تو غازی ہین جنکا کچہہ حق دیوان مین نہین ہے اور نزدیک امام احمد وحسن واسحق کے حج بہی بدلیل حدیث داخل سبیل اللہ ہے لیکن یہ لفظ اپنے عموم سے شامل جملہ وجوہ خیرات ومحاسن اسلام ہوسکتی ہے اگرچہ تصریح اوسکی کسی جگہہ نہین دیکہی خصوصًا ایسے حال مین کہ اکثر اصناف میسر نہین آتے یا زکوٰۃ اونکو دیکر کچہہ مال زکاۃ کا فاضل بچتا ہے اس لفظ کی تحقیق کے لئے طرف تفاسیر کتاب اللہ کے رجوع کرنا ضرور ہے صنف ہشتم ابن السبیل ہے جو کہ مسافر راہگذر ہوتا ہے اور اوسکے پاس کچہہ نہین ہے جس سے کہ وہ اپنے سفر پر مدد لے اوسکو صدقات مین سے اتنا دینا چاہیے کہ وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے اگرچہ وہان اوسکا مال ہو یہی حکم اوس شخص کا ہے جو اپنے شہر سے سفر کرنا چاہتا ہے اور اوسکے پاس کچہہ نہین ہے تو اوسکو بقدر آمد وشد کے مال زکوٰۃ مین سے دینا چاہیے دلیل اسپر ایک تو یہی آیت ہے دوسری دلیل حدیث

ابوسعید سے ہے کہ حضرت نے فرمایا لا تحل الصدقۃ لغنی الا لخمسۃ العامل علیہا او رجل اشتراہا بمالہ او غارم او غاز فی سبیل اللہ او مسکین تصدق علیہ منہا فاہدی لغنی رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ دوسرا لفظ ابوسعید خدری کا مرفوعًا یون ہے لا تحل الصدقۃ لغنی الا فی سبیل اللہ وابن السبیل او جار فقیر فیہدی لک او یدعوک رواہ ابوداؤد ان احادیث مین تامل کر لیجیے اور اونکے الفاظ مین غور فرما لیجیے حقیقت شرعیہ ہر ایک نوع کی ان انواع ہشتگانہ سے ظاہر ہوتی ہے رہا بیان ان انواع کا از روی لغت کے سو صراح مین کہا ہے فقیر درویش کہ اندک چیزی دارد مسکین آنکہ ہیچ ندارد و یقال بخلافہ ایضًا پھر لفظ الف کے نیچے لکھا ہے تالیف سازواری دادن دو چیز را باہم ومنہ المولفۃ قلوبہم لفظ کتب کے تحت مین لکھا ہے مکاتبت بہای بندہ بر وی بریدہ کردن مکاتب بندہ بہا بر خود بریدہ لفظ غرم مین لکھا ہے غریم ہو الذی لہ الدین والذی علیہ الدین لفظ غزو مین کہا ہے غزو با دشمن دین جنگ کردن وہو غاز وہم غزاۃ لفظ سبل مین کہا ہے سبیل راہ وابن السبیل رونده و آینده انتہا فی الصراح **ف** بنی ہاشم اور اونکے موالی یعنی غلام و کنیز پر لینا زکوۃ کا حرام ہے بدلیل حدیث مرفوع ابوہریرہ انا لا ناکل الصدقۃ وفی لفظ انا لا تحل لنا الصدقۃ وہو فی الصحیحین وغیرہما ابورافع کا لفظ رفعًا یہ ہے ان الصدقۃ لا تحل لنا وان موالی القوم من انفسہم رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والترمذی وصححہ وابن حبان ابن خزیمۃ وصححاہ ابن قدامہ نے کہا ہے لا نعلم خلافا فی ان بنی ہاشم لا یحل لہم الصدقۃ المفروضۃ انتہی اور ابن رسلان نے شرح سنن مین اسپر اجماع کو حکایت کیا ہے اسی طرح بنی ہاشم کا دینا زکوۃ فرض دوسری بنی ہاشم کو بھی منع ہے وہ آل جنپر صدقہ حرام ہے اونمین اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ مراد بنی ہاشم ہین اور حکم اونکے موالی کا وہی حکم انکا ہے اور جو اغنیا روا قویا مکتسبین ہین اونپر بھی زکوۃ کا لینا حرام ہے اسکی دلیل گذر چکی حجۃ بالغہ مین کہا ہے وہ تونگری جو مانع ہے سوال سے مقدار اوقیہ

ایک اوقیہ یا پچاس درہم ہین اور یہ بہی آیا ہے کہ جسکے پاس صبح وشام کا کہانا ہو وہ غنی
ہے سو یہ حدیثین کچھ متعارض نہین ہین اسلئے کہ مراتب آدمیون کے مدارج مختلفہ پر ہین
اور ہر شخص ایک طرحکا کسب رکہتا ہے جسکو چہوڑ نہین سکتا حرفہ والا معذور ہے جبتک
کہ آلات حرفہ پائے کشتکار معذور ہے جب تک کہ آلات زرع پائے تاجر معذور ہے
جب تک کہ بضاعت ہاتہہ آئے اور جو جہاد پر ہو اوسکو صبح وشام کا رزق غنائم سے
دیا جائیگا جس طرح کہ صحابہ کا حال تہا اسلئے ضابطہ اس جگہہ یہی پچاس درہم ہین اور
جو شخص حمّال یا حطّاب ہے اور مثل انکے ہے اوسکے لئے ضابطہ وہی قوت صبح وشام کا
ہے انتہٰی **ف** صدقۂ فطر ایک صاع ہے قوت معتاد سے طرفسے ہر فرد کے عبد و حرّ و
ذکر و انثی وصغیر وکبیر اس باب مین احادیث کثیرہ آئی ہین اور غلام کی طرفسے سیّد پر واجب
ہے اور صغیر کی طرفسے منفق پر ونحوہ اور نماز عید سے پہلے دیدے اور جسکے پاس ایک
رات دن کا قوت ہو نہ زیادہ اوسپر فطرہ نہین اور مصرف اس صدقہ کا وہی مصرف زکوٰۃ کا
ہے اسلئے کہ حضرت نے اسکا نام زکوٰۃ رکہا ہے اور فرمایا ہے من اداہا قبل الصلوٰۃ فہی
زکوٰۃ مقبولۃ اور ابن عمر نے کہا ہے ان رسول اللہ صلعم امر بزکوٰۃ الفطر
لکن فقیر کو مقدم کرے پہر جو بچے وہ سائر انواع مین صرف کرے مگر سفر السعادۃ مین
کہا ہے حضرت یہ صدقہ خاص فقرا کو دیتے تہے اصناف ہشتگانہ پر تقسیم نہ فرماتے اور نہ
اسکا حکم دیا ہے وبہ قال العلماء معہذا صرف کرنا اسکا اقسام ہشتگانہ پر جائز ہے اور
مساکین کو خاص کرے انتہٰی **ف** جس مال کی زکوٰۃ نہین دیجاتی ہے اوسکو کنز کہتے
ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی
سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم
وجنوبہم وظہورہم ہذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ابن عمر
نے کہا ہے الکنز ہو المال الذی لا تؤدی زکاتہ دوسر الفظ انکا یہ ہے ما ادّی

زکاته فلیس بکنز وان کان تحت سبع ارضین وما کان ظاهرا لا تؤدی زکاته
فھو کنز اسی طرح ابن عباس وجابر وابو ہریرہ سے بھی موقوفا ومرفوعا مروی ہے عمر بن
خطاب نے بھی مانند اسکے کہا ہے کہ ایسا مال ادیت زکوتہ فلیس بکنز وان
کان مدفونا فی الارض وایما مال لم تؤد زکاتہ فھو کنز یکوی بہ صاحبہ
ان کان علی وجہ الارض بخاری مین ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ یہ حکم قبل نزول آیت
زکوٰۃ کے تہا جب آیت زکوٰۃ کی اوتری تو اللہ نے زکوٰۃ کو طہرت اموال ٹہیرایا عمر بن عبد العزیز
وعراک بن مالک نے کہا ہے اس آیت کو قولہ تعالی خذ من اموالھم صدقۃ
نے منسوخ کردیا ابو امامہ نے کہا حلیہ سیوف منجملہ کنز کے ہے مین تمسے وہی بات
کہتا ہون جو مینے حضرت سے سنی ہے علی مرتضی نے فرمایا ہے اربعۃ آلاف فما
دونھا نفقۃ فما کان اکثر من ذلک فھو کنز ابن کثیر نے کہا ھذا غریب وقد جاء
فی مدح التقلل من الذھب والفضۃ وذم التکثر منھا احادیث کثیرۃ انتھے +

صفت زکوٰۃ

عادت حضرت کی زکوٰۃ وصدقات دینے مین مراعات فقرا کی مع مراعات اصحاب اموال کے
تہی دونون جانب کو اقصی غایت تک ملحوظ رکہتے زکوٰۃ کو تین طرح کے مال مین جنکا دوران
درمیان خلق کے اکثر رہتا ہے اور لوگون کو اوسکی حاجت ہوتی ہے واجب فرماتے
ایک کشت ومیوہ دوم بہیمۃ الانعام جیسے شتر وگاؤ وگوسفند سوم زر وسیم کہ قوام معاش
خلق کا اسی پر ہے ربع وشمار مین وقت درو کرنے اور پکنے کا مقرر رکہا اور یہ کمال
عدل ہے اور موافق ہر شخص کے سعی کی تحصیل مال مین اور اوسکی سہولت ومشقت
کی مقدار واجب مین تفاوت فرماتے اور جو مال بے مشقت وتکلف ہاتہ آتا ہے جیسے
گنج اوسمین سال کا آنا معتبر نرکہا بلکہ جسوقت ہاتہ آئے تب ہی زکوٰۃ واجب دے

وہ ایک خمس ہے اور جو مال مشقت و کلفت سے ہاتھ آتا ہے اوسمین ایک عشر واجب
کیا ہے جیسے پہل کہیتی کہ آب باران سے حاصل ہو اور جو مال محتاج زیادہ تکلف کا ہو
جیسے دولابی و چاہی یا خریداری آب سے یا مانند اوسکے اوسمین نصف عشر رکہا ہے
غرضکہ ہر نوع مال مین مطابق مصلحت حال کے ایک نصاب مقرر فرمائی ہے نقرہ مین
دو سو درہم اور ذہب مین بیس مثقال اور غلات و ثمار مین آٹھ سو من شرعی کہ پانچ
اونٹ کا بار شتران عربی سے ہوتا ہے اور گوسفند مین چالیس گاؤ مین تیس شتر مین
پانچ پہر جسکو اہل زکوۃ جانتے اوسکو زکوۃ دیتے اور اگر کوئی زکوۃ مانگتا اور اوسکا حال
معلوم نہوتا تو اوسکو بہی دیتے اگر معلوم ہو جاتا کہ وہ غنی ہے تو فرما دیتے کہ غنی کا حصہ
اس زکوۃ مین نہین ہے اور نہ اوس شخص کا حصہ ہے جو کمائی کرسکتا ہے عادت شریفہ
یہ تہی کہ جس شہر یا گاؤن کی زکوۃ ہوتی اوسی جگہہ کے فقرا پر صرف کرتے اگر کچہہ بچ
جاتا مدینہ مین پاس حضرت کے لاتے یہان کے فقیرون کو دیتے جب کوئی پاس آپکے
زکوۃ لاتا اوسکو دعا دیتے اللہم بارک فیہ دفی اہلہ کبہی کہتے اللہم صل علیہ اور
متصدق کو اس سے منع فرماتے کہ وہ مال اپنے صدقہ کا خرید کرے اور شتران صدقہ کو
اپنے دست مبارک سے داغ دیتے غالبا یہ داغ کان پر دیا جاتا تہا اور کبہی واسطے مصالح
مسلمین کے مال صدقہ پر قرض لیتے اور وقت ضرورت کے زکوۃ دو سالہ پیشگی طلب
فرماتے زکوۃ فطر کے لئے کوچہ و بازار مین منادی بہیجتے کہ سن لو زکوۃ فطر ہر مسلمان مرد
و زن و آزاد و بندہ و خرد و بزرگ پر واجب ہے دو مد گندم یا ایک صاع طعام نسائی مین
آیا ہے جب علی خلیفہ ہوئے کہا اللہ نے تمپر وسعت کی ہے تم بہی وسعت کرو ایک
صاع گندم وغیرہ دیا کرو عادت نبوی یہ تہی کہ زکوۃ فطر نماز عید سے پہلے دیتے اور فرماتے
من اداہا بعد الصلوۃ فہی صدقۃ من الصدقات ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ
فطر دینا بعد نماز کے کافی نہین ہوتا ہے بعض علماء اسکے قائل ہین کہ صرف کرنا فطرہ انواع

ثمانیہ مین جائز نہین ہے بلکہ خاص ہے ساتھہ مساکین کے اور صدقہ تطوع کو بہت
دوست رکھتے اور اوسکے دینے سے ایسے خوش ہوتے جتنا کہ بخیل لینے کو خوش ہو اور
جس قدر راہ حق مین صرف کرتے اوسکو بہت نہ جانتے اور کم بہی نہ سمجھتے اور جو کوئی
آپ سے کچہہ مانگتا اگر وہ چیز حاضر ہوتی تو دیتے اندک یا بسیار اور داد و دہش آپ کی
ایسی تہی کہ گویا کچہ خوف فقر کا نہ تہا اور جب محتاج کو دیکہتے اپنا کہانا پینا دیدیتے اور عطا
و صدقہ مین تنوع فرماتے مال والے کا مال بہی دیتے اور قیمت بہی عطا کرتے کبہی قرض
لیتے اور قرض سے زیادہ ادا فرماتے اور کبہی مال سے زیادہ قیمت دیتے اور کبہی
ہدیہ لیتے اور دو چند سہ چند اوس سے دیتے غرضکہ جسطرح پہنچانا احسان و نفع کا خلق
کو ممکن ہوتا وہ کرتے اور لوگون کو صدقہ دینے پر ترغیب دلاتے اور حالاً و قالاً لوگون کو
طرف سخاوت و سماحت کے بلاتے یہانتک کہ بخیل بہی آپکا حال دیکہہ کر متاثر ہوتا اور
بذل و کرم اختیار کرتا اور جو کوئی آپسے مخالطت و مصاحبت کرتا تو اپنے نفس کا مالک
نہ رہتا یہانتک کہ احسان و داد و دہش کرنے لگتا اور ہمیشہ اس سبب سے منشرح القلب شادان
نفس منبسط الخاطر طیب النفس رہتے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انتہی ما فی اسفر السعادۃ ملخصاً

فصل

جسطرح کہ نماز کے لئے ایک صورت و ایک حقیقت ہے اسی طرح زکوٰۃ کے لئے بہی ایک صورت
و روح ہے جو شخص اوس سر و حقیقت کو نہین جانتا ہے اوسکی زکوٰۃ ایک صورت بے روح
ہوتی ہے وہ سر تین چیزین ہین ایک یہ کہ خلق مامور ہے کہ اللہ پاک سے محبت رکہے اور
کوئی مومن نہین ہے کہ وہ یہ دعوی نہ کرتا ہو بلکہ خلق مامور ہے ساتھہ اسکے کہ کوئی چیز
بہی اونکو اللہ سے زیادہ دوست نہ ہو جسطرح قرآن مین فرمایا ہے قل ان کان اباءکم
و ابناءکم الآیہ اور ہر مومن کو یہ دعوی ہے کہ وہ اللہ کو سب چیزون سے زیادہ دوست

رکہتا ہے اور سمجہتا ہے کہ مین ایسا ہی ہون اسلئے حاجت نشان و برہان کی ہوئی
تاکہ ہر شخص دعوی بیجا صل پر دہوکا نہ کہا لئے سو مال جو کہ محبوب انسان تہا اس لئے
اوس سے انسان کا امتحان لیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دعوی مین سچا ہے تو اسمین اپنے
محبوب کو فدا کر تا کہ تجکو درجہ اپنا اللہ کی دوستی مین معلوم ہو جائے اسپر لوگ تین طرحکے
ہو گئے ایک طبقہ صدیقین کا تہا کہ جو کچہ اونکے پاس تہا سب فدا کر دیا اور کہا کہ دو سو
درہم مین سے پانچ درہم دینا کام بخیلون کا ہے ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم سب دے ڈالین
کچہہ نرکہین جسطرح کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تہا کہ سارا مال اپنا پاس حضرت کے
لے آئے پوچہا عیال کے لئے کیا چہوڑا کہا اللہ و رسول کو دوسرے گروہ نے آدہا
مال دیا جسطرح عمر رضی اللہ عنہ نصف مال لائے پوچہا عیال کے لئے کیا رکہا کہا
اسی قدر فرمایا بینکما ما بین کلمتیکما تفاوت تمہارے درجہ کا موافق تفاوت کلام
کے ہے طبقہ دوم وہ نیک لوگ ہین جنہون نے اپنا مال ایک بار خرچ نکیا اور اسکی حفاظت
رکہتے تہے لیکن انتظار حاجات فقرا و وجوہ خیرات کا کرتے تہے اور خود برابر درویشون
کے رہتے تہے اور قدر زکوۃ پر قصر نکرتے تہے مگر جو درویش انکے پاس آتے اونکو
برابر اپنے عیال کے رکہتے تہے تیسرا طبقہ وہ ہے جسکو اس سے زیادہ طاقت نہین ہے
کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم دے اسنے مقدار فرض پر اکتفا کیا اور حکم شرع کو
خوشدلی اور شتابی سے مانا اور کچہہ احسان درویشون پر نرکہا یہ پچہلا درجہ ہے ایسا شخص
دوستی خدا سے بے نصیب ہے اسکی دوستی ساتہہ خدا کے سخت ضعیف ہے اور یہ شخص
زمرۂ دوستون مین بخیل ہے دوسرا بہید پاک کرنا دل کا ہے پلیدی بخل سے کیونکہ بخل
دل مین بمنزلہ نجاست کے ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے بندہ لائق قرب حضرت حق کے
نہین ہوتا جسطرح کہ نجاست ظاہر کے سبب ناشایستگی قالب کی ہوتی ہے حضور نماز
سے سو دل بخل کی پلیدی سے پاک نہین ہوتا ہے مگر اسی طرح کہ مال کو نکالے ولہذا

زکوٰۃ پلیدی بخل کو دور کرتی ہے اور مثل پانی کے نجاست کو دھو دیتی ہے اسی لئے صدقہ
وزکوٰۃ حضرت پر اور اہل بیت حضرت پر حرام ہے کہ آپکے منصب کو چرک مال مردم سے
بچانا چاہئے تیسرا بھید شکر نعمت ہے کیونکہ مال ایک نعمت ہے حق مین مومن کے
اور سبب ہے راحت کا دنیا و آخرت مین سو جسطرح نماز روزہ حج شکر ہے نعمت بدن
کا اسی طرح زکوٰۃ شکر ہے نعمت مال کا تا کہ جب آپکو بسبب اس نعمت کے بے نیاز دیکھے
اور ایک دوسرے مسلمان کو جو اسکی طرح ہے درماندہ پائے تو اپنے جی مین کہے
کہ یہ بھی بندہ خدا ہے مثل میرے مین اس امر کے شکر مین کہ مجکو اللہ نے بے نیاز
کیا اور اسکو میرا نیازمند ٹھیرایا مین اسکے ساتھ کچھ رفق و مدارات کرون کہین ایسا نہو
کہ یہ آزمایش ہو اور اگر مین تقصیر کرون تو مجکو بھی اسکی طرح کا کر دے اور اوسکو میری طرح
کا کر دے اسلئے ان اسرار زکوٰۃ کا جاننا ضرور ہے تا کہ عبادت ایک صورت بے معنی نہو
ف جو شخص یہ چاہے کہ اوسکی عبادت زندہ ہو اور بے روح نہو اور ثواب اوسکا
دوچند ہو اوسکو لازم ہے کہ سات وظیفے نگاہ رکھے ایک یہ کہ زکوٰۃ دینے مین شتابی
کرے اور پہلے اس سے کہ واجب ہو اندر تمام سال کے دے ڈالے اسمین تین فائدے
ہین ایک یہ کہ اثر رغبت عبادت کا اوسپر ظاہر ہوگا کیونکہ دینا بعد واجب ہونے کے
خود ضرور ہوتا ہے اگر نہ دیگا معاقب ہوگا تو اوسوقت کا دینا ڈر سے ہوا نہ دوستی سے
تو یہ بندہ ایسا ہوا کہ جو کچھ کرتا ہے بیم سے کرتا ہے نہ دوستی و شفقت کی راہ سے دوسرے
یہ کہ دل مین درویشون کی خوشی پہنچائے تا کہ وہ اخلاص سے دعا کرین اور اسکو بھی
کوئی خوشی ناگہان حاصل ہو اور دعا فقرا کی ایک حصار ہوتا ہے جملہ آفات سے
تیسرے یہ کہ عوائق روزگار سے ایمن ہو کیونکہ تاخیر مین بہت سی آفتین ہوتی ہین شاید
کوئی عائق آپڑے اور اس خیر سے محروم رہجائے اسلئے جب دل مین کسی شئی کی رغبت آوے
تو اوسکو غنیمت جانے کہ وہ نظر رحمت سے قریب ہے کہین شیطان حملہ آور نہو جاوے

قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن ایک بزرگ غسلخانہ مین تھے اونکے جی مین آیا کہ پیراہن ایک درویش کو دینا چاہیے مرید کو پکارا اور پیراہن اوتار کر اوسکو دیا اوسنے کہا اے شیخ تمنے اتنا صبر کیا ہوتا کہ نہا کر باہر آتے کہا مین ڈرا کہ کہین دوسرا خطرہ آکر مجکو اس کام سے باز نرکھے وظیفہ دوم یہ ہے کہ جب زکوٰۃ دینا چاہیے تو ماہ محرم مین دے یہ مہینا حرمت والا ہے اور اول سال ہے یا رمضان مین دے کیونکہ وقت جسقدر شریف ہوگا اوسی قدر ثواب مضاعف ہوگا حضرت بڑے سخی تھے مگر رمضان مین سب ایام سے زیادہ تر سخی ہوجاتے تھے کچھ اپنے پاس نرکھتے سب دے ڈالتے تیسرا وظیفہ یہ ہے کہ زکوٰۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور رہے اور اخلاص سے نزدیک ہو حدیث مین آیا ہے کہ صدقہ پوشیدہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے قیامت مین سات گروہ سایۂ عرش کے نیچے ہونگے اونمین ایک وہ شخص بہی ہوگا جسنے داہنے ہاتھہ سے صدقہ دیا اور بائین ہاتھہ نے نہ جانا اسکا درجہ برابر درجۂ امام عادل کے ٹھہرا کہ وہ بہی زیر سایۂ عرش ہوگا اسی وجہ سے سلف اخفار صدقہ مین اتنا مبالغہ کرتے تھے کہ نابینا طلب کرتے اور اوسکے ہاتھہ مین رکھ دیتے اور بات نکرتے کہ وہ پہچانے کہ کون ہے اور کسنے دیا اور کوئی کسی درویش خفتہ کے کپڑے مین باندہ دیتا اور بات نکرتا کہ کہین جاگ نہ اوٹھے اور کوئی کسی کو وکیل کی معرفت دیتا یہ سب کام اسلئے کرتے تھے کہ درویش بہی نجانے غرضکہ چھپانا صدقہ کا دوسرون سے ایک امر ضروری وہم سمجھتے تھے کیونکہ برملا دینے مین اندیشہ ریا کے آنیکا باطن مین ہوتا ہے اگر باطن مین بخل نرہا تو ریا آئی اور یہ صفات منجملہ مہلکات کے ہین لیکن بخل بچھو کی طرح ہے اور ریا سانپ کی طرح یہ قوی تر ہے سو جب یہ بچھو اوقوت سانپ کی دیگا تو سانپ کو اور بہی زیادہ طاقت حاصل ہوجائیگی تو اب وہ ایک تہلکہ سے چھوٹ کر اوس سے سخت تر تہلکہ مین جا پڑیگا پھر جب گور مین جائیگا تو زخم ان صفات کا دل پر مثل زخم مار و کژدم کے پائیگا اسلئے برملا دینے کا ضرر تفع سے

بڑھکر ہے احیاء العلوم میں صدقہ اخفا میں پانچ معنی ذکر کرکے لکھا ہے فینبغی ان یراعی
هذه الدقائق فان اعمال الجوارح مع اهمالها ضحكة الشيطان لكثرة التعب و
قلة النفع ومثل هذا العالم هو ما قيل فيه ان تعلم مسئلة واحدة افضل من
عبادة سنة وعلى الجملة الاخذ فى الملاء والرد فى السر اسلم المسالك فلا
يدفع بالتزويقات الا ان يكمل المعرفة بحيث يستوى عنده السر والعلانية
وهو الكبريت الاحمر يسمع ولا يرى انتهى چوتھا وظیفہ یہ ہے کہ ریا سے امین ہو اور
اپنے دل کو نمود سے پاک کرے اور جانے کہ اگر میں بر ملا دونگا تو اور لوگ بھی میری پیروی
کرینگے اور اونکی رغبت صدقہ و زکوٰۃ دینے میں زیادہ ہوگی تو ایسے شخص کے لئے بر ملا دینا
افضل ہے یہ حالت اوس شخص کی ہوتی ہے جسکے نزدیک مدح و ذم ایک حکم رکھتی ہے
اور وہ سب کا مومنین اللہ کے علم پر کفایت کرتا ہے پانچواں وظیفہ یہ ہے کہ صدقہ کو سنت
و دست سے حبط نکرے قال تعالی لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى اذی کے
معنی ہیں درویش کو آزردہ کرنا جیسے ترش روئی سے پیش آنا یا پیشانی پر بل ڈالنا اور سخت
بات کہنا اور اوسکو بسبب درویشی و سوال کے خوار رکھنا اور چشم حقارت سے دیکھنا اور یہ
حرکت دو طرح سے جہل و حماقت ہے ایک یہ کہ اسپر مال کا ہاتھہ سے دینا دشوار تھا اسلئے تنگدل
ہوکر بات نجرے کرتا ہے سو جس شخص پر یہ بات دشوار ہے کہ ایک درم دے اور ہزار درم لے
وہ جاہل ہے کیونکہ وہ اس زکوٰۃ دینے سے فردوس اعلی اور اللہ کی رضامندی حاصل کریگا
اور اپنی جان کو دوزخ سے خرید لیگا تو اب اوسپر صدقہ دینا کیوں دشوار و ناگوار ہے اگر اس
انجام پر ایمان رکھتا ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ مجکو درویش پر شرف حاصل
ہے بسبب تونگری کے اور یہ نہیں جانتا کہ جو شخص پانسو برس پہلے اس سے بہشت میں
جائیگا وہ اس سے شریف تر ہے اور اوسکا درجہ اس سے بہت بلند ہے اور اللہ کے نزدیک
شرف و فخر درویشی کا ہے نہ تونگری و آسودگی کا نشان اس شرف کا اس جہان میں یہ ہے

کہ تونگر کو شغلہ دنیا و مال و رنج دنیا مین مشغول کیا ہے حالانکہ نصیب اوسکا قدر حاجت سے
زیادہ نہین ہے اور اوسپر یہ بات واجب کی گئی ہے کہ وہ بقدر حاجت کے درویش کو
دیوے پس حقیقت مین تونگر اس جہان مین سخرۂ درویش ہے اور اوس جہان مین پانسو
برس تک منتظر مغفرت کا رہیگا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پ چھٹا وظیفہ یہ ہے
کہ منت نرکہے کیونکہ اصل منت کی جہل ہے اور یہ ایک صفت ہے دل کی یہ منت
رکہنا یون ہوتا ہے کہ اس طرح جانے کہ مینے درویش کے ساتھہ نکوئی کی ہے اور ایک
نعمت اپنے پاس سے اوسکو دی ہے اسلیئے کہ وہ درویش اسکا زیر دست ہے سو جب
اسطرح جانیگا تو نشان اس پندار کا یہ ہے کہ اس امر کا متوقع ہوگا کہ درویش اوسکی خدمت
زیادہ کرے اور اوسکے کاروبار مین لگا رہے اور ابتدا السلام کرے اور مجمع مین زیادہ
حرمت سے پیش آئے اور اگر اوس سے کوئی تقصیر اسکے حق مین ہو جائے تو پہلے حال سے
بھی یہ زیادہ متعجب ہو اور کہنے لگے کہ مینے اوسکے ساتھہ ایسا اور ویسا احسان کیا ہے
یہ سب جہل ہے بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ درویش نے اوسکے ساتھہ دوستی کی اور احسان
کیا کہ صدقہ اوس سے قبول کر لیا تاکہ وہ آتش دوزخ سے رہا ہو اور دل اوسکا پلیدی بخل
سے پاک ہو اگر کوئی حجام مفت مین اسکی حجامت کرتا تو اسپر احسان رکہتا کہ مینے وہ خون
جو سبب تیرے ہلاک کا تہا کہینچ لیا سو اسی طرح بخل باطن مین اور مال زکوٰۃ کا ہاتھہ مین
سبب اسکے ہلاک و پلیدی کا ہے اب جو یہ طہارت اسکو حاصل ہوئی اور نجات ملی تو چاہیے
کہ یہ اوس درویش کا احسانمند و منت پذیر ہو حضرت نے فرمایا ہے صدقہ پہلے دست
لطف حق مین پڑتا ہے پہر ہاتھہ مین درویش کے تو گویا یہ شخص اللہ ہی کو دیتا ہے
درویش لینے مین نائب حق ہے تو اب درویش کا ممنون ہونہ یہ کہ درویش پر منت
رکہے اور جب تینون اسرار زکوٰۃ کے سوچیگا تو جان سکتا ہے کہ یہ منت رکہنا میرا جہل
سے ہے سلف اس منت ہی سے بچنے کے لئیے یہانتک مبالغہ کرتے تھے کہ سامنے درویش کے

متواضع وار کہڑے ہوکر سوال کرتے کہ ہم سے اس مال کو قبول فرماؤ اور بعض ہاتہہ سامنے
کر دیتے تاکہ خود درویش اپنے ہاتہہ سے اوٹہا لے اور درویش کا ہاتہہ نیچا نہو کما الید العلیا
خیر من الید السفلی اوسی کو سزاوار ہے جو منت رکہے عائشہ وام سلمہ جب کسی درویش
کو کچہہ بہیجتین تو کہدیتین کہ یاد رکہنا کہ وہ کیا دعا دیتا ہے کہ اوسکی ہر دعا کا بدلا دعا سے
کرین تاکہ صدقہ خالص رہے اوسکی مکافات نہو بلکہ اپنے دعا کا بہی نہین کرتی تہین
اس گمان پر کہ مین احسان کرتا نہ سمجہے کیونکہ محسن حقیقت مین درویش ہے جسنے یہہ
ذمہ داری تیری طرفسے کرلی ہے ساتوان وظیفہ یہ ہے کہ جو مال نیکو تر و بہتر و حلال تر ہو
وہ دیوے کیونکہ جس مال مین کچہہ شبہہ ہوتا ہے وہ لائق قربت کے نہین شہیر اللہ تعالی
پاک ہے سوا پاک کے قبول نہین کرتا قال تعالی ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ یعنی اگر وہ چیز تمکو دین تو تم کراہت سے لو پہر اللہ کے
حصہ مین وہ چیز کیون خرچ کرتے ہو اگر کوئی شخص سامنے اپنے مہمان کے وہ چیز رکہے جو گہر
مین سب سے بدتر ہو تو بیشک مہمان کا استخفاف کریگا پہر یہ بات کس طرح روا ہو سکتی ہے
کہ بدترین اشیا اللہ کو دے اور اوسکے بہترین بندون کو چہوڑ دے دلیل بدتر دینے پر یہ ہے
کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو کوئی صدقہ دل کی خوشی سے نہ دے تو ایسا اوسکا ڈر ہے کہ وہ قبول نہو
حضرت نے فرمایا ہے ایک درہم صدقہ کا ہزار درہم پر صدقہ کے سبقت لیجاتا ہے یہ وہ
صدقہ ہوتا ہے جو دل کی خوشی سے دے اور بہتر سے بہتر دے ف جس درویش مسلمان
کو صدقہ دیا گیا فرض گردن سے اوتر گیا لکن تاجر آخرت کو چاہیئے کہ زیادتی ربح سے ہاتہہ
نہ کہینچے صدقہ اپنی جگہہ پر دیا جاتا ہے تو اوسکا ثواب مضاعف ہوتا ہے اسلئے پانچ قسم
کے لوگ طلب کرے اول وہ جو پارسا و پرہیزگار ہون حضرت نے فرمایا ہی نہ کہلائے طعام
تیرا مگر متقی اور نہ کہائے تو مگر طعام متقی کا یہ اسلئے کہ اہل تقوی جو کچہہ لیتے ہین اوس سے
اللہ کی طاعت پر استعانت کرتے ہین اور یہ شخص اونکی طاعت مین شریک ہوتا ہے کیونکہ

اسنے اونکی اعانت کی ایک شخص تونگر تہا وہ سوا صوفیہ کے کسی کو صدقہ نہ دیتا کہتا یہ وہ قوم ہے
جنکے سوا حق کے کچہہ ہمت نہین ہے انکو اگر کوئی حاجت ہوگی تو انکی فکر پراگندہ ہوجاتیگی
اور مین ایسے ایک دلکو حضرت حق مین لیجانا دوست تر رکہتا ہون اس بات سے کہ سو دل
ایسے لیجاؤن جنکی ہمت دنیا ہو اس بات کو کسی نے جنید رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا فرمایا
یہ کلام کسی ولی اللہ کا ہے اور مینے مدت سے ایسی عمدہ بات نہ سنی تہی وہ شخص بقال
تہا مفلس ہوگیا اسلیے کہ درویش جو کچہہ اوس سے خرید کرتے یہ اونسے قیمت نہ لیتا جنید رح نے
اوسکو کچہہ مال اپنے پاس سے دیا تاکہ تجارت کرے اور کہا تجہسے شخص کو تجارت کرنا زیان
نہین کرتا دوسرے یہ کہ اہل علم سے ہو کیونکہ جب اوسکو صدقہ ملیگا تو اوسکو علم پڑہنے
کی فرصت حاصل ہوگی اور یہ شخص ثواب مین اوسکے علم کے شریک رہیگا علم اشرف
عبادات ہے اگر نیت صحیح ہو احیاء الاحیاء مین کہا ہے کان ابن المبارک یخصص معروفہ
اہل العلم فقیل لہ فی ذلک فقال انی لا اعرف بعد مقام النبوۃ افضل من مقام
العلماء فاذا اشتغل قلب احدہم بحاجتہ لم یتفرغ للعلم فتفریغہم افضل
انتہی لکن مراد اس سے علماء آخرت ہین نہ علماء دنیا جنکو فقہاء کہتے ہین تیسرے وہ شخص
جو اپنی درویشی کو مخفی رکہتا ہے اور تجمل کے ساتہہ بسر کرتا ہے یحسبہم الجاہل اغنیاء
من التعفف اس قوم نے پردہ تجمل کا اپنے منہہ پر ڈالا ہے سو ایسے کو دے نہ اوسکو
جو سوال کرے لیسے کچہہ باک نہین رکہتا چوتہے وہ شخص جو عیال دار ہو یا بیمار کہ جسقدر
حاجت و رنج کسی کا زیادہ ہوگا اوتنا ہی راحت پہنچانے کا ثواب زیادہ ملیگا پانچوین
وہ شخص کہ رشتہ دار ہو کہ اسمین صدقہ و صلہ رحم دونون ہین اسی طرح جو شخص اس سے
اللہ کے لئے برادری رکہتا ہے وہ بہی درجہ اقارب مین ہے اور اگر کوئی ایسا شخص ملجائے
کہ جسمین یہ سب صفات یا اکثر صفات ہون تو وہ سب سے اولی تر ہے غرضکہ ایسے لوگون
کو صدقہ دیگا تو اونکی ہمت و فکرت و دعا اسکے لئے ایک حصن حصین ہوگی اور یہ فائدہ

صحیح اوس سے ۔ اور اوّل دور مجاہدہ اور شکر نعمت کا بجا لانا ان مال زکوٰۃ کا تعلق یہ ہے کہ اسکو ضرور
اسلئے کہ یہ مال لوگون کا میل کچیل ہے اور علوی کا لینا یا کافر کا ایسے مال کو مثل دریغ
ف جو شخص زکوٰۃ کا مال لے اوسکو چاہیے کہ پانچ امر کا لحاظ رکھے ایک یہ جانے
کہ اللہ نے بندون کو محتاج مال کا پیدا کیا ہے اسی سبب سے ہاتھہ مین بندون کے بہت سا
مال رکھا ہے لکن جن لوگون کے حال پر عنایت زائد تھی اونکو مشغلۂ دنیا و مال سے محفوظ
فرمایا اور بار و رنج کسب و مشغلۂ دنیا کا تونگرون پر رکھا ہے اور اونکو حکم دیا کہ جو ہمارے
عزیز بندے ہین تم اونکو بقدر حاجت کے دیتے رہا کرو تاکہ وہ عزیز بار دنیا سے سبکبار ہو کر
طاعت خدا مین ایک ہمت ہون سو جب وہ اسباب حاجت کے پراگندہ ہمت ہوتے ہین
تو ہاتھہ سے تونگرون کے اونکو بقدر حاجت کے ملتا ہے تاکہ انکی دعا و ہمت اونکے لئے
کفارہ ہو اسلئے درویش جو کچھہ لے تو وہ اس نیت سے لے کہ اپنی کفایت مین صرف کرکے واسطے
طاعت کے فارغ البال خاطر جمع ہو اور اس نعمت کی قدر پہچانے کہ تونگر کو اوسکے لئے مسخر
کر دیا ہے وہ اسکا بیگاری ہے اور یہ عبادت مین مشغول رہے یہ ویسی بات ہے کہ دنیا کے
بادشاہ بھی غلامان خاص کا خدمت سے غائب ہونا نہین چاہتے ہین اونکو نہین چھوڑتے
کہ وہ کسب دنیا مین مشغول ہون لکن روستائیون اور بازاریون کو جو لائق اونکی خدمت
کے نہین ہین خراج اونکا کر دیتے ہین اور اونسے جزیہ و خراج لیکر جاگیر غلامان خاص مقرر
کرتے ہین سو جسطرح مقصود بادشاہ کا ان سب سے استخدام خواص ہوتا ہے اسی طرح ارادہ
حقتعالی کا ساری خلق سے عبادت حضرت حق ہے ولہذا فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون غرضکہ درویش جو کچھہ لے اسی نیت سے لے ایسا کام دینی تحصیل سے
بنتا ہے جسکا قصد یہ ہوتا ہے کہ دین کے لئے فراغت ملے دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو
لے یہ سمجھے کہ اللہ نے دیا ہے اور اوسی کی طرف سے ملا ہے تونگر کو مسخر جانے کہ اللہ نے
اوسکو دینے کے لئے اپنی طرف سے گماشتہ مقرر کیا ہے کہ وہ اللہ کا مال اسکو دے اور ملک

ایمان اوس سے یہ مال دلواتا ہے کیونکہ نجات وسعادت اوسکی وابستہ ساتھہ اسی صدقہ کے ہے
اگر یہ ایمان نہوتا تو ایک دانہ بھی وہ کسیکو نہ دیتا پس سارا احسان اللہ کا ہے کہ اوسنے یہ موکل
ایمان اوسپر مقرر کردیا ہے پہر جب یہ جان لیا کہ تونگر فقط ایک مسخر اور واسطہ ہے تو اللہ کا شکر
اور اوسکا شکر بجالاوے کیونکہ حدیث مین آیا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اللہ
اگرچہ خالق ہے اعمال جملہ عباد کا لکن اوسنے عباد پر ثنا کی ہے اور اونکا شکر ادا فرمایا ہے اور
کہا نعم العبد انہ اواب اور فرمایا انہ کان صدیقا نبیا یہ اسلیئے کہ جسکو واسطہ خیر کا بنایا
ہے اوسکو عزیز رکہا ہے سو اللہ کے عزیزون کی قدر پہچاننا چاہیئے یہی معنی ہین شکر کے
کہ دینے والے کو دعا دے اور کہے طہر اللہ قلبک فی قلوب الابرار وزکی عملک فی
عمل الاخیار وصلی علی روحک فی ارواح الشہداء حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی
تمہارے ساتھہ نیکی کرے تم اوسکا بدلا کرو اگر نہ کرسکو تو اتنی دعا دو کہ جان لو کہ تمنے بدلا
کردیا اور تمام شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ رکہے اور اندک صدقہ کو اندک وحقیر
نہ جانے جسطرح کہ دینے والے کے لیئے یہ شرط ہے کہ وہ گو بہت کچہہ دے لکن حقیر جانے
اور چشم تعظیم سے نہ دیکہے تیسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو صدقہ حلال نہو اوسکو نہ لے اور ظالم کا مال
اور سود خوار کا مال نہ لے چوتہا وظیفہ یہ ہے کہ اوسی قدر لے جسکی احتیاج رکہتا ہے اور اگر واسطے
سفر کے لیتا ہے تو اوتنا لے جو زاد وکرایہ کو بس ہو نہ زیادہ اور اگر قرضدار ہے تو مقدار قرض
سے زیادہ نہ لے اور اگر کفایت عیال مین دس درہم درکار ہین تو گیارہ درہم نہ لے کہ وہ
ایک درہم حرام ہوگا اور اگر گہر مین کچہہ قماش وچیز ولباس زائد موجود ہو تو پہر زکوۃ نہ لے
پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ زکوۃ دینے والا اگر عالم نہو تو دریافت کرلے کہ تو یہ مال سہم مساکین
سے مجکو دیتا ہے یا سہم قرضدار سے اسلیئے کہ مذہب امام شافعی رح مین ساری زکوۃ ایک صنف
کو دینا نہ چاہیئے احیار الاحیار مین کہا ہے وللمحتاج فی تقدیر حاجتہ مقامات فی
التضییق والیہ میل الورع وفی التوسع والیہ میل المتساہل واذا تحقق حاجتہ

ولا یلقذن مالا کثیرا بل قوت سنة لانه صلعم ادخر لعیاله قوت سنة ولان اسباب الدخل یتکرر بتکرر السنة ولو اقتصر علی قوت شهر او یوم کان اقرب الی التقوی والعدل لکمایة سنة فما اوراءه خطر وما دونه تضییق ولا یترخص القابض فلا لظاهر الفتوی بقیة قیود وتحیینات واتمام تتمات انتہی ف صدقہ دینے کا بڑا اجر ہے حضرت نے فرمایا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرة اور فرمایا الصدقة تطفی غضب الرب اور اگر کچھہ نہ دیسکے تو کوئی اچھی بات ہی سائل سے کہدے قیامت مین ہر شخص سایہ مین اپنے صدقہ کے ہوگا یہانتک کہ خلق کا فیصلہ ہو اور اللہ صدقہ کو لیکر اپنے ہاتھہ مین پالتا ہے جسطرح کہ کوئی شخص بچا اپنے اسپ کا پرورش کرتا ہے یہانتک کہ ایک خرما برابر کوہ احد کے ہوجاتا ہے فرمایا صدقہ ستر دروازے شر کے بند کرتا ہے کسینے پوچہا کون صدقہ بہتر ہے فرمایا وہ صدقہ جو تو حالت تندرستی و بخل مین دے اور مفلسی سے نہ ڈرے نہ وہ صدقہ کہ جب جان حلق مین آگئی اوسوقت کہا کہ یہ فلان فلان کا ہے کہ وہ تو خود ہی اوسکا ہوچکا خواہ تو کہے یا نہ کہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سائل کو اپنے در سے محروم پہیر دیتا ہے سات دن تک اوسکے گہر مین فرشتے نہین جاتے حضرت صلعم دو کام کسی کو سپرد نکرتے خود کرتے ایک تو صدقہ اپنے ہاتھہ سے درویش کو دیتے دوسرے پانی طہارت کا رات کو خود رکہتے اور فرماتے جو کوئی کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے جب تک کوئی لتہ اوس کپڑے کا اوس مسلمان کے تن پر باقی رہتا ہے وہ شخص اللہ کے حفظ مین ہوتا ہے عائشہ صدیقہ نے پچاس ہزار درہم صدقہ مین دے لئے اور خود پیوندار کپڑا پہنے ہوئے تہین اپنا پیراہن تک دوخت نکیا **حکایت** ابن مسعود نے لکہا ہے ایک شخص نے ستر برس تک عبادت کی تہی اتفاقاً اوس سے ایک بڑا گناہ ہوگیا اوسکی ساری عبادت حبط ہوگئی ایک درویش پر اوسکا گزر ہوا اسنے اوس فقیر کو ایک روٹی دی اللہ نے وہ گناہ اوسکا بخشدیا اور وہ عمل ستر برس کا واپس فرمایا والحمد للہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تہا کہ

جب تجھسے کوئی گناہ ہوجائے تو تو صدقہ دے ابن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ مین شکر بہت دیتے
اور کہتے اللہ نے فرمایا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اللہ جانتا ہے کہ مین
شکر کو بہت دوست رکھتا ہون شعبی نے کہا جو شخص آپ کو ثواب صدقہ کا محتاج زیادہ تر
درویش سے جو کہ محتاج اوس صدقہ کا ہے بجانے اوسکا صدقہ قبول نہین ہوتا ہے حسن
بصری نے پاس ایک نخاس کے ایک کنیز دیکھی وہ اچھی صورت کی تھی اوس سے کہا
تو اسکو دو درم پر فروخت کریگا اوسنے کہا نہین فرمایا جا اللہ تعالی حور عین کو دو دانہ پر فروخت
کرتا ہے جو کہ اس کنیز سے کہین زیادہ تر خوب ہے یعنی صدقہ دینے پر وللہ الحمد والمنۃ

باب چوتھا بیان حج کے

ارکان مسلمانی مین حج ایک رکن ہے اور یہ عبادت تمام عمر مین ایک بار فرض ہے اور بعد ہر
پنج سال کے مستحب اسکی فرضیت ویسی ہی ہے جیسی کہ فرضیت نماز و روزہ و زکوۃ
کی ہے بلاتفاوت یہی چارون چیزین مع کلمۂ شہادت کے بنیاد ہین اسلام کی بنص
حدیث خیر الانام صلعم اس باب مین کئی فصلین ہین ؛

فصل ترغیب و ترہیب حج مین

قال تعالی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من
کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم قیل ھی التجارۃ فی الموسم والاجر فی الآخرۃ
بعض سلف نے جب اس آیت کو سنا تو کہا غفر لھم ورب الکعبۃ حدیث ابو ہریرہ مین
آیا ہے کہ حضرت سے پوچھا کون عمل افضل ہے فرمایا ایمان لانا اللہ و رسول پر کہا پھر کون فرمایا
جہاد راہ خدا مین کہا پھر کون فرمایا حج مبرور رواہ الشیخان مبرور سے مراد وہ حج ہے
جسمین کوئی معصیت واقع نہو اور جابر نے رفعاً کہا ہے بر حج کا کھانا کھلانا اور اچھی

بات کرنا اور بیہودہ بکنا ہے دوسرا لفظ ابوہریرہ کا سمویہ مرفوعًا یہ ہے من حج فلم
یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبه کیوم ولدته امه رواه الشیخان یعنی جس
حج مین بیحیائی و فسق کا کام نہین ہوتا ہے تو حاجی اپنے گناہون سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ
جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو اس حدیث سے مغفرت جملہ گناہون کی نکلتی ہے
لکن علما نے حقوق عباد کو اس سے مستثنے کیا ہے بدلیل دیگر احادیث معہذا الست کا
فضل وسیع اور اوسکا کرم بے پایان ہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا
العمرة الی العمرة کفارة لما بینهما والحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة رواه الشیخان
عمرو بن عاص سے فرمایا تھا اما علمت ان الحج یهدم ما کان قبله رواه ابن خزیمة
ومسلم بطوله حدیث حسین بن علی مین حج کو واسطے ضعیف کے بمنزله جهاد کے رکھا ہے
ایک شخص نے کہا تھا انی جبان وانی ضعیف فقال هلم الی جهاد لا شوکة
فیه الحج رواه الطبرانی جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے الحجاج والعمار وفد الله دعاهم
فاجابوه وسألوه فاعطاهم رواه البزار ورواته ثقات اور حدیث ابوہریرہ مین
مین کہا ہے اللهم اغفر للحاج ولمن استغفر له رواه ابن خزیمة دوسرا لفظ ابوہریرہ
کا مرفوعًا یہ ہے من خرج حاجا فمات کتب الله له اجر الحاج الی یوم القیامة و
من خرج معتمرا کتب الله له اجر المعتمر الی یوم القیامة رواه ابو یعلی وفی
حدیث مسند من طرق اهل البیت اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفة فظن
ان الله لم یغفر له **ف** علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعًا کہا ہے من ملك زادا وراحلة
تبلغه الی بیت الله الحرام فلم یحج فلا علیه ان یموت ان شاء یهودیا وان شاء
نصرانیا وذلك ان الله تعالی یقول ولله علی الناس حج البیت من استطاع
الیه سبیلا رواه الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ تارک حج کا باوجود ملکیت
زاد و راحلہ کے کافر ہو جاتا ہے اور کیسا کافر جیسے یہودی یا نصرانی ہیا نا باللہ تارک نماز کی

تشبیہ مشرک سے آئی ہے اور تارک حج کی اہل کتاب سے دی ہے یہ اسلئے کہ اہل کتاب نماز پڑھتے
مین حج نہین کرتے اور مشرکین عرب حج کرتے تھے نماز نہین پڑھتے تھے غرضکہ ترک کرنا کسی رکن کا
ارکان اسلام سے مشابہ خروج کے ہے ملت سے ابو سعید خدری کا لفظ رفعایہ ہے یقول اللہ
عزوجل ان عبدا اصححت لہ جسمہ ووسعت علیہ فی المعیشۃ تمضی علیہ خمسۃ اعوام لا
یفد الی لمحروم رواہ ابن حبان والبیہقی یہ حدیث قدسی ہے اسمین دلیل ہے اسبات
پر کہ بندۂ تندرست وآسودہ حال اگر پانچ برس تک مکہ مین نہین جاتا ہے تو سمجھو کہ وہ
خیر سے محروم ہے علی ابن المنذر کہتے ہین ہمسے بعض اصحاب ہمارے نے کہا حسن بن حی
کو یہ حدیث بہت پسند آتی تھی اور وہ اس حدیث کو اخذ کرتے تھے اور واسطے مرد
آسودہ وتندرست کے یہ بات دوست رکھتے تھے کہ پانچ برس تک وہ حج ترک نکرے
یعنی بعد تین چار برس کے ضرور حج کے واسطے جایا کرے اگرچہ یہ حج تطوع ہوتا ہے

	دوبارہ می طلبم طوف کعبہ ای نوقیس بتان ہندستلی نمی دہند آزاد	۵	خداداد بہ پروبال من ہوای دگر دوبارہ رو بسوی آہوان بطحا کن	

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع مین ہمسے کہا تھا ھذہ الحجۃ
ثم الجلوس علی الحصر فی البیوت رواہ ابو یعلی یعنی یہ تمہارا حج ہوگیا فرض ساقط ہوا
اب تم گھرون کے اندر بوریون پر بیٹھو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ جو حدیث سابق مین
حکم بار بار حج کرنے کا دیا ہے وہ حق مین مردون کے ہے رہین عورتین سو انکے لئے
یہی بہتر ہے کہ وہ ایکبار حج فرض ادا کرکے خانہ نشین گوشہ گزین رہین مکرر نہ کرو اسطے
حج کے گھر سے باہر نہ نکلین انکے لئے یہی عزلت بہتر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اوس عہد
مین نشست مستورات کی اندر گھرون کے بوریئے پر ہوتی تھی زمین پر بیٹھتی تھین سو زنان
اہل صلاح کو اب بھی اسیطرح کرنا چاہیئے تکلف خانہ داری وفرش وبساط کا واسطے اہل
دنیا کے ہے نہ واسطے ایمان والون کے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے ان البذاذۃ من الایمان

یعنی خاکساری کی چال اور وضع غریبانہ ایمان کی نشانی ہے **حکایت** علی بن موفق ایک بزرگ تھے وہ کہتے ہین ایک سال مین حج کو گیا شب عرفہ مین مینے دو فرشتونکو خواب مین دیکہا کہ جامئہ سبز پہنے ہوئے آسمان سے اترے ایک نے دوسرے سے کہا تو جانتا ہے کہ امسال حاجی کتنے تھے کہا نہین کہا چہ لاکہ تھے تجہے معلوم ہے کہ کتنے لوگون کا حج قبول ہوا کہا نہین کہا امسال چہ شخصون کا حج قبول ہوا پس مین اسبات کے ہول سے جاگ پڑا اور سخت اندوہ ناک ہوا اور مینے اپنے جی مین کہا کہ مین تو کسیطرح بہی ان چہ شخصون مین سے نہین ہون اسی اندیشہ واندوہ مین مشعر الحرام مین پہنچا وہان سوگیا خواب مین اونہین دو فرشتون کو پہر دیکہا کہ وہی ذکر کرتے تھے اونمین سے ایک نے کہا تو جانتا ہے کہ آجکی رات اللہ تعالی نے کیا حکم دیا کہا نہین کہا ہر ایک کو اون چہ شخصون سے ایک ایک لاکہ بخشے اور آونکی طرح اونکو کردیا مین خواب سے جاگا اور نہایت خوش تہا اللہ کا شکر ادا کیا **ف** فتنہ اعظم ومصیبت اجل جو کثیر الوجود ہے وہ حج مین یہ ہے کہ اکثر لوگ اس سفر مبارک مین نماز نہین پڑہتے اور اگر پڑہتے ہین تو وقت پر ادا نہین کرلیتے اور یہ کفر ہے دلیلاً اور حرام ہے اجماعاً جسکو یہ بات ثابت ہوگئی کہ اوسکا حصہ حج مین یہی ہے مرد ہویا عورت تو پہر اوسپر حج کرنا حرام ہے ابن الحاج نے مدخل مین کہا ہے ہمارے علما کہتے ہین جس مکلف کو یہ بات معلوم ہو کہ اوس سے ایک نماز بہی سفر حج مین فوت ہوجائیگی تو حج کرنا اوس سے ساقط ہے کسی نے امام مالک سے پوچہا تہا ایک شخص دریا پر سوار ہوتا ہے وہ جگہہ سجدہ کی نہین پاتا مگر پشت برادر پر اوسکو حج کرنا جائز ہے کہا رحمہ اللہ علیہ کیسے حیث لا یصلی ویل لمن ترک الصلوٰۃ ویل لہ انتہی رہین عورتین سو اون مین ایسی کم ہین جو وقت پر نماز پڑہتی ہین بلکہ اکثر تو نماز ہی نہین پڑہتین انا للہ **ف** بعض علما نے مکہ مین رہنے کو مکروہ کہا ہے کئی وجہ سے ایک یہ کہ دل سے کہین حرمت مکہ کی جاتی نہ رہے اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد حج لوگون کو طرف اونکے بلاد کے مار کر نکال دیتے تھے دوسرے یہ کہ

نو دن ذیحجہ کے ہین صبح روز عید تک احرام باندہنا حج کا اس مدت مین درست ہے اس سے پہلے اگر احرام حج کا کیا ہے تو وہ عمرہ ہوگا نہ حج کو دوسرے مہینے کا حج درست ہے غرضکہ شرط درستی حج کی وقت حج ہے اور شرط ادای فریضہ حج کی یہی ہے کہ مسلمان عاقل بالغ ہو اور شرط نیابت حج کی یہ ہے کہ نہ عیب طرف قریب کے حج کرے نہ غریب طرف غریب کے اور شرط وجوب حج کی استطاعت ہے یہ دو طرح پر ہوتی ہے ایک یہ کہ توانا ہو اپنے تن سے حج کرے اسکے لئے تین چیزین درکار ہین ایک تندرستی دوسرے امن راہ اگر راہ مین دریای خطرناک یا ایسا دشمن ہو جو مال یا جان برباد کرے تو پہر وجوب نہین ہے تیسرے اتنا مال ہو کہ آمد و شد کو بس ہو اور عیال کو واپس آنے تک کا نفقہ دیجائے اور کسی کا قرض نہ کہے اور کرایہ کی سواری کر سکے پیادہ جانا لازم نہین ہے جب استطاعت حاصل ہو تو اب جلدی کرے دیر نہ لگائے گو جائز ہے پہر اگر اتنی تاخیر کی کہ مر گیا اور حج نہ کیا تو سخت عاصی ہوا اوسکے ترکہ سے کوئی رشتہ دار نیابۃ حج بجالائے گو اوسنے وصیت نہ کی ہو کیونکہ یہ فرض اوسکی گردن پر قرض ہے **ف** نوع حج کا معین کرنا واجب ہے نیت ایک نوع خاص کی کر لے تمتع یا قران یا افراد تمتع یہ ہے کہ آفاقی حج کے مہینون مین عمرہ کا احرام کرکے مکہ مین داخل ہو کر عمرہ بجالا کر احرام سے باہر آئے پہر حج کرنے تک حلال رہے اور جو ہدی میسر ہو وہ ذبح کرے قران یہ ہے کہ آفاقی حج و عمرہ کا معًا احرام باندہ کر مکہ مین آکر حج سے فارغ ہونے تک محرم بنا رہے اوسکو ایک طواف ایک سعی کافی ہے جو ہدی میسر آئے اوسکو ذبح کرے وقت واپسی کے طواف وداع بجالائے افراد یہ ہے کہ پہلے حج یا نرے عمرہ کا احرام کرے حاضر مکہ خود مکہ سے احرام باندہے ان اقسام ثلٰثہ مین تمتع افضل ہے اگرچہ مسئلہ مین نزاع طویل ہے حضرت کا حج قران تہا مگر امر تمتع کا فرمایا قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے احرام میقات معروف سے کرے اہل ہند کا میقات یلملم ہے اور جو اندر میقات کے ہو وہ اپنے گہر سے اہلال کرے مکہ والے مکہ سے احرام باندہین **ف** محرم

پہنا قمیص وعمامہ وکلاہ وسراویل وجامۂ رنگین ورس وزعفران کا منع ہے اگر پاپوش نہو تو موزہ کو ٹخنے سے نیچے قطع کرلے عورت نقاب منہ پر نڈالے نہ دستانہ پہنے نہ جامہ ورس وزعفران اور ابتدا احرام مین خوشبو نہ ملے اگر احرام سے پہلے عطر ملا تھا اور ہنوز خوشبو باقی ہے تو کچہ مضائقہ نہین ہے نظر بادلہ یہی راجح ہے اور بدن کے بال نہ لے مگر عذر سے اور فدیہ دے یعنی تین روزے رکھے یا چہہ مسکینون کو نصف نصف صاع طعام کہلائے حج مین رفث وفسق وجدال کرنا بنص قرآن ممنوع ہے یہ کام اگرچہ حلال کو بہی حلال نہین ہین لکن ہمراہ احرام کے اغلظ واشنع ہین منذری نے کہا مراد رفث سے جماع وفحشا اور گفتگوی متعلق جماع ہے ساتہہ بی بی کے فسق سے مراد ہر معصیت ہے جدال سے مراد لڑنا جہگڑنا غصہ کرنا ہے محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ دوسرے کا نکاح کرائے نہ منگنی کرے اور نہ کسی طرح کا شکار کہیلے اور اگر قتل صید کریگا تو اوسپر جزا برابر مقتول کے بموجب تشخیص دو مرد عادل کے لازم آئیگی اور جسکو غیر محرم نے صید کیا ہے اوسکو محرم نہ کہائے مگر اوس صورت مین کہ حلال نے اسکے لئے صید نکیا ہو اور نہ کوئی درخت حرم کا اوکہیڑ لے مگر اذخر کہ یہ گہاس کہرون اور لوہارون کے کام مین آتی ہے ہان محرم کو قتل کرنا پانچ فاسقون کا جائز ہے کوا چیل بچہو چوہا کتا کٹکہنا مسلم مین ابن عمر سے ذکر سانپ کا بہی آیا ہے انکے مار ڈالنے مین کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہین آتا ہے مدینہ منورہ کے صید وشجر کا وہی حکم ہے جو حرم مکہ کا ہے اتنی بات ہے کہ جو حرم مدینہ کا درخت کاٹے یا اوسکے پتے جہاڑے اوسکا سلب واسطے واجد کے حلال ہے یعنی جو کچہ اوسوقت اوسکے پاس ہو وہ چہین لے وج ایک وادی ہے طائف مین اوسکا درخت اور وہ خود بہی حرم ہے بدلیل حدیث مرفوع ابن زبیر ان صید وج وعضاهه حرم محرم لله عزوجل رواه احمد وابوداود والبخاری فی تاریخه وحسنه المنذری وصححه الشافعی یہی حق ہے اور جسنے اس حدیث مین قدح کی ہے

وہ کوئی دلیل صالح قدح نہین لایا **ف** حاجی جب مکہ مین پہنچے طواف کرے سات چکر لگائے
تین شوط مین تیز چلے باقی مین حسب حصول حجر اسود کو بوسہ دے اور ہاتھہ لگائے یا چوب سر کج
سے چہو کر اوس لکڑی کو چومے اور رکن یمانی کا استلام کرے قارن کو ایک طواف ایک سعی
کافی ہے وقت طواف کے باوضو ساتر عورت ہو حیض والی سوای طواف کے سب کام مثل
حاجی کے وقت طواف کے ذکر ماثور کرنا مندوب ہے حضرت ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ
الخ پڑہتے رواہ احمد وابو داؤد والنسائی وصححہ ابن حبان والحاکم عن عبد اللہ
بن السائب رضی اللہ عنہ کیونکہ یہ دعا قرآن مین اتری ہے اور قصیر اللفظ ہے اس
فرصت کم کے مناسب حال بہی ہے یا تسبیح کرے رواہ ابن ماجۃ یعنی سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہے جب طواف کر چکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
مین پڑہکر رکن کے پاس آکر استلام کرے ان دو رکعت مین سورۂ کافرون وسورۂ اخلاص
پڑہے رکن سے مراد حجر اسود ہے **ف** درمیان صفا ومروہ کے سات پہیرے کرے دعائے
ماثور پڑہے یہ تیسرا نسک ہے حضرت نے صفا پر چڑہکر خانہ کعبہ کی طرف منہہ کرکے کہا تہا
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر
یہ سعی سوار وپیادہ دونون طرح پر درست ہے افضل یہ ہے کہ پیادہ ہو پہر اگر حاجی متمتع
تہا تو اب بعد اس سعی کے حلال ہو گیا جب دن ترویہ کا آئے یعنی ہشتم ذیحجہ تب اہلال حج
کا کرے اور صبح عرفہ کو عرفہ مین تلبیہ وتکبیر کہتا ہوا پہنچے ظہر وعصر کو جمع کرے اور خطبہ سنے
پہر بعد مغرب کے عرفہ سے چلکر مزدلفہ مین پہنچکر مغرب وعشا کو جمع کرے اور رات بسر کرکے
اول وقت نماز صبح پڑہ کر مشعر الحرام مین آ لگے وہان اللہ کا ذکر کرے اور ذرا ٹہیرے
کہ سورج نکل آئے یہ چوتہا نسک ہے پہر وہان سے چلکر بطن محسر مین آ ملے اصحاب فیل
اسی جگہہ ہلاک ہوئے تہے یہ جگہہ برزخ ہے درمیان مزدلفہ ومنی کے نہ اسمین ہے نہ
اوسمین یہان اللہ کے غضب سے ہراس ہو پہر طریق وسطے سے چلکر جمرۂ عقبہ کو جو نزدیک

درخت کے ہے سات کنکریان مارے ہر کنکری کے ساتھہ تکبیر کہے یہ کنکری برابر دانہ نخود
یا باقلا کے ہو اور یہ رمی نکرے مگر بعد سورج نکلنے کے ہان عورتین اور بچے اگر پہلے اس سے
رمی کرین تو اونکو جائز ہے پہر حلق یا قصر موی سر کرے یہ پانچوان نسک ہو اب اسکو ہر
چیز حلال ہو گئی مگر عورت اور جسنے حلق یا ذبح یا افاضہ طرف خانہ کعبہ کے رمی سے پہلے
کیا تو کچہہ حرج نہین ہے پہر منی مین آکر شبہای تشریق بسر کرے یہ چہٹا نسک ہے
اور ہر دن ایام تشریق مین تینون جمرات کو رمی کیا کرے سات سات حصاۃ سے پہلے جمرۂ
دنیا کو پہر وسطی کو پہر عقبہ کو اور جو شخص لوگون کو لیکر حج کرے اوسکو مستحب ہے کہ اونکو خطبہ
سنائے دن نحر کے وسط ایام تشریق مین اور حاجی دن نحر کے طواف افاضہ کرے اسکو
طواف الزیارۃ بہی کہتے ہین اور جب جملہ اعمال حج سے فارغ ہو تو طواف وداع بجالائے
ف افضل ہدی شتر ہے پہر گوسفند شتر و گاؤ سات شخصون کی طرف سے کفایت کرتا ہے
اور ہدی والے کو ہدی کا گوشت کہانا درست ہے اور اشعار و تقلید کرنا ہدی کا مستحب
ہے اشعار یہ ہے کہ کوہان شتر مین زخم لگائے جس سے کچہہ خون نکلے تقلید یہ ہے کہ
اوسکے گلے مین کچہہ ڈال دے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے اور
جس شخص سنے ہدی روانہ مکہ معظمہ کی اوسپر کوئی شئے جو محرم پر حرام ہوتی ہے حرام نہین
ہوتی ہے جو قربانی مکہ مین بتقریب حج و عمرہ کیجاتی ہے اوسکو ہدی کہتے ہین اور جو جانور
دوسرے شہرون مین دن عید الاضحی کے ذبح کرتے ہین اوسکو اضحیہ کہتے ہین اضحیہ
ہر گہر والے کے لئے مشروع ہے اور اقل اضاحی ایک گوسفند ہے اور یہی بڑا افضل
اضحیہ ہے وقت اضحیہ کا بعد نماز عید النحر کے ہوتا ہے آخر ایام تشریق تک پہر جو جانور
فربہ اندام تر ہو اوسکا قربانی کرنا افضل تر ہے اسکے احکام باب الاضحیہ مین لکہے جاتے
ہین اسجگہ ضرورت زیادہ تفصیل کی نہین ہے **ف** نزدیک عمرہ کے لئے میقات سے
احرام باندہے اور جو شخص مکہ مین ہو وہ حرم سے طرف حل کے نکلے اور نزدیک بعض

علما کے حق مین جانا ضرور نہین ہے کہ مکے اندر ہی محرم ہو کر اعمال عمرہ کے بجالاوے یعنی
طواف وسعی کرکے حلق یا قصر کرے عمرہ سال تمام مین مشروع ہے اسکے لئے کوئی مہینا
خاص مقرر نہین ہے ہمنے تفصیل ان احکام کی رسالہ رحلۃ الصدیق و رسالہ اتشاح ؟
اور رسالہ الحرز المحرم مین لکہی ہے ف بعد حج کے بنیت مسجد نبوی قصد مدینہ منورہ کا کرے
راہ مین درود کثرت سے پڑہے جب آنکہ در و دیوار مدینہ پر پڑے کہے اللهم هذا حرم رسولك
فاجعله وقاية لي من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب پہر غسل کرکے مدینہ مین آئے اور عطر
ملے اور سفید پاک کپڑے پہنے اور بہت خاکساری و توقیر سے داخل مدینہ ہو اور کہے رب ادخلني
مدخل صدق واخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك سلطانا
نصيرا اور منبر کے نیچے دو رکعت نماز پڑہے حدیث مین آیا ہے ما بين منبري وقبري
روضة من رياض الجنة او كما قال صلى الله عليه وسلم پہر روضہ شریف کے جو کہ موقف حضرت
یہی تہا پہر قصد زیارت کا کرے شعر

	نزد کعبہ نظیری زیارت ما کن	کہ دلبری نکین است در مدینہ ما	

پشت بقبلہ کرنا اور ہاتہ سے دیوار روضہ مطہرہ کی چومنا اور بوسہ دینا سنت نہین ہے
بلکہ منع ہے دور کہڑا ہونا نزدیک تر بہت ادب سے اور کہے السلام عليك يا
رسول الله يا سيد المرسلين يا خاتم النبيين وغیرہ الفاظ مدح وثنا اور اگر کسی نے
وصیت سلام کے پہنچانے کی کی ہو تو اون کہے السلام عليك يا رسول الله
من فلان پہر شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام کرے پہر گورستان بقیع مین جاکے اور بزرگ
صحابہ کی زیارت کرے جب مدینہ سے پہرے زیارت وداع کرے رحلة الصديق الى
البيت العتيق مین آداب زیارت کے مرقوم ہین ف ابو سعید خدری نے کہا ہے
کہ حضرت نے فرمایا ہے لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد مسجد الحرام والمسجد
الاقصى ومسجدي هذا متفق عليه اس حدیث مین نفی ہے فضیلت شد رحل

کی طرف ان تین مسجدونکے برنفی بمعنی نہی ہے یعنی سوا ان مسجدون کے سفر کرنا واسطے
حصول ثواب عبادت کے نہ چاہیے مگر وہ سفر جو شرع مین آیا ہے جیسے طلب علم یا تجارت
ونحو ہما نہ سفر زیارت قبور انبیاء وصلحاء واولیاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے نیچے اس
حدیث کے لکھا ہے کان اہل الجاہلیۃ یقصدون مواضع معظمۃ بزعمہم
یزورونہا ویتبرکون بہا وفیہ من التحریف والفساد ما لا یخفی فسد النبی
صلعم لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ
والحق عندی ان القبر ومحل عبادۃ ولی من اولیاء اللہ والطور کل ذلک
سواء فی النہی واللہ اعلم انتہی کلام الحجۃ البالغۃ بہرحال نماز پڑہنے کا اجر
مسجد نبوی مین بہت ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے صلوۃ فی مسجدی افضل
من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام وصلوۃ فی المسجد الحرام افضل
من مأیۃ الف صلوۃ فیما سواہ رواہ احمد وابن ماجۃ باسناد صحیح
یعنی مسجد مکہ مین ایک نماز برابر لاکہہ نماز کے ہے اور مسجد مدینہ مین برابر ایک ہزار نماز
کے ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے صلوۃ فی مسجدی خیر من الف صلوۃ فیما
سواہ الا المسجد الحرام رواہ البخاری واللفظ لہ ومسلم انس مرفوعاً کہتے ہین
من صلی فی مسجدی اربعین صلوۃ لا تفوتہ صلوۃ کتب لہ براءۃ من النار
وبراءۃ من العذاب وبریٔ من النفاق رواہ احمد یعنی چالیس نمازین بلا فوت
حضرت کی مسجد مین پڑہنا موجب برات کا ہے نار وعذاب ونفاق سے دوسرا لفظ انس
کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا نماز آدمی کی اوسکے گہر مین ایک نماز ہے اور نماز مسجد قبائل
مین پچیس نمازین ہین اور مسجد جامع مین پانسو نمازین اور مسجد اقصی مین پچاس ہزار
نمازین اور میری مسجد مین پچاس ہزار نمازین اور نماز مسجد الحرام مین لاکہہ نمازین رواہ
ابن ماجۃ حدیث سہل بن حنیف مین فرمایا ہے من تطہر فی بیتہ ثم اتی مسجد قبا

نصلی فیہ کان کاجر عمرۃ رواہ النسائی وابن ماجۃ واللفظ لہ اسید بن انصاری
کا لفظ مرفوع یہ ہے صلوٰۃ فی مسجد قبا کعمرۃ رواہ الترمذی سعد کہتے تھے
لان اصلی فی مسجد قبا احب الی من ان اصلی فی بیت المقدس رواہ الحاکم
ابن عمر نے سموعًا مرفوعًا کہا ہے من صلی فیہ کان کعدل عمرۃ رواہ ابن حبان
یعنی مسجد قبا مین گھر سے وضو کرکے جانا اور وہان نماز پڑھنا اجر مین برابر عمرہ کے ہے صحیحین
مین ابن عمر سے آیا ہے کہ حضرت قبا کی زیارت کرتے وہان سوار و پیادہ جاتے اور دو
رکعت نماز پڑھتے انتہٰی پس جو شخص مدینہ منورہ مین ہو اوسکو چاہیئے کہ اس فضیلت
سے غفلت نکرے **ف** حدیث سعد مین فرمایا ہے المدینۃ خیر لھم لو کانوا
یعلمون لاید عہا احد رغبۃ عنہا الا ابدل اللہ تعالی فیہا من ھو خیر
منہ ولا یثبت احد علی لاوائہا وجہدہا الا کنت لہ شفیعا وشہیدا
یوم القیامۃ رواہ مسلم اسمین فضیلت ہے اوس شخص کی جو مدینہ کی تکلیف و فاقہ
کشی و مشقت و محنت پر صبر کرے حضرت ایسے شخص کے لئے دن قیامت کو شفیع و
شہید ہونگے ابن عمر نے مرفوعًا کہا ہے من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت
بہا فانی اشفع لمن یموت بہا رواہ الترمذی وابن حبان یعنی جو کوئی مدینہ
مین جاکر مرسکے وہ وہان جاکر مرے کہ حضرت اوسکے شفیع ہونگے زہے نصیب حاطب
کا لفظ یہ ہے من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات باحد
الحرمین بعث من الامنین یوم القیامۃ رواہ البیہقی یہ حدیث اوس شخص
کو شامل ہے جسنے منجملہ اہل مدینہ کے حضرت کی زیارت کی اور اوس شخص کو بھی جو بہ نیت
مسجد نبوی مسافر ہوکر مدینہ مین پہنچا اور مشرف بزیارت ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ مرنا مکہ
و مدینہ مین موجب امن و امان کا ہے عذاب سے دن قیامت کے اللہم ارزقنا شہادۃ
فی سبیلک واجعل موتنا فی بلد رسولک حضرت نے حق مین شہر و صاع و مد

مدینہ کے دعامی برکت کی ہے رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ اور مدینہ کو قبۃ الاسلام و دارالایمان وارض ہجرت ومثوی حلال وحرام فرمایا ہے رواہ الطبرانی عن ابی ھریرۃ اور حدیث سعدین فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ ان غبارھا شفاء من کل داء راوی نے کہا مین خیال کرتا ہون کہ ذکر جذام وبرص کا بھی فرمایا رواہ رزین ؎

فصل

جماہیر علما اسپر ہین کہ حضرت نے بعد ہجرت کے فقط ایک حج کیا تہا جسکو حجۃ الوداع کہتے ہین یہ حج بلاخلاف سال دہم مین تہا اور پہلے ہجرت سے دو حج کئے تہے یہ بات جامع ترمذی مین مذکور ہے مگر صاحب محلی نے کہا ہے کہ ہجرت سے پہلے زیادہ تین چار حج سے کئے تہے لکن گنتی اونکی محفوظ نہین ہے فرضیت حج کی سال نہم ہجرت مین ہوئی تھی اوسی سال سے طیاری اسباب سفر حج کی کرنا شروع کردی تہی جب عزم حج کیا تو صحابہ کو خبردار کردیا سب نے طیاری حج کی کی اور یہ خبر دیہات وقصبات اطراف مدینہ مین پہنچی سارے مسلمان دہات کے مدینہ مین آئے اور راہ مین ہر طرف سے طوائف مردم آکر لاحق ہوئے حاجی حصر وحساب سے باہر تہے حضرت نے دن پنجشنبہ یا شنبہ کو چوتہی ذیقعدہ نماز ظہر جماعت سے مدینہ مین پڑہی اور سفر کیا اس سے پہلے خطبہ مین لوگون کو شرائط وارکان وآداب حج کے تعلیم فرمادئے تہے یہ خطبہ دن جمعہ کے پڑہا تہا اس سے یہی نکلتا ہے کہ دن شنبہ کے سفر کیا لکن احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ سفر کرنا دن پنجشنبہ کے دوست رکہتے تہے صحیح بخاری مین ہے ماکان رسول اللہ صلعم یخرج فی سفر اذا خرج الا یوم الخمیس بعد نماز ظہر کے سر مبارک مین شانہ کیا اور روغن ملا اور ازار پہنی اور درمیان ظہر وعصر کے باہر نکلے اور ذوالحلیفہ مین آکر ٹہیرے نماز عصر کو قصر کیا اور رات کو وہان رہے نماز مغرب وعشا وصبح وظہر اوسی جگہہ پڑہی یہ سب پانچ نمازین ہوئین اس سفر

مین سب امہات المومنین ہمراہ تہین اوس رات سب پر گشت کیا اور واسطے نماز صبح کے نہائے پہر وقت ظہر کے دوسرا غسل احرام کے لئے کیا اور خطمی وا شنان خیرہ مین لائے عائشہ خوشبو لیکر آئین وہ ایک طیب مرکب تہی چند بوی خوش سے جیسے عطر مجموعہ اور مین مشک بہی تہا تن وسر مبارک مین اوسکو ملا چنانچہ اثر مشک کا فرق ومحاسن مبارک پر نظر آتا تہا پہر اتار و چادر احرام کو پہنا اور نماز ظہر قصر سے پڑہی اور اوسی جگہہ احرام باندہا یہ بات منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے گردن مین بدنہ کے دو نعل لٹکائی ہون اور جانب راست کوہان کو پہاڑا ہو اور اوسکا خون صاف کیا ہو احرام مین اختلاف ہے کہ تلبیہ کس طرح پر کہا اکثر احادیث مین اسکی تصریح ہے کہ احرام حج وعمرہ دونون کا باندہا اسی کو قران کہتے ہین اور فرمایا اتانی آت من ربی عز وجل فقال صل فی ھذا الوادی المبارک وقل عمرۃ فی حجۃ اس بارہ مین بیس حدیث صحیح صریح سے زیادہ آئی ہین اسی طرح بہت سی حدیثین صحیح یون ہین کہ احرام افراد کا تہا چنانچہ مسلم مین ہے اہل بالحج مفردا ابن عمر سے آیا ہے اھللنا مع رسول اللہ صلعم بالحج مفردا رواہ مسلم اسی طرح احادیث صحیحہ تمتع مین بہی آئی ہین طریق توفیق کا ان احادیث مین یون ہے کہ پہلے احرام نرے حج کا کیا پہر عمرہ کو حج مین داخل کیا قارن ہوئے اور فرمایا دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ اور مراد قائل تمتع کی تمتع لغوی ہے بمعنی انتفاع والتذاذ اسمین شک نہین ہے کہ قران مین انتفاع والتذاذ حاصل ہے کیونکہ دو نسک سے ایک نسک پر اکتفا کیا جاتا ہے اور افراد مین حج وعمرہ الگ الگ ہوتا ہے صحابہ تین طرح پر تہے بعض نے احرام حج وعمرہ کا باندہا تہا یا نرے حج کا اُنکے ساتہہ بدی تہے اور احرام حج مفرد کا تہا یہ اوس احرام پہ باقی رہے دن نحر کے احرام کہولا بعض کے ساتہہ ہدی نہ تہے اونہون نے احرام حج کا باندہا تہا حضرت نے اُنسے فرمایا تہا کہ تم حج کو عمرہ کر ڈالو یعنی حج کے احرام کو عمرہ کے احرام سے بدل ڈالو اور اعمال

عمرہ کو روز عرفہ سے پہلے پورا کرلو پہر مکہ سے احرام حج کا باندہ کر عرفات کو جاؤ بعض ایسے تہے کہ اونکے ساتہہ ہدی نہ تہے اور اونہون سے نے احرام حج کا باندہا تہا حضرت نے اونسے فرمایا تہا کہ احرام کو عمرہ سے بدل لو یہی معنی ہین فسخ حج کے ساتہہ عمرہ کے بہرحال جب حضرت نے نماز ظہر پڑہ کر احرام باندہا تو لبیک کہکر ناقہ پر سوار ہوئے جب ناقہ اوٹہا تو پہر تلبیہ کیا پہر جب پشت سواری پر برابر بیٹہے تب پہر تلبیہ کہا کبہی یون کہتے لبیک بحج وعمرۃ اور کبہی یون فرماتے لبیک بحج الفاظ لبیک کے یہ تہے لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک آواز اتنی بلند کرتے کہ صحابہ سنتے اور فرماتے پکار کر کہو حضرت کی سواری ایک شتر تہا جسپر نہ پالان تہا نہ شغدف نہ محارہ نہ محمل نہ ہودج نہ محفہ ہمیشہ اسی قاعدہ پر تلبیہ کہتے اور صحابہ کی عادت تلبیہ مین کم وبیش تہی حضرت کسی پر انکار نہ فرماتے مدت احرام مین موی سر کو خطمی وغسل سے جمع کرلیا تہا بکسر غین معجمہ یہ ایک دوا ہے جس سے بال یکجا کئے جاتے ہین بعض نے اسکو عسل یعنی شہد روایت کیا ہے تا کہ موی سر گرد سے محفوظ رہین جب روحا مین جو ۳۶ میل مدینہ منورہ سے ہے پہنچے ایک حمار وحشی کو زخمی دیکہکر فرمایا اسکو چہوڑ دو اس کا زخمی کرنیوالا آتا ہوگا چنانچہ وہ اوسی وقت آگیا اوسنے کہا ای رسول خدا آپ اسکو لین جو چاہین سو کرین مینے اسکو شکار کیا ہے ابو بکر سے فرمایا اسکو رفقاء پر تقسیم کردو جب منزل اثنایہ مین پہنچے یہ ایک جگہہ ہے درمیان رویثہ وعرج کے تو ایک ہرن کو نیچے سایہ درخت کے سوتا پایا ایک شخص کو مقرر کیا کہ اوسکے پاس جا کہڑا ہو کوئی محرم اوسکو نہ چہیڑے جب عرج مین پہنچے غلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پیچہے رہگیا تہا اور جو اونٹ پر تل کا تہا جسپر سامان ابو بکر وحضرت کا بار تہا وہ کہو گیا یہ زاملہ اوسی غلام کے سپرد تہا ابو بکر نے کہا اونٹ کدہر ہے اوسنے کہا گم ہوگیا یہ اوٹہکر بطور تادیب اوسکو مارنے لگے اور کہا کہ ایک شتر تیری خبرگیری مین دیا تہا تو نے اوسکو بہی گم کردیا حضرت تبسم فرماتے اور کہتے انظروا الی

هذا الحرم ما يصنع اس سے زیادہ کچھہ نہ فرمایا مقام ابوا مین پہنچے صعب بن جثامہ
نے ایک حمار وحشی ہدیہ مین بہیجا وہ زندہ تہا قبول نکیا جب دیکہا کہ اونکو برا لگا تو فرمایا
کہ ہمنے تمہارا ہدیہ رد نہین کیا مگر ہم محرم ہین جب وادی عسفان مین آئے فرمایا اے ابوبکر
تو جانتا ہے کہ یہ کون وادی ہے یہ وادی عسفان ہے ہود و صالح علیہ السلام کا گذر
اسی وادی پر سے ہوا تہا دو شتر سرخ پر سوار اونکی مہار تہی خرمے کی اور تہبند اونکے
صوف کے تہے اور چادرین اونکی کمل تہین وہ حج کا تلبیہ کہتے تہے پہر جب سرف مین
پہنچے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا وہ رونے لگین فرمایا کیون روتی ہو مگر حیض ہوا
کہا ہان فرمایا کچھہ رنج کی بات نہین ہے اللہ نے یہ امر دختران آدم علیہ السلام پر لکہا
ہے تیرے حج مین کچھہ نقصان نہین ہے جو کام سارے حاجی کرین وہ تو بہی کر مگر
طواف کعبہ نہ کر عائشہ نے نرے عمرہ کا احرام باندہا تہا فرمایا تہا کہ حج کا احرام باندہ لے
چنانچہ ایسا ہی کیا جب وہ پاک ہوئین تب طواف وسعی کی فرمایا اب تو حج و عمرہ سے فارغ
ہوگئی عائشہ نے کہا مین اپنے جی مین دغدغہ پاتی ہون کہ مینے طواف عمرہ کا نہین کیا
مگر بعد وقوف کے عبدالرحمن برادر عائشہ کو حکم دیا کہ انکو تنعیم پر لیجا کہ وہان سے احرام
باندہ کرائین اور عمرہ ادا کرین علما کے اسجگہ اقوال ہین کہ یہ کیسا عمرہ تہا بعض نے
کہا عمرۂ زیارت تہا واسطے خوشی خاطر عائشہ کے ورنہ طواف وسعی اونکی حج و عمرہ
دونون سے کافی تہے اسلئے کہ وہ متمتع تہین ابتدا احرام مین لکن حج کو عمرہ مین
داخل کر کے قارن ہوگئی تہین یہ قول اصح اقوال ہے دلالت احادیث کی اسی پر ہے
بعض نے کہا کہ جب وہ حائض ہوئین تو حضرت نے اونکو حکم دیا کہ عمرہ چہوڑ کر حج کرو
یہ افراد ہوا جب وہ حج کر چکین تو فرمایا کہ عمرہ کر لو عوض عمرۂ اول کے جسکا احرام باندہا
تہا یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے حنفیہ بہی یہی کہتے ہین حضرت نے مقام
سرف مین صحابہ کو حکم دیا تہا کہ جسکے ساتہہ ہدی نہین ہے اور وہ اپنے نسک کو عمرہ

کرنا چاہتا ہے تو یہ بات اوسکو درست ہے مگر جسکے ساتھ ہدی ہے وہ ایسا نکرے لیکن
جب مکہ مین پہنچے تو بطریق جزم و وجوب یون فرمایا کہ جسکے ساتھ ہدی نہین ہے وہ اپنی
نسک کو عمرہ کر ڈالے اور احرام سے باہر آئے اور جسکے پاس ہدی ہے وہ بدستور اپنے
احرام پر رہے اور فرمایا اگر میرے ساتھ بھی ہدی نہوتے تو مین بھی حلال ہوجاتا یعنی احرام
کہول ڈالتا دخول مکہ سے پہلے ذی طوی مین پہنچے وہان اترے وہ شب یکشنبہ پنجم ذی حجہ
تہی نماز صبح اوسی جگہہ پڑہی اور غسل کیا اور شہر مکہ مین بعد ذرا سی دیر کے طلوع آفتاب
سے راہ حجون سے داخل ہوئے جب باب بنی شیبہ پر پہنچے یہ دعا پڑہی اللھم زد بیتك
ھذا تشریفا و تعظیما و تکریما و مھابة بعض روایات مین آیا ہے کہ جب نظر کعبہ پر
پڑے ہاتھہ اوٹھا کر تکبیر کہے اور یہ دعا پڑہے اللھم انت السلام و منك السلام حینا ربنا بالسلام اللھم
زد ھذا البیت تشریفا و تعظیما و تکریما و مھابة و زد من حجه و اعتمرہ
تکریما و تشریفا و تعظیما و برا جب مسجد مین آئے تو سیدہی طرف کعبہ کے چلے اور
تحیة المسجد نہین پڑہے جب برابر حجر اسود کے پہنچے استلام کیا ہاتھہ نہین اوٹھائے
اور شروع تکبیر سے نہین کیا جسطرح کہ جہال کرتے ہین بلکہ طواف کرنے لگے اور کعبہ کو
دست چپ پر چہوڑا اور کسی جگہہ مین کوئی دعا مروی نہین ہے جو باسناد صحیح ثابت ہوئی
ہو مگر درمیان ہر دو رکن یمانی و حجر اسود کے کہ وہان یہ دعا پڑہے ربنا اتنا فی الدنیا حسنة
الخ اور تین طوف اول مین جلدی چلے اور قدم نزدیک نزدیک رکہے جسطرح کہ کشتی کرنیوالے
چلتے ہین اور چادر مبارک کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دوش چپ پر ڈالا اور چار طواف
باقی مین آہستہ چلے ۞

ٹہہر گئے وہ جہان سرو باغ تہا گویا	اگر چلے تو نسیم بہار ہو کے چلے		

ہر بار جب برابر حجر اسود کے پہنچے تو ایک چوب سے جو دست مبارک مین تہی اوس سے
اشارہ طرف حجر کے کرکے اوس چوب کو بوسہ دیتے وہ لکڑی ایک سرکج ذرا سا عصا تہا

اور یہاں مین رکن یمانی کے طرف رکن کے اشارہ فرماتے تھے لکن ہاتھ لگانا یا چوب دستی کا
کا بوسہ دینا ثابت نہین ہے ہان حجر اسود کو آپنے بوسہ دیا تھا اور روی مبارک کو اوسپر
رکہا اور کبہی دست مبارک اوسپر رکہکر ہاتھ کو بوسہ دیتے ہ

بلائین ہاتھون سے میرے جو لین تہاری رات
بلائین ہاتھونکی لیتا رہا مین ساری رات

اور حالت استلام مین بسم اللہ واللہ اکبر کہتے اور برابر حجر کے پہنچکر تکبیر کہتے اور کبہی حجر اسود
پر پیشانی مبارک رکہدیتے اور سجدہ کرتے پہر اوسکو بوسہ دیتے یہ ساری کیفیات صحیح مین ثابت
ہوئی ہین جب طواف کر چکے مقام ابراہیم مین آکر یہ آیت پڑہی واتخذوا من مقام
ابراھیم مصلی پہر دو رکعت نماز اوس جگہ پر ادا کی مقام اوس زمانے مین نزدیک کعبہ کے
رکہا تہا اون دو رکعتون مین کافرون و قل ہو اللہ پڑہی نماز پڑہکر طرف حجر اسود کے آئے
اور استلام کیا اور دروازہ درمیانی سے باہر نکلے صفا کی طرف جانے کو پانچ درہین اونمین
سے وسط کو اختیار کیا اور بالای صفا پر آئے جب پاس صفا کے پہنچے یہ آیت پڑہی ان الصفا
والمروة من شعائر اللہ پہر کہا ابدء بما بدء اللہ بہ اور روایت نسائی مین ابدؤا بصیغہ امر
آیا ہے صفا پر اتنا چڑہے کہ وہان سے کعبہ نظر آیا روبقبلہ کہڑے ہو کر تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا
اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر لا الہ
الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور دعا کی
اور کہا اللھم انا نسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمة من کل
بر والسلامة من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرته ولا ھما الا فرجته ولا کربا الا
کشفته ولا حاجة الا قضیتها تین بار تہلیل کے درمیان کے دعا کرتے پہر صفا
سے نیچے اترے صفیہ بنت شیبہ سے لئے کہا حضرت سے درمیان صفا و مروہ کے یہ دعا کی تہی
رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم اور پیادہ سعی کی صفا سے طرف مروہ کے اور مروہ
سے طرف صفا کے آتے جاتے اثنا سعی مین جب ازدحام بہت ہوا تو ناقہ پر سوار ہو گئے

اور باقی سعی کو سوار ہوکر تمام کیا اور طواف قدوم پا پیادہ کیا تہا جسطرح کہ جابر نے کہا کہ
طوف اول مین رمل کیا کیونکہ رمل حالت رکوب مین متصور نہین ہے ہان طواف رکن کا بسبب
عذر کے سوار ہوکر کیا اور سعی کو مروہ پر ختم کیا جب پاس مروہ کے پہنچتے وہی اذکار و دعوات
جو صفا پر کیے تہے پڑہتے جب سعی کر چکے صحابہ کو فرمایا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہو وہ حلال
ہو جاوے اس تحلل کو اونپر فرض کیا یہ تحلل پورا تہا وطی و خوشبو و جامہ دوختہ وغیرہ سب کو
حلال کردیا چنانچہ روز ترویہ تک کہ ہشتم ذیحجہ ہے سب حلال رہے اور فرمایا کہ اگر مین ہدی
نلاتا تو خود بہی حلال ہوجاتا یہ روایت کہ حضرت بہی حلال ہوگئے غلط ہے اس جگہ آپنے
یہ دعا کی اللھم ارحم المحلقین تین بار انکے لئے اور ایک بار مقصرین کے لئے دعا فرمائی
سراقہ بن مالک نے پوچہا کہ یہ فسخ واحلال اسی سال کے لئے ہے یا یہ حکم ہمیشہ کے لئے فرمایا
یہ حکم دائم ہے ابد تک ابوبکر و عمر و علی و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم بسبب اسکے کہ ہدی رکہتے تہے
حلال نہوئے امہات المؤمنین البتہ حلال ہوئین اسلئے کہ انکے ہمراہ ہدی نہ تہے فاطمہ
علیہا السلام نے بہی احرام کہول ڈالا اسلئے کہ بے ہدی تہین حضرت اس مدت اقامت
مین نماز قصر پڑہتے اور اپنی منزل مین مکہ سے باہر ٹہیرے رہتے جب چار دن گذرے یکشنبہ
دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ اور آفتاب اونچا ہوا تو وقت چاشت کے دن پنجشنبہ کو طرف منی
کے چلے مجموع خلائق ہمراہ آپکے تہی ٭

سوی منی ران و کرامت ببین	گرمی بازار قیامت ببین

پہر جو شخص حلال ہوچکا تہا اوسنے اسدن احرام حج کا باندہا اور ہر شخص نے اپنی منزل سے
احرام باندہا منی مین پہنچکر اوترے نماز ظہر و عصر کی پڑہی اور رات وہین بسر کی شب جمعہ
تہی جب صبح کو سورج نکلا منی سے روانہ ہوئے ضب کے رستہ پر سے طرف عرفہ کے چلے
بعض صحابہ تکبیر کہتے تہے اور بعض تلبیہ آپ کسی پر انکار نکرتے جب نمرہ پر پہنچے جو کہ عرفات
سے قریب ہے حضرت کا دیرہ اوسی جگہہ لگایا تہا وہان اوترے جب سورج ڈہل گیا فرمایا

سواری پر زین کسو سوار ہوکر خطبہ پڑہا خطبہ مین سارے قواعد مسلمانی ذکر کئی اور جڑ شرک وجاہلیت
کی بالکل اوکہیڑ ڈالی اور وہ محرمات جو ساری ملتون مین ثابت التحریم ہین ذکر فرمائے اور
سارے اوضاع جاہلیت کو برطرف کیا اور رباہی جاہلیت کو چہڑوایا اور امت کو وصیت کی
کہ عورتون کے ساتہہ رعایت ولطف واحسان کرین اور جو حقوق عورتون کے شوہرون
پر ہین اونکو بیان کیا اور امت کو وصیت فرمائی کہ اللہ کی کتاب کو پکڑے رہین جب تک
ایسا کرینگے گمراہ نہونگے پہر پوچہا کہ تم لوگ میرے حق مین کیا گواہی دیتے ہو سب نے
کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے اللہ کے احکام ہمکو پہنچا دئے اور امت کو پوری نصیحت
کی اور جو حق رسالت کا آپ پر تہا وہ آپنے ادا کر دیا تب حضرت نے انگشت مبارک
طرف آسمان کے اوٹہاکر فرمایا اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد اور ارشاد
کیا کہ حاضرین اس مجمع کے اس مجموع مواعظ کو غائبین تک پہنچا دین پہر اوترے اور بلال
کو حکم دیا کہ اذان کہہ اور اقامت نماز ہوکر ظہر وعصر کو ساتہہ جمع وقصر کے پڑہا اہل مکہ بہی
ہمراہ آپکے تہے اونہون نے بہی نماز اسی طریق سے پڑہی جب نماز پڑہ چکے سوار ہوکر عرفات
مین آئے اور دامن کوہ عرفات مین جہان جہان بڑی بڑی تولین تہہرکی ہین رو بقبلہ ہوکر کہڑے
ہوئے اور پشت شتر پر دعا وتضرع وابتہال مین لگے یہانتک کہ سارا سورج ڈوب گیا
تب وہان سے چلے اور فرمایا کہ کہڑا ہونا عرفات مین کچہہ اسی جگہ جہان کہ مین کہڑا ہوا ہون
مخصوص نہین ہے بلکہ ساری زمین عرفات کی موقف ہے اور جسوقت کہ حضرت دعا
کرتے تہے ہاتہہ برابر سینہ کے مثل سائل مسکین کے اوٹہائے ہوئے تہے منجملہ اون دعاؤن
کے جنکا پڑہنا موقف مین ثابت ہوا ہے ایک یہ دعا ہے اللھم لک الحمد کالذی
نقول وخیرا مما نقول اللھم لک صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی والیک مآلی ولک
رب تراثی اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر ووسوسۃ الصدر وشتات
الامر اللھم انی اعوذ بک من شر ما تجئی بہ الریح اللھم انک تسمع کلامی

وترى مكانى وتعلم سرى وعلانيتى ولا يخفى عليك شئ من امرى انا البائس الفقير المستغيث المستجير الوجل المشفق المقر المعترف بذنوبه اسئلك مسئلة المسكين وابتهل اليك ابتهال المذنب الذليل وادعوك دعاء الخائف الضرير من خضعت لك رقبته وفاضت لك عيناه وذل جسده ورغم انفه اللهم لا تجعلنى بدعائك شقيا وكن لى رؤفا رحيما يا خير المسئولين ويا خير المعطين يہ دعا معجم طبرانى مین ثابت ہے اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اکثر دعا حضرت کی دن عرفہ کے یہ ہوتی تہی لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اور سنن بیہقی مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اکثر دعا میری اور سارے پیغمبرون کی عرفات مین یہ تہی یعنی لا اله الا الله اللهم اجعل فى قلبى نورا وفى سمعى نورا وفى بصرى نورا اللهم اشرح لى صدرى ويسر لى امرى اعوذ بك من وسواس الصدر وشتات الامر وفتنة القبر اللهم انى اعوذ بك من شر ما يلج فى الليل وشر ما يلج فى النهار وشر ما تهب به الرياح ومن شر بوائق الدهر عرفات مین یہ آیت اوتری اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا اوسدن ایک شخص حاضرین عرفات سے اونٹ پر سے گر پڑا اور مر گیا حضرت نے فرمایا کہ اوسکو پانی اور بیر کے پتون سے نہلا کر اوسی چادر وازار احرام مین دفن کرین اور خوشبو نہ ملین اور اوسکے سر وپا کو نہ چہپائین یہ میت دن قیامت کے لبیک کہتا ہوا حاضر محشر ہوگا جب بعد تمام غروب کے عرفات سے چلے اسامہ بن زید کو اپنا ردیف کیا اور مہار شتر کو ہاتھ سے کہینچے رہے یہانتک کہ سر شتر کا برابر زین کے تہا اور فرمایا اے لوگو آرام سے چلو اور ساکن رہو کہ نیکی وخوبی کچہہ جلد چلنے مین نہین ہے اور نہ پرہیزگاری شتابی کرنے مین ہے اور مازمین کے رستہ سے پہرے اوسی طریق و عادت پر جو عید گاہ کے جاتے وقت رکہتے تہے وہی کام اس راہ عرفات مین بہی مرعی

رکہا اتنا ہی راہ مین شتر کو تہوڑا سا فرو کیا درمیان شتابی ودیکے جہان کشادہ جگہہ ملتی وہان قدرے تیز کر دیتے اور جب بلندی پر پہنچتے باگ ناقہ کی چہوڑ دیتے تاکہ آسانی سے چڑہ جاوے اور مجمع راہ مین تلبیہ کہتے ایک جگہہ راہ مین ایک درہ کوہ کی طرف مائل ہوکر اوترے اور نقض وضو کرکے ہلکا وضو کیا اسامہ نے کہا کیا آپ نماز پڑہینگے فرمایا نماز آگے ہے سوار ہوکر مزدلفہ مین آئے یہان کامل وضو کیا اور حکم دیا اذان ہوئی اقامت کہی گئی نماز شام پڑہی پہلے اس سے کہ اونٹون کو بٹہاکر بار اوتارین جب اونکا بار اوتارا تو پہر اقامت ہوئی اور نماز عشا پڑہی اس نماز کے لئے اذان نہین کہی گئی اور درمیان فرض مغرب و فرض عشا کے کوئی نماز نہین پڑہی پہر سو رہے اور شب زندہ داری نہ کی یعنے نماز تہجد نہین پڑہی شب مزدلفہ کے زندہ رکہنے مین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی ہے ضعفاء اہلبیت کو رخصت کر دیا کہ آگے جاوین اور منی مین صبح سے پہلے پہنچ رہین لیکن یہ فرما دیا تہا کہ جب تک سورج نہ نکلے رمی جمار نکرین ہان ایک جماعت نساء کو وقت شب بہیجدیا تہا اونہون نے بعذر خوف مزاحمت رات ہی کو کنکریان ماری تہین علماء کے قول اس مسئلہ مین تین ہین شافعی و احمد کہتے ہین کہ بعد نصف شب کے سب کو رمی جمرہ عقبہ جائز ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کسی کو طلوع مہر سے پہلے جائز نہین ایک جماعت نے کہا قادر کو جائز نہین مگر بعد سورج نکلنے کے اور معذور کو جائز ہے غرضکہ جب صبح ہوئی نماز صبح اول وقت مین پڑہی نہ وقت سے پہلے جسطرح کہ بعض نے گمان کیا ہے پہر سوار ہوکر مشعر حرام مین آئے یہ ایک ٹیلہ ہے درمیان مزدلفہ کے اوسپر عمارت بنا دی ہے اور بعض مشائخ حدیث و فقہاء نے کہا ہے کہ مشعر ایک کوہچہ ہے جانب چپ پر حجاج کے سو یہ سہو ہے اس جماعت کا صحیح یہ ہے کہ مشعر حرام یہی مقام معروف مشہور ہے اس جگہہ روبہ قبلہ کہڑے ہوکر دعا و تضرع و ابتہال مین مشغول ہوئے اور طلوع آفتاب کے قریب تک ذکر و تکبیر و تہلیل کرتے رہے پہر طرف منی کے روانہ ہوئے اس مرتبہ فضل ابن عباس

ردلیف تھے اور اسامہ بن زید درمیان قریش کے پیادہ چلتے تھے راہ مین فضل بن عباس
سے فرمایا کہ رمی کے لئے کچھہ کنکریان اوٹھا لو اونہون نے زمین پر سے سات کنکریان چنکر
لے لین اور حضرت کو دین حضرت اپنے کف مبارک مین اونکو غبار سے پاک کرتے تھے
اور فرماتے تھے امثال هولاء فارموا وایاکم والغلو فی الدین فانما هلك من كان
قبلکم بالغلو فی الدین اس راہ مین ایک عورت قبیلہ خثعم کی نہایت خوبصورت سامنے
آئی اور پوچھا کہ میرا باپ بوڑہا ہے پشت شتر پر اچھی طرح نہین بیٹھہ سکتا مین اوسکی طرفسے
حج کرون فرمایا ہان تو اوسکی طرفسے حج کر فضل بن عباس حضرت کے ردلیف تھے اوسکی طرف
دیکھنے لگے حضرت نے اپنے ہاتھہ سے سامنے فضل کے اوٹ کرلی تاکہ ایک دوسرے کو
نہ دیکھے اسی راہ مین ایک بڑہیا سامنے آئی اور اپنی بوڑہیا ان کا حال کہا کہ وہ سخت عاجز و ناتوان
ہے اگر مین اوسکو شتر پر لادون بیم ہلاک ہے کیا مین اوسکی طرفسے حج کرون فرمایا تیری مان
پر اگر قرض ہوتا تو تو اوسکا قرض ادا کرتی یا نہین کہا ہان فرمایا ماں کے لئے حج کر کہ اللہ کا قرض
ادا کرنا اولیٰ تر ہے جب بطن وادی محسر پر پہنچے جو ایک بیابان ہے اول منی پر شتر کو خوب
تیز ہانکا اور جلد اوس وادی سے باہر نکل گئے عادت شریف نبوی ایسے جمیع مواضع
مین جہان کہ اعداء حق پر کچھہ بلا و عذاب آیا تھا یہی تھی کہ جلد اوس جگہہ سے گزر جاتے
اس بطن محسر مین اصحاب فیل پر جو کچھہ گزرا تھا وہ قرآن پاک مین مذکور ہے اسکو وادی
محسر اسی لئے کہتے ہین کہ ہاتی اسجگہ تھک کر درماندہ ہوگئی تھی اور طرف مکہ کے کسیطرح
جنبش نکرتی تھی یہ بطن محسر ایک برزخ ہے درمیان منی و مزدلفہ کے نہ منی مین ہے نہ
مزدلفہ مین جسطرح عرنہ و نمرہ ایک برزخ ہے درمیان عرفہ و مشعر حرام کے غرضکہ اسی طرح
طریق وسطی پر طرف منی کے چلے اسفل وادی مین آگئے اور برابر جمرہ عقبہ کے کعبہ
کو دست چپ پر اور منی کو دست راست پر چھوڑ کر سوار رہکر ہفت سنگریزے دن کو یک یک
محل جمرات پر مارا اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا اور بعد رمی جمار کے تلبیہ کہنا قطع کیا بلال

واسامہ بن زید ہمرکاب تھے ایک کے ہاتہہ مین باگ اونٹ کی تہی اور ایک
چھوٹی سی چتری لگائے ہوئے تہا کہ زحمت دہوپ کی نہ پہنچے بعد رمی کے فرودگاہ
پر تشریف لائے نزدیک مسجد خیف کے اور وہان ایک خطبہ بلیغ پڑہا چنانچہ جمیع خلایق کو آواز
پہنچی اونکو بھی جو اندر خیمون کے تھے اور یہ ایک آپکا معجزہ تہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس خطبہ مین خلایق کو اعلام کیا حرمت روز نحر و فضل نحر کا نزدیک حق سبحانہ وتعالی کے
اور لوگون سے فرمایا کہ مناسک حج کے سیکہہ لو شاید مین دوسری بار حج نکرون اور حکم
فرمایا کہ ہر امیر کی بات سنو اطاعت کرو جب تک کہ وہ طرف کتاب اللہ کے بلائے اور
مہاجرین و انصار کو اپنے منازل مین اوتار کر کہا کہ بعد میرے اب تم کافر نہو یا کہ بعض
بعض کو قتل کرین اور جان لو کہ جو شخص کوئی قصور کرتا ہے وہ اپنی جان پہ کرتا ہے
واعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا
جنة ربکم پہر لوگون کو رخصت فرمایا اور کہا جو لوگ اس مجلس مین حاضر ہین اونہون نے
جو کچہہ احکام اسلام کے سنے ہین وہ غائبین کو پہنچا دین پہر منحر مین آئے یہ ایک جگہ ہے
مشہور ہے درمیان بازار منی کے وہان تریسٹھہ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر
کئے اونٹون کو ہاتہہ باندہکر کھڑا کیا یہ تعداد مطابق شمار عمر مبارک تہی اور علی مرتضی کو حکم
دیا کہ نحر صد شتر کو پورا کرو، ۳۷ شتر اونہون نے نحر کئے فرمایا کہ گوشت پوست جہول سب
مساکین کو بانٹ دو اور جزار کو جو انکی کہال کہینچے کچہہ نہ دو بلکہ اجرت اپنے پاس سے دو
اور انس نے جو یہ کہا ہے کہ حضرت نے فقط سات اونٹ اپنے ہاتہہ سے نحر کئے یہ کچہہ
معارض حدیث سابق کے نہیں ہے اسلئے کہ انس نے اتنے ہی شتر نحر کرتے دیکھے یہ
وہ چلے گئے جابر نے ۶۳ کا نحر ہونا دیکھا جب نحر سے فارغ ہوئے آگاہ فرمایا کہ تمام
زمین منی جائے نحر ہے اور سب راہین مکہ کی راہ ہین اور کچہہ خصوصیت نحر کی بعض جگہ
سے نہیں ہے پہر حلاق کو بلاکر سر مبارک کو منڈایا معمر بن عبد اللہ بن نافع بن نضلہ

استرہ لیکر کہڑے ہوئے فرمایا یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمۃ اذنیہ وفی یدک الموسی
فقال معمر واللہ یا رسول اللہ ان ذلک لمن نعمۃ اللہ علی ومنہ قال اجل پہر اشارہ
کیا کہ جانب راست سے حلق کرو جب وہ جانب راست سے حلق کر چکے اون بالونکو تقسیم فرمایا اون لوگونپر جو حاضر تہے
پہر اشارہ طرف جانب چپ کے کیا جب اوس طرف کا حلق ہو چکا سارے بال ابوطلحہ کو دیے
حالانکہ وہ جانب راست سے بہی حصہ لیچکے تہے سب لوگون سے زیادہ جب حلق ہو چکا
اور لوگون مین ہرکسیکو ایک یا دو تار موی نصیب ہوئے تب ناخن انگشتان مبارک کے
کترائے اور وہ بہی لوگون مین تقسیم فرمائے اسی طرح بہت سے صحابہ نے حلق کیا اور
تہوڑون نے تقصیر کی پہر زوال سے پہلے روانہ طرف مکہ کے ہوئے اور طواف افاضہ
کیا اسکو طواف زیارت وطواف صدر بہی کہتے ہین بعض احادیث مین آیا ہے کہ طواف
زیارت مین شب تک تاخیر کی مشائخ حدیث نے کہا یہ غلط ہے پہر طواف سے فارغ
ہوکر چاہ زمزم پر آئے عباس اور اونکی اولاد پانی بہرتی تہی فرمایا پانی بہرو اگر یہ بات
نہوتی کہ لوگ تمپر غلبہ کرینگے تو مین خود پانی کہینچتا اور تمکو سقایت آب پر مدد دیتا
اونہون نے ایک ڈول پانی کا حضرت کے سامنے کیا کہڑے کہڑے پیا اور یہ کہڑا ہونا
واسطے بیان جواز کے تہا یا واسطے ضرورت وحاجت کے حضرت اس طواف مین راحلہ
پر سوار تہے سبب اس سواری کا بعض کے نزدیک کثرت ازدحام کی تہی یا واسطے
اشراف واطلاع کے لوگون پر تاکہ سب حضار آپکو دیکہین اور طواف کا طریقہ سیکہہ لین
اور آداب طواف معلوم کرلین اور بعض نے کہا کہ پای مبارک مین زخم تہا اس ضرورت
سے سوار ہوکر طواف کیا اور فی الفور منا مین واپس آگئے اور نماز ظہر کی منی مین پڑہی
صحیحین مین اسی طرحپر مروی ہے اور صحیح مسلم مین آیا ہے کہ نماز ظہر کی مکہ مین پڑہی
اکثر علما نے اسی روایت مسلم کو ترجیح دہی ہے کیونکہ اس حدیث کو دو صحابی نے روایت
کیا ہے جابر وعائشہ نے اور پہلی روایت کو فقط ابن عمر نے روایت کیا ہے اور عائشہ

اشخص مین ساتھ حضرت کے اور دنا تر مین آپکے احوال سے اور بعض نے حدیث ابن عمر کو
راجح کہا ہے اسلئے کہ متفق علیہ ہے اور اوسمین کچھ اضطراب نہین ہے اور نیز رجال اسناد اوسکے اعظم
واجل ہین جب منا مین آئے رات یہین گزاری دوسرے دن استنجا کیا جب سورج ڈہل گیا
پیادہ پا پہلے نماز ظہر سے طرف جمرۂ اولی کے گئے یہ جمرہ پاس مسجد خیف کے ہے سات کنکریان
پہینک کر مارین اور ہر سنگریزہ کے ساتھ تکبیر کہی جب رمی سے فارغ ہوئے چند قدم
جائی رمی سے آگے بڑہکر جائی سہل مین پہنچکر برابر قبلہ کے کہڑے ہوکر دعا کی اتنی دیر تک
کہ کوئی شخص سورۂ بقرہ پڑہے غرضکہ دعا کرتے رہے جب دعا کر چکے جمرۂ وسطی پر آئے
اوسی طرح رمی کی وہان سے راہ دست چپ پر چلے چند قدم درمیان وادی کے جاکر کہڑے ہوئے
اور لمبی دعا کی برابر دعائی اول کے پہر چلکر سامنے جمرۂ عقبہ کے آئے اور برابر جمرہ کے
کہڑے ہوکر کعبہ کو دست چپ پر اور منا کو دست راست پر کرکے سات کنکریان مارین
ہر رمی پر تکبیر کہی اور اوسی دم بے توقف پہرے اور وہان کچھ دعا نہ کی اسکی دو وجہ ہین
ایک یہ کہ ازدحام عظیم تہا اور جگہ کہڑے ہونے کی نہ تہی دوسرے یہ کہ دعائی رمی صلب
عبادت مین کر لی تہی اور اندر عبادت کے دعا کرنا بہتر ہے اس سے کہ پیچہے عبادت کے
کرے اسی طرح نماز مین غالب دعوات حضرت کی بعد تشہد کے سلام سے پہلے ہوتی
تہی پہر کوچ کرنے مین جلدی نہین فرمائی بلکہ تین دن تمام ٹہیرے رہے اور کچھ چوتہے
دن ٹہیرے وہ دن شنبہ دیکشنبہ و دوشنبہ تہا چوتہے دن سہ شنبہ کو بعد ظہر کے رمی کر
روانہ ہوئے اور محصب مین کہ ایک جگہ ہے باہر مکہ سے اور اوسکو ابطح بہی کہتے ہین
اوترے اسلئے کہ ابو رافع جو حضرت کے گماشتہ بارخانہ تہے وہ اس جگہ اوترے تہے
اور حضرت کا خیمہ اوس جگہہ لگا دیا گیا تہا بحسب اتفاق نہ بمقتضائی امر شریف لہذا
وہان منزل کی اور نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا پڑہی اور ذرا سا رات کو سوئے جب بیدار
ہوئے سوار ہوگئے اور مکہ مین جاکر طواف وداع کیا اس طواف مین رمل نہین کیا

عائشہ نے عمرہ نکیا تہا اوس رات چاہا کہ عمرہ کرین اونکو اجازت دی اور اونکے بہائی عبدالرحمن کو ساتہہ کردیا کہ تنعیم تک جو حرم سے باہر ہے لیجاوٗ وہان جاکر اونہون نے احرام باندہا مکہ مین آکر عمرہ تمام کیا ابہی رات تمام نہوئی تہی کہ عمرہ سے فارغ ہوکر محصب مین آگئین حضرت نے پوچہا تم فارغ ہو آئین کہا ہان حکم کوچ کا دیا سب نے کوچ کیا حضرت طواف وداع کو چلے گئے اور وہان سے اسفل مکہ مقام کُدا کی طرف سے روانہ ہوئے تحصیب مین اختلاف ہے بعض علما نے کہا امر اتفاقی تہا کچہہ آداب وسنن حج سے نہین ہے بعض نے کہا نہین بلکہ سنن حج وتمام مناسک سے ہے اسلئے کہ حضرت نے منا مین فرمایا تہا کہ انا نازلون غدا ان شاء اللہ تعالی بخیف منی حیث تقاسموا علی الکفر مراد خیف بنی کنانہ سے یہی محصب ہے اسی جگہہ قریش وبنی کنانہ نے باہم عہد وحلف کیا تہا کہ بنی ہاشم وبنی مطلب سے آمیزش نکرینگے اور مناکحت ومواصلت ومبایعت بجانہ لائینگے جبتک کہ وہ حضرت کو اونکے سپرد نکردین اور حضرت نے وہان پر اوترنے سے یہ قصد کیا تہا کہ شعائر اسلام کو ظاہر کرین جہان کہ پہلے شعائر کفر ظاہر ہوئے تہے

فصل

ایک جماعت اہل علم وفقہ نے کہا ہے کہ جب حضرت نے حج کیا تو اندر کعبہ کے گئے اسلئے اندر کعبہ کے جانا منجملہ سنن حج کے ہے لکن احادیث وآثار دلیل ہین اسپر کہ جس سال حضرت نے یہ حجۃ الوداع کیا اندر کعبہ کے نہین گئے بلکہ سال فتح مکہ ہشتم سال ہجرت مین گئے تہے صحیحین مین ابن عمر سے اسی طرح آیا ہے معہذا فرمایا تہا انی دخلت البیت و وددت ان لم اکن فعلت انی اخاف ان اکون اتعبت امتی من بعدی عائشہ نے درخواست کی کہ مین اندر کعبہ کے جاوٗن فرمایا دو رکعت حجر مین پڑہ لے کہ یہ ویسا ہی ہے جیسے کہ کعبہ کے اندر پڑہا ہین رہا وقوف کرنا ملتزم مین سو حدیث ابن عمر سے سنن ابوداوٗد مین

ثابت ہے کہ حضرت نے درمیان رکن وکعبہ کے کھڑے ہوکر روے وسینہ کو دیوار کعبہ پہ رکہا اور دونون ذراع اور دونون دست مبارک کہول کر دیوار سے ملائے محتمل ہے کہ یہ بات بہی سال فتح مین ہو یا سال حج مین یا دونون سالون مین بہر حال مجاہد و شافعی اور ایک جماعت اعلام نے کہاہے کہ بعد طواف وداع کے ملتزم مین کہڑے ہوکے دعا کرنا مستحب ہے کوئی مخلوق اوس جگہ کوئی سی بہی حاجت ربالعزت سے نہین مانگتی مگر وہ حاجت اوسکی روا ہوتی ہے غرضکہ حضرت نے کعبہ کے نماز صبح پڑھکر طرف مدینہ طیبہ کے روانہ ہوئے اس نماز مین سورہ والطور پڑہی تھی راہ مدینہ مین جب منزل روحا مین پہنچے رات کو ایک گروہ دیکہا اونپر سلام کیا اور پوچہا تم کون ہو اونہون نے کہا ہم مسلمان ہین تم کون ہو کہا مین رسول خدا ہون ایک عورت نے سامنے آکے کہا کہ اس کودک کا بہی حج درست ہے فرمایا ہان اور تجکو بہی ثواب ملیگا جب ذی الحلیفہ پہنچے رات کو وہان رہے صبحکو مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جب مدینہ کو دیکہا تین بار تکبیر کہی پہر کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ پہر مدینہ مین داخل ہوئے ف جس ذبیحہ سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے وہ تین طرح پر ہے ایک ہدی دوسرے اضحیہ تیسرے عقیقہ حضرت نے ہدی مین گوسفند بہی بہیجی ہے اور شتر بہی اور امہات مومنین کے لئے گاو ہدی کی تہی جب حج کو گئے ہدی کو اپنے ہمراہ لے گئے اور جب عمرہ کو جاتے تب بہی ہدی ہمراہ لیجاتے اور جس سال نجاتے ہدی کو اورون کے ہمراہ بہیجدیتے لکن اوسوقت کوئی چیز آپ پہ حرام نہوتی عادت یہ تہی کہ جب بکری کو ہدی کرتے تو اوسکی گردن مین کچہہ لٹکا دیتے تاکہ علامت ہدی کی ہو اسی طرح اگر شتر کو ہدی کرتے تو تقلید کردیتے اور اشعار بہی فرماتے اور جب

ہدی بہیجتے تو کہدیتے کہ اگر راہ میں مرنے لگے تو ذبح کر دینا اور اوسکی نعل کو خون آلودہ کر کے اوسکے صفحہ پر رکہدینا اور کوئی اوسکا گوشت نہ کہائے بلکہ جمیع اجنبی پر اوسکا گوشت قسمت کر دینا اور شتر و گاؤ ہفت کس کی طرف سے ہدی کرتے اور سوار ہونا ہدی پر مباح فرماتے لکن وقت حاجت کے جب تک کہ دوسری سواری بیسر آئے اور اونٹ کو کہڑا کر کے اور دست چپ باندہ کر نحر کرتے اور وقت نحر کے التسمیہ و تکبیر کہتے اور جب گوسفند ذبح کرتے پای مبارک صفحہ پر رکہتے اور امت کے لئے مباح فرمایا ہے کہ وہ گوشت اپنے ہدی واضاحی کا کہائیں پہر کبہی گوشت ہدی کا تقسیم فرماتے اور کبہی حکم دیتے کہ جسکو حاجت ہو وہ کاٹ کر لیجاوے اس سے بعض علما نے استدلال کیا ہے جواز نہب و نثار پر اور جو ہدی کہ عمرہ میں لیجاتے اوسکو مروہ میں نحر کرتے اور جو حج میں لیجاتے اوسکو منا میں اور ہرگز نحر نکرتے مگر بعد نماز عید کے اور عید سے پہلے بہی ہدی کو نحر نکرتے ترتیب امور کی یوں تہی کہ دن عید کے اول رمی جمرۂ عقبہ پہر نحر پہر حلق پہر طواف کرتے اور ہرگز اضحیہ کرنا ترک نفرماتے گوسفند دنبہ دار ذبح کرتے اور فرماتے کہ مجموع روز عید و سہ روز ایام تشریق ایام ذبح ہیں مسائل ان ابواب کے رسائل مناسک میں لکہے ہیں اس جگہہ مقصود اس ذکر سے فقط اتنا ہے کہ طالب آخرت و تاجر عقبی کو چاہئے کہ عبادت حج و عمرہ کی مطابق سنت صحیحہ و سیرت نبویہ کی بجالائے سو صورت حج کی یہ تہی جو اسجگہ لکہی گئی

فصل

یہانتک جو کچھہ لکہا ہے وہ سب صورت ظاہری تہی اعمال حج کی ہر عمل کا ایک بہید ہے اور مقصود اوس سے عبرت و تذکیر اور یاد کرنا ہے ایک کام کو آخرت کے کاموں میں سے سو اصل حقیقت اوسکی یہ ہے کہ آدمی کو اسطرح پیدا کیا ہے کہ اپنے کمال سعادت کو

نہ پہنچے جب تک کہ باقی کو فانی پر اختیار نہ کرے اور اسی کام کا نمونہ ہے تابعداری ہوا
کی سبب اوسکی بربادی کا ہے اور جب تک وہ اختیار رکہتا ہے اور جو کچہہ کرتا ہے وہ
دستور شرع پر نہین کرتا ہے تب تک وہ پیرو ہوا کا ہے اور معاملہ اوسکا بندہ وار نہین
حالانکہ سعادت اوسکی بندگی مین ہے یہی سبب ہے کہ اگلے ملتون مین رہبانیت و
سیاحت کرتے تھے تاکہ عبادت کرنیوالے اون لوگون کے بیچ مین سے نکلجاوین جو عابد و
طالب آخرت نہین ہین چنانچہ وہ لوگ شہرون سے نکلکر پہاڑون پر جا رہتے اور
ساری عمر ریاضت و مجاہدہ کرتے حضرت سے پوچھا کہ ہمارے دین مین سیاحت و
رہبانیت نہین ہے فرمایا ہمکو اوسکے بدل مین جہاد و حج دیا گیا ہے غرضکہ اللہ نے اس
امت کو عوض سیاحت و رہبانیت کے حج دیا کیونکہ جو مجاہدہ سے مقصود ہے وہ اس سے
حاصل ہے اور سوا اوسکے اور شبہتین بھی ظاہر ہین کہ اللہ نے کعبہ کو شرف بخشا اوسکو
اپنی طرف منسوب کیا اور ایک بادشاہون کا سا دربار مقرر فرمایا اوسکے جوانب کو حرم ٹھیرایا
اور وہان کے شکار اور درخت کو حرام کردیا واسطے تعظیم و حرمت کے اور عرفات کو سامنے
حرم کے اسطرح پر رکہا جسطرح کہ سامنے درگاہ ملوک کے میدان ہوتا ہے تاکہ سب طرف سے
لوگ اس گہر کا قصد کرین باآنکہ یہ بات بھی جانلین کہ اللہ منزہ ہے اس سے کہ کسی گہر
مین یا مکان مین نزول و حلول کرے لیکن جب شوق بڑہا ہوا ہوتا ہے تو جو چیز کہ دوست
کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ محبوب و مطلوب ٹھیر جاتی ہے ع ای گل بتو خرسندم
تو بوی کسی داری بنا بر اس بنیاد پر اہل اسلام نے اس شوق مین اہل و مال و وطن کو چہوڑا
اور جنگل و بیابان کا خطرہ اوٹہایا اور بشعور درگاہ الٰہی کا قصد کیا ؎

جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد	کہ جان خستہ دلان سوخت بیابانش

پہر اللہ نے اس عبادت مین ایسے کام بتائے جنکو عقل نہین پا سکتی ہے جیسے کنکریان
مارنا اور درمیان صفا و مروہ کے دوڑنا یہ اسلئے کہ جو بات عقل دریافت کر سکتی ہے

نفس کو بھی اوس سے انس ہوتا ہے جانتا ہے کہ مین کیا کرتا ہون اور کسلیے کرتا ہون
کیونکہ جب یہ بات جان لیگا کہ زکوٰۃ دینے مین سلوک کرتا ہے ساتھ درویشون کے اور
نماز مین خاکساری کرتا ہے سامنے خدای جہان کے اور روزہ مین شکست دیتا ہے
لشکر شیطان کو تو طبیعت اوسکی موافقت عقل پر حرکت کریگی اور کمال بندگی یہ ہے کہ
محض فرمانبرداری کرسکوئی متقاضی باطن سے پیدا نہو سو رمی و سعی اسی طرح کی شئی ہے
کہ سوای محض بندگی کے نہین ہو سکتی اسی جگہہ سے حضرت نے دربارۂ حج بالخصوص یہ
فرمایا ہے لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا اسکا تعبد ورق نام رکھا ایک گروہ کو جو یہ
تعجب ہے کہ مقصود و مراد ان اعمال سے کیا ہے سو یہ اونکی غفلت ہے حقیقت کار سے
کہ مقصود اس سے یہی مقصود ہی اور غرض اس سے بیغرضی ہے تاکہ بندگی پیدا ہو
اور نظر بندہ کی محض فرمانبرداری پر ہو اور عقل و طبع کو کوئی راہ طرف اوسکے اور کچھہ
نصیب اوس سے حاصل نہو تاکہ وہ یہ سب کام واسطے آخرت کے کرے کیونکہ سعادت
آدمی کی اسی نیستی و بے نصیبی مین ہے تاکہ بندہ سے سوای حق اور فرمان بری کے
اور کچھہ صادر نہو رہین عبرتین حج کی سواس سفر کو ایک طرح سے مثل سفر آخرت کے
رکھا ہے کہ اس سفر مین مقصد خانہ ہے اور اوس سفر مین مقصد صاحب خانہ اب
چاہیے کہ اس سفر کے مقدمات و احوال سے اوس سفر کا احوال یاد کرے جب گھر والون او
دوستون کو رخصت کرے جانے کہ یہ ولیسا رخصت کرنا ہے جو کہ سکرات موت مین
ہوگا چنانچہ یہ چاہیے کہ اس سفر سے پہلے ساری علائق سے فارغ البال ہو جاے پھر
باہر نکلے آخر عمر مین یہ چاہیے کہ دل ساری دنیا سے خالی کرلے ورنہ سفر کرنا اوسپر تلخ
ہو جائیگا اور جب سارا زاد سفر جملہ انواع سے طیار کرلے اور سب طرح کی احتیاط بجالا
اور جان لے کہ وہ بیابان مین بے برگ نرہیگا تو اب یہ جانے کہ میدان قیامت اس
میدان سے کہین دراز تر و ہولناک تر ہے اور وہان یہان سے بھی زیادہ حاجت

زاد و برگ کی پڑیگی اور جب ایسی چیز کہ جلد ہی تباہ ہو جاتی ہے اپنے ساتھ لے اسلئے
کہ وہ اوسکے پاس نہ رہیگی اور زاد سفر کے لائق نہین ہے تو یہ جانے کہ اسی طرح
ہر طاعت جو ریا و تقصیر کے ساتھہ آمیختہ ہوتی ہے وہ لائق زاد آخرت کے نہین ہے جب
جمازہ پر بیٹھے جنازہ کو یاد کرے کہ بالیقین یہی جنازہ اوسکا سفر عقبی مین مرکب
ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پہلے اس سے کہ وہ جمازہ سے اوترے وقت جنازہ کا آجائے
اسلئے یہ چاہئے کہ یہ سفر ایسا ہو کہ اوس سفر کے لئے زاد ہو سکے اور جب احرام کا کپڑا
پہنے اور جامہ عادت بدن سے اوتارے اور یہ احرام دوازار سفید کا ہوتا ہے تو کفن
کو یاد کرے کہ اوس سفر کا جامہ بھی مخالف اس جہان کی عادت کے ہوگا اور
جب عقبات و خطرات صحرا و بیابان دیکھے تو چاہئے کہ منکر و نکیر و حیات و عقارب
گور کو یاد کرے اور جان لے کہ لحد سے محشر تک ایک بیابان عظیم ہے جسمین بہت
سی گھاٹیان دشوار گزار ہین اور جسطرح بے بدرقہ کے آفت صحرا سے سلامتی میسر
نہین ہو سکتی ہے اسی طرح گور کے ہولون سے بے بدرقہ طاعت کے سلامت
رہنا سخت مشکل ہے اور جسطرح کہ جنگل میں اہل و فرزند و دوستون سے تنہا ہو جاتا ہے
اسیطرح گور مین سب سے اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہے تو جانے کہ یہ جواب ہے اللہ
کی پکار کا روز قیامت مین بھی اسی طرحکی پکار ہوگی اوسدن کی ہول کا اندیشہ
کرے اور خطر مین اس ندا کے ڈوب جائے علی بن حسین علیہما السلام وقت احرام
کے زرد ہو جاتے بدن پہ لرزہ پڑتا لبیک نہ کہہ سکتے پوچھا تو کہا مجھے ڈر ہے کہ
اگر مین لبیک کہون تو کہین یہ جواب نہ ملے لا لبیک ولا سعدیک یہ کہکر اونٹ
کے اوپر سے بیہوش ہو کر گر پڑے ابو سلیمان دارانے وقت احرام کے لبیک نکہا ایک
میل تک چلا کہ بیہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا کہا اللہ نے موسی علیہ السلام کو وحی
بھیجی تھی کہ تو اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجکو یاد نکیا کرین اور میرا نام نہ لین

کیونکہ جو کوئی مجکو یاد کرتا ہے مین اوسکو یاد کرتا ہون اور جبکہ وہ ظالم ہین تو مین اونکو لعنت کے
ساتہہ یاد کرونگا اور مینے سنا ہے کہ جو کوئی مال شبہ کا خرچ کریگا اور لبیک کہیگا تو اوسکو یہ جواب
ملیگا لا لبیك ولا سعدیك حتی ترد ما فی یدیك طواف وسعی کی یہ صورت ہے کہ جیسے
غریب اور بیچارے لوگ درگاہ مین، بادشاہونکی جاتے ہین تو آس پاس کو شک ملک کے
پہرتے ہین کہ موقع پاکر فرصت دیکہکر اپنی حاجت عرض کرین اور میدان مجلسرای مین آتے جاتے
ہین اور ایسے شخص کو ڈہونڈتے ہین جو اونکی سفارش کرے اور امیدوار ہوتے ہین کہ ناگاہ
بادشاہ کی نظر اونپر پڑے اور وہ متوجہ ہو سو صفا و مروہ کے درمیان جو مسافت ہے وہ مثل
اوس میدان کے ہے وقوف عرفات کا اور مجتمع ہونا انواع خلق کا اطراف جہان سے اور دعا
کرنا اونکا زبانہای مختلف ولغتہای گوناگون سے مانند عرصات قیامت کے ہے کہ وہان
ساری خلایق جمع ہوگی اور اولین و آخرین فراہم آئینگے اور ہر شخص اپنے حال مین مشغول
ہوگا اور درمیان رد وقبول کے متردد رہیگا۔ ہاپتہر مارنا سو مقصود اوس سے اظہار بندگی
کا ہے بطریق تعبد و رقیت کے اور نیز مشابہت پیدا کرنا ہے ساتہہ ابراہیم علیہ السلام کے
کہ وہان سامنے اونکے ابلیس لعین آیا تہا تاکہ اونکو شک وشبہ مین ڈالے سو اگر تیرے جی
مین یہ خیال بندہی کہ اونپر تو شیطان ظاہر ہوا تہا اور مجہپر ظاہر نہین ہوا مین کسلیے پتہر مارون تو یہ
خطرہ خود تجکو طرف سے شیطان کے ہوا ہے اب تو پتہر مارکے اوسکی پشت کو توڑ دے کیونکہ
اوسکی پشت اسی بات سے شکستہ ہوتی ہے کہ تو بندہ فرمانبردار ہو اور جو کچہ تجکو حکم ہوا ہے
وہ تو بیدریغ بجالائے اور تصرف دار باقی مین کرے اور حقیقت مین جانلکہ اس پتہر مارنے
سے تو نے شیطان کو مقہور کیا ہے یہ ذرا سا بیان ہے عبرتہای حج کا جو شخص اس مقدار کو
پہچان لیگا اوسپر بقدر صفای فہم و شدت شوق و تمام جد وجہد کے اسطرحکے اور بہت سے
معنی نمودار ہونے لگینگے اور ہر ایک معنی سے نصیب لیگا وہی معنی اوسکے عبادت کی
زندگی وجان ہوگی اور حد صورت سے کام اوسکا آگے بڑہ جائیگا **ف** حج کے بعد سفر مسجد

نبوی ہے جب مدینہ منورہ میں پہنچکر مراتب نماز و زیارت ادا کرے تو اس نعمت کی قدر سمجھے
احیاء الاحیاء میں کہا ہے فاذا استقر فی منزلہ فلا ینسی نعمۃ اللہ علیہ من زیارۃ
البیت والنبی صلعم فیکفر النعمۃ و یعود الی الغفلۃ واللھو فما ذلک علامۃ حج
المبرور بل علامتہ ان یزھد فی الدنیا و یرغب فی الآخرۃ و لقاء رب البیت بعد
البیت انتھی ایک روایت میں طریق اہلبیت سے آیا ہے اذا کان اخر الزمان خرج الناس
للحج اربعۃ اصناف سلاطینھم للنزھۃ و اغنیاءھم للتجارۃ و فقراؤھم للمسئلۃ
و قراءھم للسمعۃ انتھی اسکے بعد کہا ہے کہ فاذا فرغ من ھذہ کلھا فلیلزم
قلبہ الخوف والحزن فانہ لا یدری اقبل حجہ ام لا ثم لینظر فی قلبہ فان وجدہ
متجافیا عن دار الغرور مستانسا باللہ فلیثق بالقبول وان کان بخلاف
ذلک فیوشک ان یکون حظہ من سفرہ العناء والتعب واللہ اعلم

خاتمہ بیان میں ذکر حق تعالیٰ کے

لباب و مقصود ساری عبادات کا یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرے نماز ایک ستون ہے دین کا
اور مقصود بھی یاد کرنا خدا کا ہے جسطرح کہ فرمایا ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر
ولذکر اللہ اکبر قرآن پڑھنا افضل ترین عبادات سے اسلئے کہ اللہ کا کلام پاک ہے اللہ
کو یاد دلاتا ہے جو کچھہ قرآن کے اندر ہے سبب ہے تازگی ذکر الٰہی کا مقصود روزہ سے
بھی یہی ہے کہ شہوت ٹوٹے سو جب دل زحمت شہوات سے خلاص ہوگا تو صاف
ہوکر قرارگاہ ذکر خدا ٹھیریگا کیونکہ جب تک دل آگندہ شہوت ہوتا ہے ذکر کرنا اوسکو
ممکن نہیں ہوتا اور اگر ذکر کرتا ہے تو وہ اوسکے اندر تاثیر نہیں بخشتا مقصود حج سے
کہ زیارت خانہ خدا سے ذکر خداوند خانہ ہے تا کہ شوق اوسکے دیدار کا جوش مارے

	ادخانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ	حاجی بہر کعبہ و من طالب دیدار	

پس سر ولباب ساری عبادات کا ذکر خدا ہے بلکہ اصل مسلمانی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے یہی عین ذکر ہے باقی ساری عبادتین اسکی تاکید ہین اور اللہ جو اپنے بندہ کو یاد کرتا ہے یہ ثمرہ اسی ذکر کا ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا ثمرہ ہوگا ؏

لک البشارۃ فاخلع ما علیک فقد		ذکرت ثم علی ما فیک من عوج

ولہذا فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو مین تمھین یاد کرونگا سو یہ یاد مدام چاہیئے اگر مدام نہو سکے تو اکثر احوال مین تو ضروری درکار ہے کہ فلاح اسیکے ساتھ وابستہ ہے واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون غرضکہ کنجی فلاح کی یہی ذکر بسیار ہے نہ ذکر اندک جو بیشتر احوال مین ہو نہ کمتر احوال مین اسی جگہہ سے یہ فرمایا ہے الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم اُن لوگون پر ثنا کی کہ یہ کھڑے بیٹھے لیٹے ذکر خدا کیا کرتے ہین کسی حال مین بہی غافل نہین ہوتے ؏

ورد زبان وسوسن جانست نام یار		یکدم نمی رود کہ مکرر نمی شود	

اور فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین حضرت سے پوچھا تہا کہ کون کام بہت فاضل ہے فرمایا تو مرے اور تیری زبان ذکر حق سے تر ہو حدیث ابو الدردا مین فرمایا کیا مین تمکو آگاہ نکرون کہ تمھارے اعمال مین بہتر اور مقبول تر نزدیک خداوند کے اور بزرگتر درجات مین اور بہتر صدقہ کرنیسے سونے چاندی کے اور جہاد کرنیسے ساتھ دشمنان خدا کے کہ وہ تمھاری گردن مارین اور تم اونکی گردن مارو کیا ہے کہا ہان فرمائیے کہا اللہ کا ذکر کرنا رواہ احمد والترمذی والحاکم اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ ذکر علی العموم خیر اعمال ہے معاذ بن جبل نے رفعًا کہا ہے کہ جنت والے کسی چیز پر حسرت نکرینگے مگر اوس ساعت پر جو کہ اونپر دنیا مین بیے یاد حق کے گزری ہے رواہ الطبرانی ہیثمی نے کہا رجالہ ثقات تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے وفی کونھم

لا يحضرون الا على هذه الخصلة اعظم دليل على انها عند الله تعالے بمكان عظيم وان اجرها فوق كل اجر انتهى ٥

بی غم عشق تو صد حیف زعمری که گذشت	پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم

یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کچھ لوگ جمع ہوکر اللہ کا ذکر کرتے ہین تو فرشتے اونکو گھیر لیتے ہین اور رحمت اونکو ڈہانپ لیتی ہے اور اونپر سکینہ اوترتا ہے اور اللہ اونکا ذکر اپنے پاس والون مین کرتا ہے رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ ٥

آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ درو	یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

حدیث معاذ مین فرمایا ہے ما عمل ابن آدم عملا انجی له من عذاب الله من ذکر الله قالوا ولا الجهاد فی سبیل الله قال ولا الجهاد فی سبیل الله الا ان یضرب بسیفه حتی ینقطع ثلاث مرات اخرجه الطبرانی وابن ابی شیبة یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے جہاد سے حدیث ابو موسی مین فرمایا ہے لو ان رجلا فی حجرہ دراهم یقسمها وآخر یذکر الله لکان الذاکر لله افضل رواہ الطبرانی یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے صدقہ سے حدیث انس مین رفعًا آیا ہے اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا یا رسول الله وما ریاض الجنة قال حلق الذکر رواہ الترمذی حدیث قدسی مین بروایت ابو ہریرہ فرمایا ہے قال الله تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه رواہ الشیخان اسمین صراحت ہے اس امر کی کہ اللہ وقت ذکر کے ہمراہ اپنے بندہ کے ہوتا ہے مقتضی اس معیت کا یہ ہے کہ اوسکی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور توفیق وتسدید سے اوسکی مدد کرتا ہے یہ ایک معیت خاصہ ہے اور ھو معکم اینما کنتم مین معیت عامہ ہے پھر ذکر مخفی کا ثواب بھی مخفی مقرر فرمایا اور ذکر جہر کا ثواب جہر

غرضکہ ذکر خدا لُبّ لباب واصل مقصود اولوالالباب اور غایت مطلوب رب الارباب ہے
اللھم وفقنا **ف** ذکر کے چار درجے ہین ایک یہ کہ زبان پر ہو اور دل غافل رہے
ایسے ذکر کا اثر ضعیف ہوتا ہے گو کسی قدر اثر سے خالی نہو اسلئے کہ جو زبان خدمت مین
مشغول ہوتی ہے وہ اوس زبان سے بہر حال بہتر ہے جو بیہودہ کام مین مصروف رہے
یا معطل وبیکار رہے دوسرے یہ کہ ذکر دل مین ہو لکن متمکن نہو اور قرار نہ پکڑے بلکہ یہ
حال ہو کہ دل کو تکلف سے اوسپر لگایا جاتا ہے یہانتک کہ اگر یہ مشقت وکلفت نہو
تو دل خود بالطبع اوسکی طرف نہ آئے بلکہ غفلت وحدیث نفس مین مصروف رہے
تیسرے یہ کہ دل مین جگہہ پکڑ لے اور مستولی وغالب و متمکن ہوجائے یہانتک کہ بتکلف اوسکو
اور کام پر لگائین تو لگے والا فلا یہ بہت عظیم درجہ ہے چوتھے یہ کہ دل پر مذکور مستولی ہو نہ
ذکر مذکور سے مراد حقتعالی ہے کیونکہ فرق ہے درمیان اوسکے کہ سارا دل اوسکا مذکور کو
دوست رکھے اور درمیان اوسکے کہ اوسکا دل ذکر کو دوست رکھے **ہ**

فرق ست میان آنکہ یارش دربر		باآنکہ دوچشم انتظارش بردر	

کمال تو یہی ہے کہ ذکر وآگاہی ذکر کی دل سے چلی جائے اور فقط مذکور رہجائے خواہ
ذکر تازی ہو یا فارسی کہ یہ دونون حدیث نفس سے خالی نہین ہوتے ہین بلکہ عین
حدیث نفس ہین اور اصل یہ ہے کہ دل حدیث تازی وفارسی و ہر چیز سے خالی ہو اور
بالکل محو مذکور ہو جائے کوئی اور چیز اوسمین گنجایش نکرے یہ نتیجہ ہے محبت مفرط
کا محب صادق کی توجہ بالکل طرف محبوب کے ہوتی ہے بلکہ کمال شغل دل سے
وہ اپنا نام تک بھی بھول جاتا ہے جب کسیکو ایسا استغراق ہوگا اور وہ آپ کو اور
ہر چیز کو جو سوا حقتعالی کے ہے فراموش کریگا تو اب اول قدم تصوف پر پہنچے گا اس
حالت کو صوفیہ فنا ونیستی کہتے ہین کہ جو کچھہ ہے اوسکے ذکر سے نیست ہوگیا ہے
اور خود بھی نیست ہوا کہ آپ کو بھی بھول گیا اللہ تعالی کے بہت سے عوالم ہین جنکی

ہمکو خبر نہین ہے وما یعلم جنود ربک الا ھو اور وہ جہان ہمارے حق مین نیست ہین اور ہست ہمارا وہ ہے جس سے ہمکو آگاہی ہے اور ہم اوسکی خبر رکھتے ہین سو یہ عوالم کہ ہست ہین خلق ہین جب کسیکو یہ فراموش ہوگئے تو پھر اوسکے سامنے نیست ہین اور جب اوسنے اپنی خودی کو بھی فراموش کردیا تو وہ اپنے حق مین بھی نیست ہوگیا پھر جب کوئی چیز پاس اوسکے نرہی سوا حق تعالی کے تو ہست اوسکا وہی حق تعالی ہوا جسطرح مثلاً کوئی آسمان و زمین کو دیکھتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ جہان اس سے زیادہ نہین ہے جو کچھ ہے سو یہی ارض وسماء و ما بینہما ہے اسی طرح یہ شخص اگر کچھ نہین دیکھتا مگر حق تعالی کو اور کہتا ہے جو کچھ ہے سو اللہ ہے اوسکے سوا کچھ نہین ہے اب جدائی درمیان سے اسکے اور اللہ کے اوٹھہ گئی اور یگانگی حاصل ہوئی یہ پہلا عالم ہے توحید و وحدانیت کا یعنی خبر جدائی کی نرہی کیونکہ اوسکو جدائی اور دوری سے آگاہی نہین ہوتی ہے جدائی تو وہ جانے جو کہ دو چیز جانتا ہو آپ کو اور حق کو اور اسکا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ سے بیخبر ہے اور سوا ایک وحدہ لا شریک لہ کے کسی کو بھی پہچانتا نہین ہے وہ جدائی کو کیا جانے اور دوری کو کیا سمجھے ؎

حبیب داری از سالکان طریق	کہ باشند در بحر معنی غریق
بسودای جانان زجان مشتغل	بذکر حبیب از جہان مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ	چنان مست ساقی کہ می ریختہ
الست از ازل ہمچنان شان بگوش	بفریاد قالوا بلی در خروش
می صرف وحدت کسی نوش کرد	کہ دنیا و عقبی فراموش کرد

جب ذاکر اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو صورت ملکوت کی اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہے ارواح ملائک و انبیاء کی اچھی شکلو نمین نمودار ہوتی ہین اور جو درگاہ رب العزت کے خواص ہین وہ ظاہر ہونے لگتے ہین اور ایک حال عظیم پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ عبارت

وبیان مین نہین آسکتا پھر اگر وہ آپ مین بھی کسی وقت آتا ہے اور کارہاے دیگر سے آگہی پاتا ہے تو بھی اثر اوس حالت کا ساتھ اوسکے رہتا ہے اور شوق اوس حالت کا اوسیکے دل پر غالب رہا کرتا ہے اور دنیا اور ما فیہا اور جس کام مین خلق ہے یہ سب چیزین اوسکے دل کو بُری لگتی ہین وہ اپنے تن سے اِنکے اندر اور اپنے دل سے غائب ہوتا ہے اور لوگون کو اسو دنیا مین مشغول دیکھکر تعجب کرتا ہے کہ یہ کس کام سے محروم ہین اور لوگ اوسپر ہنستے ہین کہ وہ بھی ہماری طرح کیون نہین مشغول دنیا ہوتا ہے اور گمان کرتے ہین کہ مگر دیوانہ وسودائی ہوگیا ہے حدیث مین فرمایا ہے اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون رواہ ابن حبان عن ابی سعید الخدری واحمد وابو یعلی وقال الحاکم صحیح الاسناد یعنی جو لوگ ذکر خدا سے غافل ہین اوسکو پاگل سڑی کہنے لگتے ہین کیونکہ ہر دم اوسکو ذکر مین دیکھتے ہین اور حرکت لب کو اور اضطراب بدن کو خوف خدا سے معلوم کرتے ہین تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے وکثیرا ما تری من لا شغل لہ بالطاعات او من ہو مشتغل بمعاصی اللہ یظہر السخریۃ باہل الطاعۃ والاستہزاء بہم لانہ قد طبع علی قلبہ وصار فی عداد المخذولین انتہی غرضکہ پہلی منزل ذکر کی تو یہ ہے کہ سوا خدا کے کچھ آگاہی کسی شی کی نہو نہ اپنی اور نہ دوسرے کی ~~~

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست	بر عارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفتن این با حقائق شناس	ولی خردہ گیرند اہل قیاس
کہ بس آسمان وزمین چیستند	بنی آدم ودام ودد کیستند
پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند	بگویم گر آید جوابت پسند
کہ ہامون ودریا وکوہ وفلک	پری آدمی زاد ودیو وملک
ہمہ ہرچہ ہستند ازان کمتر اند	کہ با ہستیش نام ہستی برند

کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ واجب الوجود اور ممکن اس ذکر و استغراق سے ایک ہوجاتے ہین کہ یہ فہم مخالف شرع حق ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کمال استغراق سے سبکی نیستی اور حق کی ہستی ایسی دل پر طاری وساری وجاری ہوجاتی ہے کہ سب فانی فی الحال اور حق باقی علی کل حال نظر آتا ہے اور یہ بات موافق شرع ہے حضرت نے یہ مصرع تمثیلاً پڑہا تھا ع الا کل شئ ماخلا اللہ باطل دوسرا مصراع اسکا یہ ہے ع وکل نعیم لامحالۃ زائل ۰ جسطرح نظامی گنجوی قدس سرہ نے فرمایا ہے ۔

پناہ بلندی وپستی توئی		ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی	

ایسا ذاکر ساری مہلکات سے بیخبر اور ساری منجیات کے ساتھہ متصف ہوتا ہے اسی کا نام ولایت حق ہے ایسے ہی شخص کو اللہ کا ولی فرمایا ہے اور اوسکو یہ مژدہ سنایا ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون اور اونکی پہچان دنیا مین یہ بتائی ہے ان اولیاؤہ الا المتقون ۔ **ف** اگر کوئی شخص اس درجۂ فنا و نیستی کو نہ پہنچے اور یہ احوال ومکاشفات اوسکو پیدا نہون لکن ذکر اوسپر مستولی ہو تو یہ بہی ایک کیمیاء سعادت ہے کیونکہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس ومحبت بہی مستولی ہوگی پہر وہ ایسا ہوجائیگا کہ اللہ پاک اوسکو سارے جہان ومافیہا سے زیادہ تر محبوب ہوگا والذین آمنوا اشد حبا للہ اصل سعادت یہ ہے کہ جب بازگشت طرف حق کے ٹہیری والی ربک المنتھی اور یہ رجوع مرگ سے ہوتا ہے تو اب اوسکو کمال لذت مشاہدۂ حق کی بقدر محبت کے حاصل ہوگی جسطرح کہ دنیا کسی شخص کو محبوب ہوتی ہے تو اوسکا درد ورنج بہی فراق دنیا مین بقدر عشق دنیا کے ہوتا ہے سو جو شخص ذکر بہت کرتا ہو اور اوسکو احوال صوفیہ کے پیدا نہون تو اوسکو یہ نچاہیے کہ نفور ہوجاوے کیونکہ سعادت کچہہ اوسی حالت پر موقوف نہین ہے دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوگیا اور واسطے کمال سعادت کے مہیا وطیار ہوا تو اب جو کچہہ اس جہان مین

پیدا نہوگا وہ بعد مرگ کے اوس جہان مین ظاہر و پیدا ہو جائیگا اسلیئے یہ چاہیئے کہ ہمیشہ ملازم
ذکر اور مراقبہ دل کا رہے غفلت کو پاس آنے نہ دے کہ ذکر دائم کلید عجائب ملکوت و باب حضرت
لاہوت ہے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ تم ریاض جنت مین چرو مراد ان ریاض سے حلقہ ہاے
ذکر ہین رواہ الترمذی عن انس حاصل مقام یہ ہے کہ خلاصہ جملہ عبادات اور نخبہ جمیع
ریاضات کا ذکر ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ وقت پیش آنے امر و نہی کے اللہ کو یاد رکھے اور
معصیت سے دست بردار ہو کر فرمان برداری مین چست و چالاک رہے اور اگر ذکر سے یہ بات
حاصل نہین ہے تو پہر وہ ذکر حدیث نفس ہے اوسکی کچہہ اصل و حقیقت نہین ہے **ف**
فضائل ذکر کے احادیث صحیحہ مین بہت آئے ہین اور جیسے ذکر کے کتب اذکار مین لکھے ہین
بہتر ذکر کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے سارے اذکار کا مرجع اسی مدعا کی طرف ہے اسکو تہلیل
کہتے ہین پہر تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ پہر تحمید یعنی الحمد للہ پہر درود شریف پہر
استغفار الفاظ ان اذکار کے کئی طرح پر آئے ہین جیسے سبحان اللہ وبحمدہ
سبحان اللہ العظیم ان دو کلمون کے حق مین فرمایا ہے کہ زبان پر ہلکے رحمن کو پیارے
ترازو مین بہاری ہین رواہ البخاری اور جیسے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر کہ اگر برابر کف دریا کے گناہ ہون تو
بخشدئے جائین اور جیسے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب
الیہ یا جیسے سید الاستغفار ابن مسعود نے کہا ہے قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ
جو کوئی اونکو پڑہکر توبہ واستغفار کریگا اوسکے گناہ معاف ہوجائینگے ایک یہ آیت والذین
اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن
یغفر الذنوب الا اللہ دوسری یہ آیت ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ
یجد اللہ غفورا رحیما اللہ نے اپنے رسول مقبول صلعم کو فرمایا ہے فسبح بحمد
ربک واستغفرہ انہ کان توابا چنانچہ بعد اسکے نزول کے حضرت یون کہا کرتے تھے

سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفر لی انک انت التواب الرحیم کتاب
تنل الابرار مین اذکار وادعیۂ ماثورہ مع دلائل وتخریج وتفقہ معانی نہایت بسط سے مذکور
ہین اور ہر وقت وموقع کے لئے دعوات واذکار مقرر ہین مسلمان سے زیادہ نہو سکے تو
اتنا تو بہت ہی ضرور ہے کہ ہر کام کے لئے ایک دعا ہی مختصر اور ہر وقت کے لئے ایک
ذکر مقتصر منجملہ ماثورات کے خصوصاً جو کہ اصح الصحیح ہین یاد کر لے اور خیال کر کے اوس
موقع ووقت پر اونکو زبان ودل سے کہہ لیا کرے تاکہ الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات
مین داخل رہے گو ابرار واخیار کے مرتبۂ عظیم کو نہ پہنچے بار ہی لنفس مغفرت سے تو محروم
نرہیگا کیونکہ طبقات عباد چار ہین ایک فائزین دوسرے ناجین تیسرے معذبین چوتھے
ہالکین انکا بیان رسالہ توزیع العباد مین لکھا گیا ہے ٥

علی انی راض بان احمل الھوی		واخلص منہ لا علی ولا لیا	

فصل بیان مین اوراد کے

اللہ تعالی نے آدمی کو اس عالم غربت مین کہ ایک عالم خاک وآب ہے واسطے تجارت کے
بہیجا ہے ورنہ حقیقت اوسکی روح کی علوی ہے اور وہ وہان سے اس خاکدان فانی مین
آیا ہے اور پہر وہین کا رستہ لیگا ٥

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے		کہان سے ہم کہان پکڑے ہوئے گار مین آئے	

سرمایہ اوسکا اس تجارت مین یہی اوسکی عمر ناپائدار وحیات مستعار ہے یہ سرمایہ ہمیشہ
نقصان مین ہے اگر فائدہ ونفع اوس سے نہ لیں تو ساری پونجی زیان مین جاتی رہے اور
انجام اوسکا ہلاک ہو ولہذا ارشاد فرمایا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین
آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مثال اسکی اوس شخص کی
سی ہے کہ پونجی اوسکی یخ ہو اور وہ موسم گرما مین اوسکو فروخت کرے اور کہے اے مسلمانو

مہربانی کروایسے شخص پر جسکی پونجی گلی جاتی ہے اسی طرح پونجی عمر کی گذر رہی ہے کہ جملہ تمام عمر کا انفاس چند ہین علم مین اللہ کے سو جن لوگون نے خطر اس امر کا دیکہا وہ اپنے انفاس کے مراقب ہوسلئے اور جان لیا کہ ہر نفس ایک گوہر بےبہا ہے اوس سے ہم شکار سعادت ابدی کا کر سکتے ہین اور وہ اس سرمایہ پر مشفق تر تہے بہ نسبت اسکے کہ کوئی شخص سرمایۂ زر و سیم پر خائف ہو یہ شفقت اونکی یون تہی کہ اونہون نے اوقات شب و روز کو خیرات و حسنات پر تقسیم کر رکہا تہا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا تہا اور اوراد مختلف مقرر رکہے تہے تاکہ کوئی وقت ضایع نجائے کیونکہ وہ جانتے تہے کہ سعادت آخرت اوسی شخص کے لئے ہے جو کہ اس جہان سے گیا اور انس و محبت خدا کی اوسکے دل پر غالب تہی سو یہ انس بدون دوام ذکر کے میسر نہین آتا ہے اور محبت بجز معرفت کے نہین ملتی اور معرفت بغیر تفکر کے حاصل نہین ہوتی سو مداومت ذکر و فکر کی تخم ہے ہر سعادت کا اور ترک کرنا دنیا و ترک شہوات و معاصی اسی لئے ہوتا ہے کہ فرصت ذکر کی اور فراغت واسطے فکر کے ہاتہ آ لئے اور چونکہ دل کا ہمیشہ ایک صفت و حال پر رہنا سخت مشکل ہے اسلئے اوراد مختلف رکہے گئے ہین کوئی کالبد سے جیسے نماز اور کوئی زبان سے جیسے قرآن و تسبیح اور کوئی دل سے جیسے تفکر تاکہ ملال نہو اور ہر وقت مین ایک نیا شغل سامنے آئے اور حالت بدلتی رہے سو اصل بات یہ ہے کہ اگر ساری اوقات کار آخرت مین صرف نہو تو بیشتر اوقات تو صرف ہی کرے تاکہ پلہ حسنات کا جہکتا رہے اگر نیمہ اوقات دنیا و تمتع مباحات مین برباد جائے تو نیمہ اوقات تو کار دین مین صرف ہو حالانکہ اس حالت مین یہ بیم لگا ہوا ہے کہ کہین پلہ سیئات کا راجح نہو جائے کیونکہ صرف دل کا دین کے کام مین خلاف طبع ہوتا ہے اور مشکل سے اوسمین اخلاص آتا ہے اور جو کار بے اخلاص ہے وہ بیفائدہ ٹہیرتا ہے بہت سے اعمال مین کبہی ایک عمل اخلاص سے اتفاق ہو جاتا ہے اسلئے اکثر اوقات کا کار دین مین صرف ہونا مناسب ہے

دنیا کا کام تابع دین کے ہو ولہذا اللہ نے فرمایا ہے ومن آناء اللیل فسبح واطراف النھار لعلک ترضی اور فرمایا فاذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا اور فرمایا وکانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون یہ سب اشارہ ہے طرف اسکے کہ بیشتر اوقات کا طاعت وعبادت خدا مین مشغول ہونا چاہیے سو یہ بات بتقسیم اوقات کے نہین بن پڑتی ہے **ف** دن کے وظیفے پانچ ہین ایک صبح سے سورج نکلنے تک یہ بڑا مبارک وقت ہے اِس دم مراقب انفاس کا رہے خواب سے بیدار ہونے کی دعا پڑھے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور پھر طہارت ومسواک کر کے سنت فجر کی گھر مین پڑھکر مسجد مین آکر فرض صبح ادا کرے اور طلوع مہر تک تسبیح واستغفار وقرآن وتفکر مین مشغول ہو دوسرے یہ کہ طلوع سے اشراق تک مسجد مین صبر کرے تسبیح مین رہکر مشغول ذکر وفکر ہو پھر دو رکعت نماز یا چار رکعت پڑھے اور جب ایک پہر دن چڑھے تو نماز چاشت پڑھے عیادت بیمار مشایعت جنازہ یا حاجت بر آری مین کسی مسلمان کے رہے یا مجلس علم مین حاضر ہو تیسرے یہ کہ چاشت سے لیکر نماز ظہر تک چار کام مین سے ایک کام کرے اگر تحصیل علم پر قادر ہے تو یہ عبادت سب سے فاضل تر ہے ایسا علم حاصل کرے جو آخرت مین نافع ہو اور دنیا کی رغبت کو ضعیف کرے اور اعمال کے عیوب وآفات کو کھولے اور اخلاص کی طرف بلائے نہ علم جدل وخلاف وقصص وکلام وفلسفہ وغیرہا کہ ان علوم سے حرص دنیا کی بڑھتی ہے اور تخم حسد وفخر کا جمتا ہے **ع**

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضایع ست سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق	جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت ست علمی کہ رہ بحق ننماید جہالت ست

اور اگر قدرت علم پر نہین رکھتا ہے تو مشغول عبادت رہے یہ کام عابدون کا ہے اور ایک مقام بزرگ ہے خصوصًا ایسے ذکر مین مشغول ہونا جو دل پر غالب آجائے

یہ بھی نہو سکے تو علما و صوفیہ کی خدمت کرے کہ یہ خدمت عبادت نفل سے فاضلتر ہے
خلق کو راحت پہنچانا مسلمانونکی مدد کرنا اجر عظیم رکھتا ہے اگر یہ بھی نہو تو کسب مین مشغول
ہو امانت و دیانت سے اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے کمائی کرے کسی کو ہاتہہ و
زبان سے نہ ستائے اور زیادہ طلبی سے باز رہکر قدر کفایت پر قناعت کرے یہ بھی
منجملہ عابدین کے ہوگا اور درجہ مین اصحاب الیمین کے گو سابقین اور مقربین سے کم ہو
کیونکہ اقل درجات یہ ہے کہ ملازم درجۂ سلامت رہے اور بہتر یہ ہے کہ نفع مال کا عشر
سے زیادہ نہ لے سلف اسیطرح کیا کرتے تہے چوتہا وظیفہ وقت زوال سے عصر تک کا
ہے زوال سے پہلے قیلولہ کرے تاکہ رات کو تہجد پڑہ سکے پہر جاگکر اذان سے پہلے
مسجد مین پہنچکر تحیۃ المسجد پڑہکر نماز ظہر ادا کرے پہر ظہر سے تا عصر تعلیم علم و درس تفسیر
وحدیث وسلوک ومعاونت مسلمین مین مشغول رہے یا قرارت قرآن یا کسی کسب
حلال مین بقدر احتیاج پس پانچوان وظیفہ عصر سے غروب تک کا ہے مسجد مین
آکر نماز عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑہے یعنی علاوہ تحیۃ المسجد کے اس نفل کا اجر
عظیم ہے پہر جو شغل اوپر لکہا ہے اونمین سے کسی کے ساتہہ مشغول ہو اور نماز شام سے
پہلے مسجد مین آکر مشغول لتسبیح واستغفار رہے کہ فضیلت اسوقت کی مثل بامداد کی فضیلت
کے ہے اور جس شخص کی اوقات بے ضبط و ربط ہوتی ہین کہ کس وقت کیا اتفاق
پڑتا ہے تو اکثر عمر اوسکی برباد جاتی ہے رہے وظائف شب کے سو وہ تین وظیفے ہین
ایک مغرب سے عشا تک اسکے بیچ کا وقت زندہ رکہنا بڑی فضیلت رکہتا ہے کہا ہے
کہ تتجافی جنوبھم عن المضاجع سے یہی مابین عشائین مراد ہے پہر نماز عشا پڑہکر
لہو وغیرہ مین مشغول نہو کہ خاتمہ شغل کا یہی ہے اور آخر ہر کار کا خیر ہونا چاہیے
والعاقبۃ للمتقین دوسرا وظیفہ سونا ہے سو اگرچہ خواب عبادت نہین ہے لکن جبکہ
آراستہ آداب وسنن سے ہوگی تو بمنزلہ عبادت کے ٹہیریگی اب چاہیے کہ رو بقبلہ ہوکر

داہنے ہاتھ کی کروٹ پر سوئے جسطرح مردہ گور مین رکھا جاتا ہے خواب برادر مرگ ہے اور بیداری مانند حشر کے کیا لگتا ہے کہ جو روح خواب مین قبض کرلی ہے وہ پہر واپس نہو اسلئے یہ چاہیے کہ کام آخرت کا سنوار لے یعنی طہارت پر سوئے توبہ کرلے وصیت نامہ لکہا ہوا زیر بالین طیار رکہے اور زبردستی نیند نہ لائے اور نرم فرش پر نہ سوئے کہ نیند غالب آجائے کیونکہ خواب تعطیل عمر ہے بلکہ تمام رات دن مین آٹھ ساعت سے زیادہ نسوئے کہ یہ ایک تہائی ہے چوبیس ساعت کی اگر اسطرح بسر کریگا تو اگر ساٹھ سال کی عمر ہوئی تو گویا بیس برس اوسمین سے ضائع گئے اور سوتے گذرے اب اس سے زیادہ عمر برباد کرنا کیا ضرور ہے آب وسواک اپنے ہاتھ سے مہیا کر کے پاس رکہے تاکہ تہجد کو اوٹھے اگر نیت تہجد سو رہیگا اور آنکھ نہ کہلے تو بہی نیت کا ثواب پائیگا پہر سوتے وقت یہ دعا پڑھے باسمك ربی وضعت جنبی وباسمك ارفعہ اور آیۃ الکرسی ومعوذتین وسورۂ تبارک پڑھے اور باوضو سو جائے تیسرا وظیفہ تہجد ہے بعد نصف شب کے اسوقت دو رکعت نماز کا پڑھنا بہت سی نمازہای دیگر سے فاضلتر ہوتا ہے کیونکہ اسوقت دل صاف ہوتا ہے اور کچھ شغلہ دنیا کا نہین ہوتا اور دروازے رحمت کے کشادہ ہوتے ہین غرضکہ باوقات شب وروز ہر وقت مین ایک کام کا ہونا چاہیے کوئی وقت بے شغل خیر کے برباد نہ جائے جب ایک رات دن اس طرح پر گذرا تو ہر دن رات اسی طرح پر بسر کرے آخر عمر تک یون ہی کرتا رہے اور اگر یہ نہ بن سکے تو پہر امل دراز کو کوتاہ کرے اور اپنے جی سے یہ کہے کہ آج تو تو اسی طرح کاٹ شاید آج کی رات یا کل تو مرجائے اسی طرح ہر روز جی کو سمجہالے اور جب مواظبت سے رنجور ہو تو جانے کہ مین سفر مین ہون وطن میرا آخرت ہے اور سفر مین رنج غربت اوٹھانا پڑتا ہے لیکن تسلی اس بات پر ہے کہ یہ سفر جلد ختم ہو جائیگا اور وطن مین جاکر آرام ملے گا اور مقدار عمر کا خود ظاہر ہے کہ کتنا ہے خصوصًا جبکہ اوسکو عمر جاودان سے جو آخرت مین ہوگی

موازنہ کیا جائے سو اگر ایک شخص مقدار ایک سال واسطے دس ۱۰ سال کی راحت کے رنج اوٹھائے تو کیا عجب ہے کہ سو برس کا رنج واسطے سو ہزار سال کے بلکہ واسطے راحت جاودان کے گوارا کرے وباللہ التوفیق آج یہ رسالہ روز یکشنبہ تاریخ ۲۹ ذیحجہ ۱۳۰۴ سنہ ہجری کو سات دن کی مدت مین تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی والحمد للہ اولاً وآخراً

تمت بالخیر

صحت نامہ بذل المنفعہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۱۳	سراد	مراد	۴۲	۱۱	پہر بہر	پہر بہر
۵	۱۷	فریضة	فریفتہ	"	۱۷	خیر	خبر
"	۱۲	انجم	انجح	۴۷	۱	چاہے	چاہیے
۹	۲۱	تزبینة	تزیینہ	۵۰	۴	نتکون	فتکون
۱۷	۴	مُدای	مدی	۵۴	۲۱	سجدتم	سجدتہ
۱۹	۱۸	تسنعموا	تسمعوا	۵۷	۱۹	جہرہے	جہری
۲۲	۱۵	صلواتکم	صلوتکم	۶۳	۱۱	سے بہتر	کے بہتر
۲۳	۷	بین	بن	۸۹	۱۴	نوخچر	وخچر وخروترہ و
۲۷	۱۱	بہتر	بہتر یہ	۹۲	۳	خشیتہ	خشیة
۲۸	۴	پڑہے	پڑہتے	۹۶	۹	با	یا
۲۹	۲۰	علانیت	علانیتہ	۹۷	۱	غازئین	غارئین

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۹۸	۲	عائم	غارم	۱۱۹	۱۷	وامد	واجد
"	۱۲	حبان	حبان و	۱۲۰	۵	حاجی کے	حاجی کو کر
۱۰۰	۳	شکوتہ	شکوات	"	۱۵	نہم	ہشتم
۱۰۱	۲۱	قطرہ	قطرے کا	"	۱۸	اور ڈرا نمبر کے	اور اتنا جیسے کہ
۱۰۲	۱۳	السفر	سفر			کہ سورج نکل آیا	سورج نہ نکلے
۱۰۸	۳	اسقلی	السفلی	۱۲۹	۲۰	پہونچے	پہونچتے
۱۱۲	۱۲	نرڈرے	ڈرے	۱۳۱	۴	پڑسے	پڑھتے
۱۱۴	۱۷	او	و	۱۳۲	۱۹	الذی نقول	الذی تقول
۱۱۵	۴	العیستۃ	المعیشۃ	"	۲۰	لرب	رباب
۱۱۶	۱۷	براکب	ایرکب	۱۴۷	۷	واذکرو	واذکروا

[illegible]



سنہ ۱۳۰۵